تمت



إن الله على كل شيء قدير

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي بتحميد آياته تترنم البلابل في البستان وبنعوته تتنغم
العنادل بفصيح اللسان يثني عليه الحان أصناف الخلائق من الانس
والحيوان وبصفته أصوات الممكنات حتى النباتات والجمادات بالسر والاعلان
كأن خفيق أوراق الأشجار جلاجل دفوف لثناء الرحمن ودوي الماء
الجاري طنابير أوصاف الديان وهبوب الرياح أقصاب تمجيد المنان
فسبحان الممدوح المحمود في كل زمان ولنعم المنعوت الموصوف بالحال
والقال من كل لسان وتنزيل إن من شيء إلا يسبح بحمده على هذا الدعوى
من أوضح البرهان والصلوة والسلام على سيد الانس والجان المقصود

مِنَ الوُجُوْدِ وَالاِمْكَانِ الَّذِيْ قَالَ مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ فَلَيْسَ مِنَّا
اَيْ عَلٰى مَعْنَى الَّذِيْ حَقَّقَهٗ عُلَمَاءُ الزَّمَانِ وَقَالَ لِاَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيْ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حِيْنَ سَمِعَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ بِتَحْسِيْنِ
الصَّوْتِ وَالْاَلْحَانِ لَقَدْ اُعْطِيْتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيْرِ اٰلِ دَاوٗدَ وَالِدِ
سُلَيْمَانَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا مَّرَّ الدُّهُوْرِ
وَالْاَزْمَانِ

امابعد جوکہ مسئلہ سماع کا ایک ایسا جزئیہ ہے کہ خلفاً عن سلفٍ اسمین اختلاف
کثیر چلا آتا ہے اور اقوال علماء اور فقہاء کے نہایت مختلف واقع ہین درینولاہی
باتوقیر زیب مسند امارت رونق وسادہ ریاست حشمت پناہ والاشکوہ جلالت
دستگاہ حق پژوہ طراز قبائے مملکت نگار خلعت سلطنت رئیس باذل فرمان فرمائے
دریا دل رافت غربا رحمت فقرا امین الدولہ وزیر الملک نواب حافظ محمد ابراہیم
علیخان صاحب بہادر صولت جنگ زاد عمرہ ودولتہ ودام حشمتہ وشوکتہ کا گوشۂ التفات
اس مسئلہ کی تحقیق کا دریافت ہوا بنا برعلیہ خاطر فاتر خاکسار خلائق نے عزم ہمت کا
فراہمی تحقیقات اور جمع کرنے روایات کا چست کیا کیونکہ جب روایات شتے کتب متفرقہ
سے ایک جگہہ جمع ہو کر صورت کتاب کی پاوینگی تو ضرور اور لابد افادہ عام اور
افاضۂ تام بخشینگی اور احتیاج تلاش کتب اور دیکھنے مقامات مختلف سے مستغنی
کریگی فالحمد للہ ثم الحمد للہ علی حسن توفیقہ کہ چند ایام مین بعد دیدہ ریزی
وعرق ریزی کے تحریر تحقیقات اور فراہمی روایات سے فرصت پائی جو ارادہ کہ
ممکن قوۃ مین تھا وہ باحسن الوجوہ منصۂ فعل مین آیا اور ترتیب تحقیقات نے مہہ

اسلوب پایا کہ اول مین ایک مقدمہ مختصر مرتب کیا کہ اوسمین بیان ماہیت اور
حقیقت اور تعریف غنا اور راگ کا ہے کہ جس سے فی الجملہ غنا کو غیر غنا سے اور راگ
کو غیر راگ سے اور خوش آوازی مستحب بلکہ مسنون کو خوش آوازی ناجائز اور
ممنوع سے فرق اور جدا کر سکین اور سمجہین کہ وہ درست ہے اور یہہ نادرست اور
بعدہ چہار باب مقرر کئے باب اول مین تحقیقات مفسرین کو درج کیا اور باب
دوم مین تحقیقات محدثین کو تحریر کیا اور باب سوم مین روایات فقہا کو
لکھا اور باب چہارم مین اقوال صوفیہ کرام کو رکھا اور آخر مین ایک خاتمہ
اور تکملہ بطرز قول فیصل کے لاحق کیا اور اتنے ہی پر بخوف درازی وطول کے
اتمام کیا ورنہ بعون عنایتہ تعالے میدان تحریر فراخ بے اندازہ اور کتب معتبرہ
معتمدہ موجود اور کشادہ ہین امید کہ حلیۂ قبول الٰہی کا پاوسے اور زاد آخرت اور
ذخیرۂ عقبیٰ فقیر کا ہو اور باعث ہدایت اور سبب رفع گمراہی اور ضلالت کا ٹہیرے
راہ تعصب سے بچاوے اور حجاب غفلت کے اوٹہاوے صواب کو خطا سے اور طاعت
کو معصیت سے جدا کر دے طاعات پر توجہ اور اقبال اور معاصی سے اجتناب اور
اعراض بخشے کیونکہ گناہگاری اور عصیان شعاری بہی اگرچہ آفت ٹوٹے بارے
اسکو صواب جانکر موجب ثواب سمجہنا بڑی آفت ہے گناہ کو گناہ جاننا اور ادسکا کرنا
گناہ ہی ہے مگر گناہ کو ثواب سمجہنا حرام کو حلال جاننا ہے کہ وہ مثل اپنے عکس کے
کفر ہے خداوند کریم مشاہدہ اور معائنہ کرادے کہ مقصود خداپرستی ہے غناپرستی
نہین خداپرست کو موافق حاجت اور وقت ضرورت کے ہر چیز کی آواز بجائے
غنا اور راگ کے ہوگی چنانچہ اوسی کیطرف حضرت شیخ سعدی شیرازی ارشاد فرماتے ہین

کسانیکہ ایزد پرستی کنند		بر آواز دولاب مستی کنند	

اور غنا پرست کبھی دریاے ضلالت اور بطالت مین غوطہ کہاتے ہین کبھی بحر کفر اور زندقہ مین غرق ہوتے ہین اسواسطے کہ اول تو وہ مرد اس میدان کے ہین ہی نہین کہ غنا اونکے مقام کے لایق اور مناسب ہوا اور دوسرے یہہ کہ بجہت اور بتمام وجوہ وہ اشارات اور معانی عبارات کی تاویل نہ سمجھنے سے کافر زندیق بنتے ہین مثلاً جو معنی کہ جناب باری عز اسمہ کی ذات اور صفات کے مناسب نہون انکو خدا کیطرف منسوب کرنا یا جو امور کہ مخصوص جناب الٰہی تعالےٰ کے ہین اون کا مصداق مخلوق کو ٹھیرنا کفر ہے اور معارف الٰہی اور حقایق نا متناہی کا کیا ایسا کوچہ ہے کہ ہر ادنیٰ اعلیٰ بآسانی جیسے چاہے خاطر خواہ اسمین قدم رکھے اور مقصود کو پہونچے حاشا وکلا للہ در القائل ؎

اما الخیام فانہا کخیامہم		واری نساء الحی غیر نسائہا	

فنسئل اللہ العصمۃ والعافیۃ من شر کل شیطان مارد ہمارے اس زمانہ کے بعض نادانون کی تقاریر اور اقوال اور کچھ گروہ متصوفہ بعلم کے کردار اور افعال جوام کالانعام بے مایہ کے رہزن ہین کہ انکے دین اور دنیا کی راہ مارتے ہین اسقدر تو مسلم ہے کہ اصل مین اس مسئلہ مین اختلاف ہے مگر فی زماننا ہذا جتنا اور جسقدر کہ اتفاق یا اختلاف سے تحقیق کو پہونچا یا ہے اور جو شروط اور قیود کہ تحقیق کئے ہین وہ تو کہان کے کہان رہے اور بالکلیہ متروک ہوگئے بلکہ ابتو ایسی گرفتاری بلا ہے کہ جواز اور اباحت تو بجاے خود یہان صرف حرام قطعی کا ارتکاب کرتے ہین اور اوسپر طرہ یہہ کہ ایسی باتین عبادات اور ثواب کے موجبات

سمجھتے ہین اور خاصان خدا اور مشائخ کبار قدما کو مثل اپنے مرتکب ایسے غنا اور سماع ممنوع
حرام کا ٹھہراتے ہین کیونکہ یہہ آلات مطربہ اور سازہاے محرمہ اولیاء اللہ کے کب سنتے
ہین اور یہہ مغنیات اور اجنبیات فواحشہ کہ جنکی صورت دیکھنا اور جنکی آواز بیہ راگ
کے بہی سننا حرام قطعی ہے اہل اللہ کی مجالس محافل مین کب جا سکتی ہین اہل اللہ
نے اگر سماع غنا جیسا کچھہ کہ کیا بھی ہے تو غلبہ حال اور سکر مین کیا ہے اب غلبہ حال
اور استغراق اور سکر کجا ع بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ٭ فنعوذ
باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یهده اللہ فلا مضل له و
من یضلله فلا هادی له الغرض بعد اتمام روایات اور اختتام تحقیقات کے
اس مجموعہ محمودہ کا نام تحفۃ الامیر فی بیان السماع والمزامیر رکھا
اور اسکو تحفہ اور ہدیہ نواب والاجناب کو پیشکش کیا واللہ المستعان ومنه
التوفیق الی الاحسان اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل
باطلا وارزقنا اجتنابه اور یہہ فہرست ہے آسامی اون کتب کی کہ جن سے
یہہ مجموعہ جمع کیا گیا ہے مقدمہ مین کتاب احیاء العلوم اور مجمع البحار
اور غنیۃ الطالبین سے عبارت نقل ہے اور باب اول مین یہہ چند
تفاسیر مفصلہ ذیل ہین جنسے اخذ کیا گیا ہے تفسیر مدارک تفسیر مبیان تفسیر
حسینی تفسیر احمدی تفسیر آیات الاحکام تفسیر معالم التنزیل تفسیر
در منثور تفسیر مظہری باقی اور بعض تفاسیر کی عبارت بعینہ منقول نہوئی کیونکہ
یا تو اونکی عبارت بجنسہ مطابق انکے تھی یا یہہ مسئلہ اونمین مختصر اور مجمل مذکور تھا اور
زیادہ تفصیل نہین رکھتا تھا البتہ جو نظر سے گذری تعین نام اونکے آخر باب التفسیرین

بت کیے ہین چاہین تو اوسمین دیکھہ لین اور باب دوم مین یہہ کتب حدیث شریف مین
ہوتین کہ جنکی عبارت درج ہوئی صحیح ترمذی شرح بخاری شرح مسلم اور باب سوم
مین ان چند کتب فقہ سے اتفاق نقل عبارت کا ہوا درمختار کنز الدقائق سعد الحق
رد المختار نہایۃ الاوطار عنایہ قاضی خان اختیار شرح مختار فتاوائے جزیہ اور
باب چہارم مین یہہ کتب صوفیۂ کرام کی موجود تہین جن سے ترجمہ لکہا مذاق العارفین
ترجمہ احیاء علوم الدین رسالہ قشیریہ مقصد الحلم ترجمہ عین العلم کشف المحجوب ہدیہ
سنی اور اخبار الاخیار اور گنج الاسرار خواجہ بزرگ اجمیری مدفن رحمہ اللہ
علیہ اور خاتمہ کتاب کو جو بجائے قول فیصل معاملہ سماع مین ہے مدارج النبوۃ اور
مکتوبات محدث دہلوی سے تحریر کیا ❋

مقدمہ اسمین بیان ہے ماہیت او تعریف غنا کا

غنا یعنی راگ سننا ہے آواز خوش اور موزون کا جسکے معنی سمجھہ مین آوین اور
دلکو حرکت دین تو اس تعریف مین وصف عام آواز خوش ہے پہر اوسکی بہی دو قسمین
ہین ایک موزون اور ایک غیر موزون اور موزون بہی دو قسم ہے ایک وہ کہ
سمجھہ مین آوے جیسے اشعار ہوتے ہین اور ایک وہ کہ سمجھہ مین نہ آوے جیسے جمادات
اور حیوانات کی آوازین ہین یہہ تعریف اور تفصیل اور مثالین اور سب کے
حکم جائز اور ناجائز سے احیاء العلوم مین ہے اس کتاب مین بہی اپنے موقع
پر منقول ہے اور کتاب مجمع البحار مین تحقیق معانی لفظ غنا مین لکہا ہے نہایہ جزری
سے من یتغن بالقران فلیس منا یعنی جو کوئی کہ استغنا اور بے پروائی حاصل

نکرے ساتھ قرآن مجید کے غیر اوسکے سے اور کہا گیا ہے کہ غنا کے معنی جہر کے ہین یعنی
جو کوئی کہ بلند آواز نکرے ساتھ قرآن مجید کے اور دوسری حدیث ما آذن اللہ
لشیئ الخ مین جو لفظ یتغنی بالقرآن کا مذکور ہے اوسکے معنی جہر کے ہین اور
کہا گیا ہے کہ یہہ تفسیر ہے استغنا اور بے پرواہی کی اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ
نے اسکی تفسیر کی ہے ساتھ تحسین قرأت اور پہ باریک اوسکی کے اور اسکی شاہد
ہے یہہ حدیث کہ زینوا القرآن باصواتکم اور ہر آواز کہ بلند ہو وہ غنا ہے نزدیک
عرب کے اور کہا گیا ہے کہ عرب لوگ راگ گایا کرتے تھے ساتھ رکبانی کے جبکہ سوار ہوا
کرتے تھے یا بیٹھا کرتے تھے میدانون مین اور اپنے اکثر حالات مین پس دوست رکھا
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہہ کہ ہووے اول مبادرت اونکی
ساتھ قرآن مجید کے بجاے راگ رکبانی کے کہا ابن عیینہ نے کہ مستغنی ہو ساتھ
اوسکے لوگون سے اور کہا گیا ہے کہ مستغنی ہو غیر اوسکے سے احادیث اور کتب سے
اور انکار کیا ہے بعض نے اسکا بسبب تفسیر جہر کے کرمانی شرح بخاری مین ہے
کہ جہر کرے یعنی ساتھ تحسین آواز اور تحزین یعنی دردناک کرنے اوسکی کے اور
یہہ تحسین اور تحزین مستحب ہے جب تک کہ حد قرآن سے خارج نکرے کہا امام
نووی شارح مسلم نے یتغنی یعنی اچھا کرے آواز اپنی کو ساتھ ترتیل اور جہر
اور تحزین کے لیکن الحان پس وہ پڑہنا ہے بطور علم موسیقی کے ساتھ نغمہا و
اوزان مقررہ کے جو صفت غنا مین ہے اور طیبی شرح مشکوۃ مین ہے کہ لم
یتغن بالقرآن مین احتمال ہے کہ اسکے معنی غنا کے ہون اور یا معنی استغنا کے
ہون اور ترجیح ہے معنی استغنا کو کہ نہین ہے ہم سے یعنی ہمارے اہل طریق سے

اور یہہ وعید ہے اور بلاخلاف قاری بغیر تحسین آواز کے بھی ثواب پاویگا پس
مستحق وعید کا کیسے ہوا اور نہایہ مین ہے کہ دو لونڈیان گا رہی تھین گیت روز
بعاث کے یعنی اشعار اوس روز کے پڑہتی تھین اور وہ ایک لڑائی انصار کا
نام ہے اور یہہ مراد نہین کہ وہ غنا اور راگ مشہور تھا جو اہل لہو ولعب مین
ہوتا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت دی ہے غنا اعراب کو جو مثل
آواز حدی کے ہے اور کرمانی شرح بخاری مین ہے لیستا بمغنیتین یعنی راگ
گانا اونکی عادت نتھی یعنی مثل اور گانیوالیون کے شوق او بھارنے اور تعریض
فواحش اور تشبیب جمال کے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ راگ منتر ہے زنا کا اور نہ اوس
قسم کی گانیوالیون مین تھین کہ ایسا گانا گاوین کہ جسمین کھینچنا آواز کا اور تکسیری
اور توڑ جوڑ اور متحرک کرنا ساکن کا وغیر ذلک ہون اور نہ گانے کو کسب ٹھیرایا
ہوا اور اجازت دینا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا غناے حرب کو وہ فقط شعر خوانی
اور حدی ہے طیبی مین ہے کہ وہ جو احداث کیا ہے متصوفہ نے سماع مع ساز کو
پس کچھہ خلاف نہین اسکی حرمت مین اور تحقیق کہ غالب ہے یہہ اوپر اکثر ایسون کے
جو منسوب ہین طرف خیر کے اور نابینا ہین وہ اوسکی حرمت سے یہانتک کہ ظاہر
ہوتے ہین اکثر پر افعال مجنون کے سے مثل رقص کے ساتھہ حرکات متطابقہ
اور تقطیعات متلاحقہ کے اور گمان کرتے ہین وہ کہ یہہ امور نیکی اور بر کی ہین
اور حالانکہ یہہ زندقہ ہین یہانتک عبارت یا خلاصہ کتاب مجمع البحار کا ہوا حضرت
غوث الاعظم قدس سرہ نے کتاب غنیۃ الطالبین مین باب بیان آوازون مین
اور بیان کراہت قراءۃ بالحان مین لکھا ہے کہ اکثر الحان مین نکالنا کلام کا ہوتا ہے

اوسکے طریقہ سے اور گرا دینا مد اور ہمزہ کا ہوتا ہے اونکے مقام سے اور مد کرنا
مقصور کا اور قصر کرنا مد کا اور ادغام اور روہم کرنا ہوتا ہے حروف کا الخ تو یہہ
تعریف ہے الحان کی جو قرارت قرآنی مین مکروہ ہے اس سے حقیقت راگ معلوم
اور قیاس کرلین ؎

باب پہلا اوس تحقیقات کی کرین جواز با تفسیری تنقیح غنا وما یتعلق بہا مین لکہی ہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا وَلَّىٰ مُسْتَكْبِرًا كَأَن لَّمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا ۖ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ یہہ آیت
شریف اکیسوین پارہ کے دوسرے ربع اور سورہ لقمان کے اول رکوع اور شروع
مین ہے اور یہہ اصل دلیل اور حجت ہے حرمت غنا اور راگ مین اور علی اختلاف
الاقوال والروایات جیسا کہ مذکور ہوگا نزول اسکا غنا اور راگ مین ہے چنانچہ
تفسیر مدارک مین ہے کہ سبب نزول اس آیت کا نضر بن الحارث ہے کہ وہ خرید
کرتا تہا کتابہا اخبار اکاسرہ یعنی بادشاہان فارس کے اور کہتا تھا کہ تحقیق
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم بیان کرتے ہین کچہہ قصے قوم عاد اور ثمود کے
اور مین مذکور کرتا ہون باتین ملوک فارس کی سو رغبت اور میل کرتے تہے لوگ
اوسکی بات کیطرف اور ترک کرتے تہے استماع قرآن مجید کا اور لہو کہتے ہین ہر باطل کو

اور باطل کے معنی عرف عرب مین بیفائدہ کے ہین چنانچہ کہتے ہین کہ اَلْغٰی عَنِ الشَّیْءِ
وَقْعًا یعنی اور لہو الحدیث کے معنی مثل قصہ اور کہانی بے اصل اور غنا کے ہین اور
تھے حضرت ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کہ بقسم فرماتے تھے کہ وہ یعنی
لہو الحدیث غنا اور راگ ہے اور کہا گیا کہ غنا فاسد کرتا ہے قلب کو اور پریشان
کرتا ہے مال کو اور غضبناک کرتا ہے پروردگار کو اور منقول ہے جناب نبی صلی
علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم سے کہ نہین ہے کوئی آدمی کہ بلند کرے آواز اپنی ساتھ
راگ کے مگر بھیجتا ہے اللہ تعالے دو شیطانون کو کہ ایک داہنے کندہے پر ہوتا
ہے اور دوسرا بائین پر اور وہ شیطان اسکو مارتے ہین اپنے پاؤن سے یعنی
لاتون سے جب تک کہ یہہ خاموش ہو یعنی راگ سے انتہی ما فی المدارک اور تفسیر
تبیان مین اسی آیہ کی تمہید مین جو اول کے آیت سے کہی ہے لکھا ہے کہ جب کہ
وصف فرمایا اللہ تبارک و تعالے نے قرآن مجید کا اسطرح پر کہ مشتمل ہے اوپر
حکم کے پس جو کوئی تمسک اور دستاویز کرے ساتھ اوسکے تو وہ حکیم ہے اور
جو کوئی کہ اعراض اور روگردانی کرے اوس سے تو وہ سفیہ بیوقوف ہے پس
ذکر فرمایا بطور تعجب کے کہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ الخ مروی
ہے حضرت ابن عباس وغیرہ رضی اللہ عنہم سے کہ وہ یعنی لہو الحدیث غنا ہی قسم
ہے اوس خداوند پاک کی کہ نہین ہے کوئی معبود برحق بجز اوسکے اور تکرار کیا
یہہ مضمون قسم کا تین بار پس بنابرین قول لفظ یشتری جو آیہ شریف مین واقع
ہے بمعنی محبت اور اختیار کے ہے یا یہہ کہ نزول اس آیہ شریف کا درباب اوس
شخص کے ہے کہ وہ خرید کرتا تھا کتابہائے اخبار سلاطین عجم کے کہ وہ سناتا تھا قریش کو

اور کہتا تھا کہ یہہ بہترین کلام ہے انتہی ما فی التبیان اور تفسیر حسینی مین ہے
کہ نضر بن حارث واسطے تجارت کے طرف فارس کے گیا تھا وہان سے قصہ
رستم اور اسفندیار کا خرید کے لایا تھا اور قریش کی مجالس و محافل مین جاکر
اسطرح پر اسکے کان مین پہونچاتا تھا اور سناتا تھا کہ تمام قریش اسکے شیفتہ
اور فریفتہ ہوتے تھے اور یہہ اسپر لاف اور شیخی مارتا تھا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم قصہ عاد اور ثمود اور عظمت مملکت سلیمان اور داود سے
خبر دیتے ہین تو مین وسعت سلطنت اور کثرت اسباب ملوک عجم سے کلام کرتا ہون
پس حق تبارک و تعالے نے یہہ آیہ نازل فرمائی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ
یعنی اور بعضے لوگ ہین ایسے کہ خرید کرتے ہین لَهْوَ الْحَدِيْثِ کلام لہو اور بازی
کو اور کہا ہے کہ کلام فریب دینے والے اور مشغول کرنیوالے کو یعنی اختیار کرتا
ہے کہانی بے اعتبار کو لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تاکہ گمراہ کرے لوگون کو راہ خداوند
تعالے سے یعنی دین اوسکے سے باز رکھتا ہے کہ وہ سننا اور استماع قرآن
مجید کا ہے بِغَيْرِ عِلْمٍ ساتھہ بے دانشی اور بے دلیلی کے وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا
اور ٹھیراتا ہے آیات قرآنی کو ٹھٹھا اور مسخرہ ان لوگون سے کوئی شخص ہے کہ
خرید کرتا ہے بات کو واسطے کھیل کے اور بعض نے کہے ہین معنی اوسکے یعنی لہو حدیث
کی بات فریب دینے والی اور مشغول کرنیوالی تو مراد اس صورت مین یہہ ہوگی
کہ اختیار کرتا ہے کہانی بے اعتبار کو تاکہ گمراہ کرے لوگون کو راہ خداوند تعالے
سے یعنی دین اوسکے سے یا باز رکہے سننے قرات سے بدون کسی دانش اور
دلیل کے اور اختیار کرتا ہے راہ خداوند تعالے کو ٹھٹھا اور تمسخر اُولٰٓئِكَ یہہ

گروہ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ یعنی واسطے انہیں کیواسطے ہے عذاب خوار کرنیوالا اور
اہانت کرنیوالا کہ وہ عذاب قید اور قتل ہے دنیا میں اور عذاب اور رسوائی ہے آخرت
مین اور کہا ہے کہ نزول آیت شریفہ کا اوس شخص کی شان مین ہے کہ وہ خریدتا
تہا جاریات مغنیہ یعنی چہوکریان گانیوالیون کو اور لوگون کو بسبب سننے آواز اور
الحان اونکی کے سننے کلام حق سے باز رکہتا تہا وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْہِ اور جبکہ پڑہے
جاوین اوس شخص پر کہ جسنے لہو الحدیث کو خریدا اور اختیار کیا ہے اٰیٰتُنَا ہمارے
کلام کی آیتین وَلّٰی مُسْتَكْبِرًا تو موہنہ پہیر لیتا ہے اسطرح پر کہ گویا گردنکش
اور متکبر ہے یعنی التفات طرف اوسکے نہین کرتا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا گویا کہ سنا
ہی نہین ہے اوسکو كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا گویا کہ دونون کانون مین
اوسکے گرانی اور بہراپن ہے فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ پس اعلام کر اور خبر دے
اوسکو اور بجائے بشارت ڈرا اوسکو ساتہہ عذاب دردناک کے انتہی ما فی المعالم
اور مولوی جیون بدایونی نے جو مصنف تفسیر احمدی اور نور الانوار کے اور
اوستاد عالمگیر اورنگ زیب بادشاہ دہلی کے ہین اسی آیت شریفہ سے استدلال
کرکے اثبات حرمت غنا کا کیا ہے چنانچہ فرماتے ہین تفسیر احمدی مین کیچ
بیان مسئلہ غنا اور راگ کے یہہ آیت شریفہ ہے کہ وَمِنَ النَّاسِ الخ جان کہ
کہ مسئلہ غنا اور راگ کا بڑے مسائل مختلف فیہ سے ہے اور تحقیق معارض
اور مخالف ہین آیات اور احادیث جو دلالت کرتی ہین اوپر اباحت اور
حرمت اوسکی کے اور کثرت سے ہین آپسمین اقوال علما کے اور آرا صلحا کے
اور ہم سناتے ہین تجہکو اول وہ حجتین جو آپسمین تعارض کرتی ہین پہر ہم

ذکر کرینگے وہ جو حق حقیق اور سزاوار ہے پس کہتے ہین ہم کہ منجملہ آیات سے جو دلالت
اوپر حرمت کے کرتی ہین یہہ آیت مذکورہ ہے اور تحقیق کہ وہ نازل ہوئی ہے
نضر بن حارث کے حق مین کہ خرید کرتا تھا وہ کتابین اہل عجم کی اور سناتا تھا
قریش کو اور کہتا تھا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم باتین سناتے
ہین تمکو عاد وثمود کی سو مین باتین سناتا ہون تمکو رستم اور اسفندیار اور
بادشاہان عجم کی اور کہا گیا ہے کہ خرید کرتا تھا چھوکریان گانیوالیان اور
آمادہ کرتا تھا اونکو اوپر معاشرت اون اشخاص کی کہ جو ارادہ کرتے تھے اسلام
کا اور کہتا تھا کہ یہہ بہتر ہے اوس سے کہ بلاتے ہین تمکو طرف اوسکے محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم چنانچہ تفسیر کشاف اور بیضاوی مین ہے اور روایت
امام زاہد رحمۃ اللہ مین ہے کہ یہہ آیت نازل ہوئی ہے دربارہ ولید بن مغیرہ
کے حفظ اور بعد بیان عربیت اور قرارت کے وجہ استدلال بین اوپر اثبات
حرمت کے فرماتے ہین کہ بجز اسکے نہین کہ کہا ہمنے کہ یہہ آیت دلالت کرتی ہے
اوپر حرمت غنا کے اسواسطے کہ اللہ تعالے وتقدس نے تحقیق مذمت اور برائی
بیان فرمائی اوس شخص کی کہ جو مشغول ہو ساتھہ لہو الحدیث کے اور وعید
کی اوسکو ساتھہ عذاب مہین کے اور لہو الحدیث اگرچہ ظاہراً کہی جاتی ہے
ہر اوس چیز کو جو بیفائدہ اور لایعنی ہو مثل کہانیون بے اصل اور افسانون
غیر معتبر اور مضحکہ ٹھٹھے بازی اور کلام فضول کے چنانچہ یہی ہے راے اکثر مفسرین
کی اور اسی کے موافق ہے پہلی روایت شان نزول کی مگر یہہ کہ ذکر کیا ہے
فتاوائے حمادیہ اور اسیطرح عوارف المعارف وغیرہ مین کہ تحقیق حضرت ابن

عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے کہ بقسم فرماتے تھے کہ تحقیق ہم نے سنا ہے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کہ مراد اس سے تغنی اور
راگ ہے اور مطابق ہے اسکے روایت دوسری شان نزول کی پس آئین
دلیل اور حجت ہے حرمت غنا پر اور منجملہ دلائل قرآنیہ سے حرمت غنا پر ایک
یہہ آیہ ہے کہ جو آخر سورہ نجم پارہ قال فما خطبکم میں واقع ہے کہ وَاَنْتُمْ
سَامِدُوْنَ ۵ یعنی درحالیکہ تم غفلت میں ہو یا بازی کرتے ہو یا گاتے ہو
پس ذکر کیا ہے تفسیر بیضاوی میں کہ مراد اس سے غنا ہے اور کتاب عوارف المعارف
میں ہے کہ تحقیق حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ مراد اس سے
تغنی اور گانا ہے منجملہ آیات دال کے حرمت غنا پر یہہ آیہ ہے جو سورہ بنی اسرائیل
پارہ سبحان الذی میں واقع ہے کہ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ
بِصَوْتِكَ یعنی بہکا جسکو بہکا سکے تو اونمیں سے ساتھ آواز اپنی کے پس تحقیق
ذکر کیا ہے فتاوی حمادیہ اور عوارف المعارف میں یہ کہ تحقیق کہا مجاہد
رضی اللہ عنہ نے کہ یہہ دلیل ہے حرمت غنا پر اسواسطے کہ یہہ قول استفزز
خطاب ہے ابلیس ملعون کو اور معنی یہہ ہیں کہ حرکت دے جسپر کہ تو طاقت رکھے
بنی آدم سے ساتھ اپنی آواز کے اور وہ آواز غنا اور مزامیر اور دف وغیرہ
کے ہے سو یہہ تین آیتیں دلیل ہیں حرمت غنا میں مطلق لیکن احادیث
صحاح معتبر جو دلالت رکھتی ہیں حرمت پر زیادہ ہیں اس سے کہ اونکا
حصر اور احصار کیا جاوے اور اکثر وہ مذکور ہیں کتاب عوارف المعارف
میں اور کتابہائے فقہ مملو اور پُر ہیں اونسے منجملہ اونکے وہ ہے جو منقول ہے

کہ جبکہ وفات پائی طاہر ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے
تو روئے دیدہ مبارک آپکے پس عرض کیا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ
نے کہ یا رسول اللہ علیک السلام کیا نہین آپنے منع فرمایا ہے تحقیق ہمکو رونے
سے پس ارشاد کیا آپنے کہ تحقیق مینے منع کیا ہے تمکو دو طرح کی آواز فاجر اور
احمق سے کہ ایک اونمین آواز نوحہ ہے اور دوسری آواز غنا کی ہے اور
فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ ہے ابلیس
اول اونمین کا کہ جسنے نوحہ کیا اور اول اونمین کا کہ جسنے راگ گایا اور فرمایا
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تغنی یعنی راگ گانا حرام ہے
اور اوس سے لذت پانا کفر ہے اور اوسمین بیٹھنا فسق اور معصیت ہے اور
فرمایا جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ نہین ہے کوئی آدمی
کہ بلند کرے آواز اپنی ساتھ راگ کے مگر یہہ کہ بھیجتا ہے اللہ تعالے اوسپر دو
شیطان کہ ایک اونمین کا اسکے ایک کندہے پر رہتا ہے اور دوسرا دوسرے
کندہے پر اور ہمیشہ مارتے ہین اوسکو اپنی لاتون سے یہانتک کہ یہہ خود خاموش
ہوجاوے اور یہہ تمام حجتین دلیل ہین حرمت مطلقہ کی اور لیکن وہ حجتین
جو دلالت کرتی ہین اباحت اور جواز غنا پر پس مذکور ہین عوارف المعارف
مین پس منجملہ آیات سے ایک قول اللہ تبارک وتعالے کا ہے کہ وَاِذَا سَمِعُوْا
مَا اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ
یعنی اور جب سنتے ہین جو کچہہ اوتارا گیا ہے طرف رسول کے دیکھتا ہے تو انکی آنکہون
اونکی کو کہ بہتی ہین آنسوؤن سے اوس چیز سے کہ پہچانا ہے اونہون نے حق سے

اور یہہ قول حق تبارک وتعالے کا ہے فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ پس خوشخبری دی بندون میرے کو وہ جو سنتے ہین بات کو پس پیروی کرتے ہین بہتر اوسکے کی اور یہہ قول اللہ تعالے وتقدس کا ہے کہ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ یعنی بال کھڑے ہوجاتے ہین اوس سے کھال پر اون لوگون کے کہ ڈرتے ہین پروردگار اپنے سے پھر نرم ہوجاتے ہین چمڑے اونکے اور دل اونکے طرف یاد خدا کے پس یہہ آیتین دلالت کرتی ہین اوپر سننے قول کے اور گریہ کرنے اور رونے کے اوسمین اور اوپر رونگٹے کھڑے ہونیکے اوس سے اور مخفی نہین ہے ضعف اوسکا کہا صاحب عوارف نے کہ یہہ تمام آیات ہین کہ مذکور ہوئین نہین انکار کیا جاتا ہے اونمین اور نہ اختلاف ہے بلکہ اختلاف سننے اشعار مین ہے ساتھہ الحان کے اور تحقیق کہ بہت ہین اسمین اقوال اور مغائر ہین احوال اور منجملہ احادیث سے جو دلالت کرتی ہین اباحت اور جواز پر ایک یہہ حدیث ہے اپنی اسناد سے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے کہ تحقیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے جناب صدیقہ کے نزدیک اور نزدیک جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دو چھوکریان تھین کہ گاتی تھین اور دف بجاتی تھین اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم لپٹے پڑے تھے اپنے کپڑے مین پس ڈانٹا اور گھرکا اون چھوکریون کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پس کھولا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مونہہ مبارک اور

فرمایا کہ چھوڑ دو انکو تم اے ابوبکر اسواسطے کہ یہ ایام عید اور خوشی کے ہین اور اوسی
کتاب مین ہے کہ روایت کیا ہے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تھی میرے
نزدیک ایک چھوکری کہ تغنی کرتی تھی یعنی راگ گاتی تھی پس داخل ہوئے اور تشریف
لائے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور حالانکہ وہ بحال خود
تھی یعنی جیسے گاتی تھی اوسیطرح گاتی رہی پھر داخل ہوئے اور آئے حضرت عمر
رضی اللہ عنہ سو بھاگ گئی وہ چھوکری پس ہنسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم تو عرض کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ کس چیز اور کس سبب نے
ہنسایا آپکو یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ پس بیان کیا آپنے اون سے قصہ جاریہ کو
تو عرض کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ مین ہرگز نچھوڑونگا جب تک کہ سن لون
وہ جو سنا ہے رسول خدا نے یعنی جو آپنے سنا ہے وہ مین ضرور سنونگا پس حکم
کیا اوسکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سو سنایا اوس نے
اونکو اور بھی اوسی کتاب مین ہے کہ کہا حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ دیکھا
مینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو کہ چھپا لیا مجھکو آپنے
اپنی چادر مبارک سے اور مین دیکھتی تھی طرف اہل حبشہ کے کہ جو کھیل تماشا کر رہے
تھے مسجد شریف مین یہانتک کہ مین دیکھکر تھک گئی اور سیر ہوگئی اور بھی اوسی کتاب
مین ہے ساتھ اسناد تمام کے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تھے ہم نزدیک
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے کہ ناگاہ نازل ہوئے حضرت
جبرئیل علیہ السلام اور کہا کہ یا رسول اللہ علیک السلام تحقیق کہ فقرا آپکی امت کے داخل ہونگے جنت مین قبل اغنیا کے
مقدار آدھے روز کے کہ وہ مقدار نصف روز برابر پانسو برس کے ہے پس خوشی ہوئی

خلجان ہے کہ یہہ حدیث غیر صحیح ہے اور نہین پاتا ہین اہلین ذوق اجتماع جناب
نبی صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کا مع صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین
سکے اور رہین یعنی صوفیہ کرام رحمہم اللہ کہ اعتماد کرتے ہین اوسکا اسپر کہ پہنچا ہے ہمکو
اس حدیث مین اور انکار کرتا ہے دل قبول کرنے اس حدیث کے سے واللہ اعلم
و احکم بذلک کہا جناب مولانا مصنف تفسیر احمدی رحمہ اللہ نے کہ یہانتک بعینہ عبارت
کتاب عوارف المعارف کی ہے سو یہہ تمام محبتین سب دلالت کرتی ہین اباحت
جواز غنا پر اسواسطے کہ ادنی درجہ فعل اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
و اصحابہ وسلم کا یہہ ہے کہ مباح ہو پس تعارض واقع ہوا اخبار دالہ مین اباحت
اور حرمت پر اور تاریخ صدور ان احادیث کی کہ جو سبب ترجیح کی ہے مجہول غیر
معلوم ہے پس جبکہ نظر کی دو قاعدہ اور ضوابط اصول پر تو واجب کی اوسنے حرمت
اسکی ایک قاعدہ اصول کا یہہ ہے کہ جب معارض ہون دلیلین اباحت اور حرمت
کی تو عمل کرنا دلیل حرمت پر اولی ہے اور دوسرا قاعدہ یہہ ہے کہ جب واقع ہو تعارض
درمیان دو سنتون کے تو واجب ہوتا ہے وہان بازگشت کرنا طرف قول صحابی
کے اور یہان قول صحابی کا دلالت کرتا ہے حرمت پر مطلق چنانچہ فرمایا حضرت عثمان
بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہ نہین غنا کیا مینے اور نہ تمنا کی مینے یعنی غنا کی اور
نہ مس کیا مینے اپنے ذکر کو سیدہے ہاتہہ سے جب کہ بیعت کی ہے مینے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اور کہا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ غنا اوگاتا
ہے اور پیدا کرتا ہے نفاق کو دل مین اور مروی ہے کہ تحقیق ابن عمر رضی اللہ عنہما
گذرے ایک قوم اہل احرام پر اور حالانکہ اونمین ایک شخص تھا کہ تغنی کرتا تھا پس

فرمایا یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ خبردار خدا تعالے لانہ سننے واسطے تمہارے
بیچ دو بار کہا اور تھے تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم بھی قائل اسکی حرمت کے چنانچہ
کہا ہے بعض نے کہ بچو تم غنا سے اسواسطے کہ غنا زیادتی کرتا ہے شہوت مین اور ڈہا
دیتا مروت کو اور تحقیق کہ یہہ قائم مقام ہے شراب کا اور کرتا ہے سکر اور کہا فضیل
ابن عیاض رحمہ اللہ نے کہ غنا منتر ہے زنا کا اور مروی ہے ضحاک رحمہ اللہ سے کہ
غنا فاسد کرنیوالا ہے دل کا اور غصہ مین لانیوالا ہے رب کو اور چارون ائمہ کرام
رحمہم اللہ انکار کرتے تھے اسکا اسیطرح مذکور ہے عوارف مین چنانچہ کہا کہ تحقیق منقول
ہے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ سے کہ آپنے کتاب القضا مین کہا ہے کہ غنا ایک لہو مکروہ
ہے کہ مشابہ ہے ساتھ باطل کے اور کہا کہ جو شخص کہ کثرت کرے اسکی تو وہ سفیہ
مردود الشہادت ہے اور نزدیک حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے ہے کہ اگر خریدی
کسی شخص نے چھوکری سو پایا اوسکو مغنیہ یعنی بہونچتا ہے اوس شخص کو پھیر دینا اوسکا
بسبب اس عیب کے اور اسیطرح ہے مذہب حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا
کہ تحقیق سننا راگ کا منجملہ گناہون کے ہے اور نہین مباح رکہا اوسکو مگر ایک جماعت
قلیل نے فقہا سے اور انہین بھی جسنے کہ مباح رکہا ہے نہین تجویز کیا اعلان اور اظہار
اوسکا مساجد اور امکنہ شریفہ مین یہانتک کلام اونکا ہے اور بھی مشہور ہے کہ
تحقیق حضرت امام صاحب بلوائے گئے ایک روز ولیمہ مین سو پایا وہان آپنے
لعب اور غنا اور تھے آپ جب تک غیر مقتدا ایس صبر کیا آپنے اوسپر اور جبکہ سوال
کیا گیا آپ سے اسکا بعد اسکے تو فرمایا کہ ابتلا اور آزمائش کیا گیا تہا مین ساتھ
اسکے ایکبار سو صبر کیا مینے پس یہہ فرمانا آپکا کہ مین ابتلا اور آزمائش کیا گیا تھا

دلیل ہے اوپر حرمت کے مطلق کیونکہ ابتلا نہین ہوتی مگر ساتھ حرام کے اور اسیطرح
اتفاق کیا ہے اسکی حرمت پر مطلق اکثر مجتہدون نے یہانتک کہ پہونچا ہے شمار اونکا
بہتر یا بہتر مجتہدون تک کہ جمع کیے ہین مینے تمام اقوال اونکے ایک رسالہ اپنے
مین پس جو کوئی کہ چاہے آگاہی اوسپر تو رجوع کرے طرف اوسکے اور علمار کرام شریعت
غرا کے اکثر متفق ہین اوپر مطلق حرمت کے پھر فرق کیا ہے ایک فرقہ نے ساتھ وجہ
تطبیق کے پس ذکر کیا ہے شیخ الشیوخ رحمہ اللہ نے کتاب عوارف المعارف مین کہ
لیکن دف اور شبانہ پس اگرچہ ہے موافق مذہب شافعی رحمہ اللہ کے اسمین فراخی
مگر اولی اور بہتر ترک کرنا اوسکا ہے اور ماسوا اسکے پس اگر ہون قصائد ذکر جنت
اور نار کے اور شوق انگیز ہون طرف دار القرار کے اور ذکر اوصاف نعمتون ملک
جبار کے اور ذکر عبادات اور ترغیب خیرات کے تو کوئی اوسبیل نہین ہے طرف
انکار کے اور اسی قسم سے ہین قصائد غازیون اور حاجیون کے بیچ وصف غزا اور
حج کے اوس قسم کے کہ اوٹھاوین عزم غازی کو اور شوق حجاج کو اور اگر ہون
یعنی قصائد ذکر قد اور خد اور اوصاف عورات مین تو لائق نہین ہے ارباب
دیانت کو جمع ہونا واسطے اس قسم کے امور کے اور اگر ہون یعنی قصائد ذکر ہجر اور
وصل اور قطع اور قرب مین یعنی اسی قسم کی باتین اونمین مذکور ہون کہ جنکا حمل کرنا
نزدیک ہو اوپر امور حق سبحانہ کے تلون احوال مریدین اور دخول آفات کے
اوپر طالبین کے پس جسنے کہ سنا اوسکو اور پیدا ہوئی اوسے ندامت اوپر مافات
کے یا تازہ ہوا اوسکو عزم اوپر آیندہ کے تو کیونکر انکار ہو ایسے سماع کا یہانتک کلام
اونکا ہے اور ذکر کی ہے دوسرون نے وجہ دوسری کہ مطابق ہے اسکی پر جائز

رکھا ہے اوسکو بعض نے واسطے اہل کے اور منجملہ انکے ہین حضرت حجۃ الاسلام امام
محمد غزالی رحمہ اللہ علیہ اور تفسیر کیا ہے اہل کو ساتھہ اسکے کہ دل اوسکا زندہ ہو
اور نفس اوسکا مردہ اور ہو وہ شخص صاحب ہدا کا اور مصروف نکرے یعنی ا
غنا کو طرف خلاف حق کے اور شرط کیا ہے یہہ کہ ہووے معنی بہی اہل اور ہووے
نیت اوسکی لینے اجرت پر اور نکرے غنا واسطے ریا اور سمعہ کے یعنی واسطے دکھلا
اور سنانے کے نکرتا ہو اور نہ موجود ہو مجلس سماع مین نااہل اور مثل اسکے اور اسی
ہین اکثر متاخرین اور ساتھہ اسی کے ہم اخذ کرتے ہین اسواسطے کہ ہمکو مشاہدہ ہوا
ہے کہ یہہ فاش اور عام ہے ایک گروہ عارفین باللہ اور دوستان جناب رسول
صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم اور متبعین شرع اطہر اور احکام اوسکے ہین اور وہ
لوگ اہل کرامات ظاہرہ اور خوارق عادات باہرہ کے ہین اور یہہ لوگ ہین مغلوب الحال
اور کثرت کرنے والے سماع غنا کے اور مشتاق ہوتے ہین ساتھہ اوسکے طرف تجلیات
حق سبحانہ و تعالےٰ کے اور یہین کہ جانتے ہین اسکو عبادت اعظم اور جبا و اکبر اور
کبہی نہ موجود ہوا انکی وقت سماع مین ذمے کا فر اور نہ مسلم فاسق اور نہ لڑکا بیریش
اور نہ عورت اور قائم کرتے ہین آداب سماع کے مثل آداب تمام عبادات کے تو سماع
اور جائز ہے واسطے ایسے لوگون کے خاصکر اور وہ جو رسم کیا ہے اوسکو
ہمارے اہل زمانہ نے کہ تیاری کیا کرتے ہین مجلسون کی اور ارتکاب کرتے ہین
اور خواہش کا اور جمع کرتے ہین فاسقون اور بے ریشون کو اور
ن اوسمین مغنیون اور طوائف کو اور سنتے ہین اونسے راگ اور لذت پاتے ہیں
ساتھہ اوسکے اکثر ہوائے نفسانی اور خرافات شیطانی ہے اور تعریفین کرتے ہین مغنیوں

اور گویون کی ساتھ عطاے عظیم کے اور شکر کرتے ہین اونکا ساتھ احسان عمیم
کے پس یہہ بلاشک گناہ کبیرہ ہے اور حلال جاننا اسکا کفر قطعی اور یقینی ہے اسواسطے
کہ انکے حق مین یہہ عین لہو الحدیث ہے بخلاف اولیاء الہی تعالے کے کہ اونکے حق
مین لہو الحدیث باقی نہین ہے بلکہ ہے یہہ وسیلہ اونکے رفع درجات اور حصول
کمالات کا اور شاید کہ حکمت اور اشارہ طرف اسی فرق کے ہے کہ حق تعالے و تقدس
نے اس مقام پر لفظ لہو الحدیث کا ذکر فرمایا نہ لفظ تغنی کا اور اسیطرح پر من تبعیضیہ اور
لام غایۃ کا ذکر فرمایا اور اسیواسطے جائز نہین ہے کہ فتوی دیا جاوے ساتھ جواز
غنا کے واسطے اہل کے فی زماننا کیونکہ فساد زمانہ کا یہانتک پہونچا ہے کہ دعوی
کرتا ہے ہر شخص اہلیۃ کا بلکہ ہمارا قول جواز کا واسطے اہل کے بعد صدور اسکی کے
ہے یعنی غنا کے اجلاے عظام اور اولیاے کرام سے اسواسطے کہ لازم نہ آوے
اونسے ارتکاب ذنوب اور آثام کا اور حاشا للہ اس سے علاوہ اسکے یہہ ہے کہ
اکثر اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم نہین مبتلا ہوتے ہین ساتھ اسکے اور نہ اوسکو بہتر
سمجھین اور تحقیق صحیح ہے یہہ بات کہ حضرت جنید رضی اللہ عنہ نے توبہ کی سماع سے
اپنے زمانہ مین باوجود اس معرفت اور حال کے پہر انکے غیر کا کیا حال ہے پس اولی
ترک کرنا راگ کا ہے بسبب تہمت اور عناد کے اور نہایت کا او رغایت ما فی الباب
یہہ بات ہے کہ اگر نیت نیک اور صالح ہو اور سنے ایسی نیت سے یا خود گاوے بسبب
دفع وحشت کے تو ایسا شخص اپنے معاملہ مین جو بین العبد والرب ہے مناسب نہوگا یہہ
جو کچھہ کہ ہمنے لکھا ہے تحقیق غنا سے بجز اسکے نہین کہ لکھا ہے ہمنے قطع نظر تعصب اور
طغیان سے بغیر افراط اور تفریط کے واللہ اعلم تمام ہوا ترجمہ تفسیر احمدی کا ۔

فقیر محرر سطور ہذا عفی عنہ کہتا ہے کہ یہ ترجمہ اصل تفسیر احمدی عربی کا ہے کہ اوسکے
مصنف ملا جیون صاحب نے تحقیق کافی شافی لکھی ہے رحمۃ اللہ علیہ اور تفسیرات الاحکام
اگرچہ ترجمہ بعینہ اسی تفسیر احمدی کا ہے جو مولوی حافظ عبد العلی صاحب مدراجی نے
کیا ہے لیکن چونکہ اوسمین کچھ فوائد زیادہ الحاق کیے ہین اور ترتیب بھی بطور انواع
کتب فقہ کے کردی ہے لہذا اسکو ایک نسخہ جداگانہ سمجھکر اسکی عبارت بجنسہ نقل کرتا
ہون کہ خالی اسے تقدیر خالی از فائدہ اور تحقیق اور تائید سے نہین ہے اور وہ
یہ ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي الخ یعنی اور ایک لوگ ہین کہ خریدار ہین کھیل کی
باتون کے تا بہکاوین اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور ٹھہراوین اوسکو ہنسی **ف**
بعضے کہتے ہین کہ نضر بن الحارث اعاجم کی کتابین خرید کرکے لوگونکو اوسکا حال
بیان کرتا تہا اور کہتا تہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم عاد اور ثمود کے
قصے کہتے ہین اور مین رستم اور اسفندیار اور اکاسرہ کا قصہ کہتا ہون اور
بعضون نے کہا ہے کہ لڑکیان گانیوالی مول لیتے تہین جو اسلام کا ارادہ کرتا
تو اوسے کہتا تہا کہ یہ اسلام سے بہتر ہین اور لہو حدیث اگرچہ عام ہے ہر
لایعنی کو جیسے بے اصل بات اور بے اعتبار قصہ پر فتاوی حمادیہ اور غرائب
سے ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے کہ بقسم کہتے تہے کہ ہمنے حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ اس سے راگ مراد ہے اور نزول کی
دوسری روایت بھی موافق ہے اس سے دلیل ہے کہ راگ حرام ہے اور سورہ نجم
مین فرمایا کہ وَأَنْتُمْ سَامِدُونَ قاضی بیضاوی رحمہ اللہ نے کہا کہ مراد
کہ تم راگ گاتے ہو اور عوارف مین عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بقسم

کہ اس سے مراد راگ ہے اور سورۂ بنی اسرائیل مین فرمایا وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ الخ
فتاوی حمادیہ اور عوارف مین مجاہد رضی اللہ عنہ سے ہے کہ صوت سے صوت تغنی
اور مزامیر وغیرہ مراد ہے یہہ تین آیتین دلیل ہین کہ راگ مطلقًا حرام ہے اور حدیثین
صحیح معتبر اوسکی حرمت پر بہت ہین اور بعضی آیتین جیسے وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ
اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ط اور
فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ط اور تَقْشَعِرُّ
مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى
ذِكْرِ اللّٰهِ ط دلیل ہے اسپر کہ قول کو سنکر بکا اور اقشعرار ہوتا ہے اس سے راگ
کے مباح ہونے کی بعضون نے دلیل پکڑی ہے اور بعضی حدیثین بہی اسی قبیل
کی ہین بہرحال آیتین اور حدیثین راگ کی حرمت اور اباحت مین متعارض ہین
امر حق کی تحقیق کرنی ضرور ہے وہ اصول کے دو ضابطہ سے حاصل ہوتی ہے
ایک یہہ کہ مبیح اور محرم دونون متعارض ہون اوسوقت محرم پر عمل اولی ہے
اور دوسرے یہہ کہ جب دو حدیثون مین تعارض ہو تو ضرور ہے کہ صحابہ رضی اللہ
عنہم کے قول کیطرف رجوع کرین اور یہان حدیثون مین تعارض ہے اور صحابہ
رضی اللہ عنہم کے قول راگ کی حرمت پر ہین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ
غنا دلمین نفاق اوگاتا ہے اور فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ راگ
افسون ہے زنا کا اور ضحاک رضی اللہ عنہ سے ہے کہ راگ دلمین فساد ڈالتا ہے
اور خدا ناخوش ہوتا ہے اور ائمہ اربعہ نے بہی انکار کیا ہے عوارف مین ہے شافعی
رحمہ اللہ سے کہ راگ لہو مکروہ ہے باطل کے مشابہ جو اوسکی کثرت کرے وہ سفیہ ہے

سے بیان کرتے ہین خبر عاد اور ثمود کی اور مین بیان کرتا ہون تم سے اخبار
رستم اور اسفندیار اور اکاسرہ کے پس خوشی رکھتے اور رغبت کرتے تھے قریش طرف
ان باتون کے اور ترک کرتے تھے سننا قرآن مجید کا تو نازل کی اللہ تعالے نے
یہہ آیت کہا مجاہد رحمہ اللہ نے یعنی خریدنا چہوکریون مغنیہ کا اور وجہ کلام
کی اس تاویل پر یہہ ہے کہ خرید کرے صاحب لہو الحدیث یا ذات لہو الحدیث کو
امام بغوی رحمہ اللہ نے اپنے قاعدہ پر کہ تفسیر مین یہی داب اونکا ہے اس تاویل
کو دلیل بحدیث کیا اور ساتھہ سند مسلسل کے یہہ حدیث ذکر کی کہ فرمایا جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ نہین حلال ہے تعلیم کرنا مغنیات کو اور
نہ بیچنا اونکا اور زر قیمت اونکی کا حرام ہے اور اسی کی مثل مین نازل ہوئی ہے
یہہ آیت وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِي الخ اور کہا کہ نہین ہے کوئی شخص کہ بلند
کرے آواز اپنی ساتھہ راگ کے مگر کہ پہونچاتا ہے اللہ تعالے اوسپر دو شیطان کہ ایک
اس کندھے پر ہوتا ہے اور دوسرا دوسرے کندھے پر پس وہ مارتے ہین اوسکے
لاتین جب تک کہ وہ خاموش ہو یعنی گانے سے اور دوسرے سند سے یہ حدیث ذکر کی کہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا زر قیمت کتے اور زر کسب
زمارہ سے اور مروی ہے مکحول رحمہ اللہ سے کہ جو کوئی کہ خرید کرے چہوکری خرابہ
یعنی گانے بجانے والی کہ رکہے اوسکو بسبب گانے بجانے کے پاس اپنے سوا اگر وہ شخص
مرے تو مین اوسپر نماز نہ پڑہونگا کیونکہ اللہ تعالے وتقدس نے فرمایا ہے وَمِنَ
النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِي الخ اور مروی ہے حضرت عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ
بن عباس اور حسن اور عکرمہ اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم سے کہا اونہون نے

کہ لہو الحدیث کے معنی غنا اور راگ کے ہین اور یہہ آیہ شریفہ اسی باب مین نازل
ہوئی ہے اور مراد اس سے کہ خریا کرے لہو الحدیث کو یہہ ہے کہ بدل کرے اور اختیار
کرے راگ اور مزامیر اور معازف کو قرآن مجید پر اور کہا ابو الصہبائی بکری نے
رحمہ اللہ کہ مینے سوال کیا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیۃ کا تو انہون
نے فرمایا کہ وہ راگ ہے اور قسم کھائی تین بار کہ وَاللّٰهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اور
کہا امام ابراہیم نخعی رحمہ نے کہ راگ اوگاتا ہے اور پیدا کرتا ہے نفاق کو دلمین
اور تھے اصحاب ہمارے کہ روکتے تھے موہنہ کو چون کے اور پھاڑتے تھے دفون کو
یعنی ممانعت کا ایسا اہتمام تھا کہ ناکہ بندی گلی اور کوچون کی کرکے دف پھاڑتے
تھے اور کہا گیا ہے کہ راگ کرنا منتر ہے زنا کا اور کہا ابن جریج نے کہ راگ طبلہ
بجانا ہے اور مروی ہے ضحاک سے کہ وہ راگ کرنا شرک ہے اور کہا قتادہ نے
کہ راگ ہر لہو ولعب ہے تمام ہوئی عبارت تفسیر معالم التنزیل کی اور تفسیر در منثور
جو تصنیف ہے امام الاجل قدوۃ اکمل فاضل کامل کامل فاضل محقق یگانہ موشگاف
فرزانہ جناب مولانا اولانا جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی اور اس تفسیر دلپذیر
مین اکثر تفسیر بالحدیث کا طرز ہے اور بسا مقامات کو مسند اور مدلل اور محقق بالحدیث
کیا ہے علی الخصوص اس مقام اور آیت کو بہت احادیث اور بہت طرق سے تحقیق
کیا ہے فجزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزا اور فقیر عبارت تفسیر کی بعینہ تمام و کمال النقل
کرتا ہے کہ کلام امام رحمہ اللہ سے تبرک بھی حاصل ہوا اور جو نتیجہ اور حاصل اونہون
نے نکالا ہے اوس پر بھی آگاہی حاصل ہو عبارت تفسیر در منثور کی یہہ ہے قولہ تعالیٰ
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ الخ روایت کیا ہے بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت

ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے اس قول الہی مین وَمِنَ النَّاسِ مَن یَشْتَرِی
لَہْوَ الْحَدِیْثِ الآیۃ یعنی باطل الحدیث اور یہہ حال نضر بن حارث بن علقمہ کا ہے
کہ خرید کرتا تھا وہ باتین اعاجم کی اور ساختہ چیزین اونکی اونکے زمانہ مین اور
تھا وہ کہ لکھتا تھا کتابین یعنی خطوط حیرہ اور شام سے یعنی طرف قریش کے اور
تکذیب کرتا تھا قرآن مجید کی اور اعراض کیا اور روگردانی کی اوسنے کلام اللہ
مجید سے اور نہ ایمان لایا وہ اوسپر اور روایت کیا ہے ابن جریر اور ابن ابی
حاتم نے قتادہ رحمہ اللہ سے اس قول مین وَمِنَ النَّاسِ مَن یَشْتَرِی لَہْوَ الْحَدِیْثِ
الخ یعنی خریدنا اور مستحب جاننا اوسکا اور کافی ہے آدمی کو گمراہی مین یہہ کہ
اختیار کرے حدیث باطل کو حدیث حق پر اور یہہ قول کہ یَتَّخِذَہَا ہُزُوًا کہا کہ
ٹھٹھا کرتا تھا اوسکا اور تکذیب کرتا تھا اوسکی اور روایت کیا فریابی اور ابن
جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے مجاہد رحمہ اللہ سے مجاہد رحمہ اللہ
سے اس قول مین کہ وَیَتَّخِذَہَا ہُزُوًا کہا کہ راہ خدا کو ٹھیراوے راہ ٹھٹھے کے اور روایت
کیا فریابی اور ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہ سے اس قول الہی مین کہ وَمِنَ النَّاسِ مَن یَشْتَرِی لَہْوَ الْحَدِیْثِ الخ کہا کہ
باطل الحدیث کہ وہ غنا اور مثل اوسکے ہے لِیُضِلَّ عَن سَبِیْلِ اللّٰہِ کہا کہ قراۃ قرآن
مجید اور ذکر الہی تعالے نازل ہوئی یہہ آیت ایک شخص کے حق مین قریش سے
جو خرید کرتا تھا چھوکریان گانیوالیان اور روایت کیا جریر نے حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے اس قول الہی مین کہ وَمِنَ النَّاسِ مَن یَشْتَرِی الخ کہا کہ فرمایا کہ
یہہ نازل ہوئی نضر بن حارث مین کہ خرید کی تھین اوسنے چھوکریان اور تھا وہ

کہ نہین سنتا تھا کسیکو کہ ارادہ کرتا تہا اسلام کا مگر لیجاتا تہا اوسکے پاس جو کہ ان
اور کہتا تھا کہ کہلاؤ اور پلاؤ اور گانا سناؤ اسکو کہ یہہ بہتر ہے اوس سے
کہ پکارتے ہین طرف اوسکے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
صلوۃ اور صیام اور قتال جہاد سے پس نازل ہوئی یہہ آیہ اور روایت کیا
سعید بن منصور اور احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن ابی الدنیا رحمہم اللہ
نے بیان ذم ملاہی مین اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور
طبرانی نے اور ابن مردویہ اور بیہقی نے اپنی سنن مین ابو امامہ سے جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کہا کہ فرمایا مت بیچو تم قینات کو اور نہ
خرید کرو تم اونکو اور نہ تعلیم کرو اونکو اور نہین بھلائی اونکی تجارت مین اور
زر قیمت اونکی کا حرام ہے اور اسی کی مثل مین نازل ہوئی ہے یہہ آیہ وَمِنَ
النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ الخ اور روایت کیا ابن ابی الدنیا نے بیان
ذم ملاہی مین اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا
سے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ تحقیق
اللہ تعالے نے حرام کیا ہے راگ گانیوالی کو اور اوسکے فروخت اور زر
قیمت کو اور تعلیم کو اور اوسکے فائدہ لینے کو پھر پڑہی یہہ آیہ وَمِنَ النَّاسِ
مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ الخ اور روایت کیا ہے بخاری نے ادب مفرد اور
ابن ابی الدنیا اور ابن ابی حاتم اور ابن جریر اور ابن مردویہ اور بیہقی نے
اپنی سنن مین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ
يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ الخ کہا کہ وہ راگ اور مانند اسکے ہے اور روایت کیا

ابن جریر اور ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ الخ کہا کہ وہ خریدنا راگ گانیوالیوں
کا ہے اور روایت کیا ابن عساکر نے مکحول سے اس قول میں وَمِنَ النَّاسِ مَنْ
يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ الخ کہا کہ چھوکریاں گانیوالیاں اور روایت کیا ابن ابی
شیبہ اور ابن ابی الدنیا اور ابن جریر اور ابن منذر اور حاکم نے اور تصحیح کیا اسکو
بیہقی نے شعب الایمان میں ابو الصہبا سے کہا کہ سوال کیا میں نے عبد اللہ بن مسعود سے
اس قول الٰہی تعالےٰ کا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ الخ کہا کہ وہ
واللہ راگ ہے اور روایت کیا ابن ابی الدنیا اور ابن جریر نے شعیب بن یسار
سے کہا کہ سوال کیا میں نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے لہو الحدیث کا تو کہا اونہوں نے کہ
وہ راگ ہے اور روایت کیا فریابی اور سعید بن منصور اور ابن ابی الدنیا
و ابن جریر اور ابن المنذر نے مجاہد سے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ الخ کہا کہ وہ
راگ ہے اور سب لعب اور لہو ہے اور روایت کیا ابن ابی الدنیا نے طریقہ حبیب
ابن ابی ثابت سے ابراہیم سے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ الخ کہا کہ
وہ راگ ہے اور کہا مجاہد نے کہ وہ لہو حدیث ہے اور روایت کیا ابن ابی حاتم
نے عطاء خراسانی سے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ الخ کہا کہ وہ راگ
اور باطل ہے اور روایت کیا ابن عساکر نے مکحول سے اس قول الٰہی میں وَمِنَ
النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ الخ کہا کہ چھوکریاں گانیوالیاں ہیں اور روایت
کیا ابن ابی حاتم نے حسن سے کہا کہ نازل ہوئی یہہ آیت وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ
الخ غنا اور مزامیر یعنی راگ اور باجے کے مقدمہ میں اور روایت کیا ابن ابی الدنیا

اور بیہقی نے اپنی سنن مین حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ راگ اوگاتا ہے
نفاق کو دلمین جیسے کہ اوگاتا ہے پانی کھیتی کو اور اوگاتا ہے ذکر الہی تعالے کا
ایمان کو دلمین جیسے کہ اوگاتا ہے پانی کھیتی کو اور روایت کیا ابن ابی الدنیا
نے ابراہیم سے کہا کہ کہتے ہین کہ راگ اوگاتا ہے نفاق کو دلمین اور روایت
کیا ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے اپنی سنن مین حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ
سے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ راگ
اوگاتا ہے نفاق کو دل مین جیسے کہ اوگاتا ہے پانی ترکاری کو اور روایت
کیا ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت ابن مسعود رضی اللہ
عنہ سے کہا کہ جب سوار ہوتا ہے آدمی گھوڑے پر اور بسم اللہ نہین پڑھتا تو پیچھے
سوار ہوتا ہے شیطان پھر کہتا ہے اوسکو کہ راگ گا سو وہ اگر نہین جانتا ہے تو
کہتا ہے اوسکو کہ تکلف سے اور جھوٹھ کہو اور روایت کیا ابن ابی الدنیا اور
طبرانی اور ابن مردویہ نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہین اوٹھاتا اور نہین بلند کرتا کوئی آواز
اپنی ساتھ راگ کے مگر کہ پہونچاتا ہے اللہ تعالے طرف اوسکے دو شیطان کہ
بیٹھتے ہین وہ دونون اوسکے دونون کندھون پر کہ مارتے ہین اوسکو اپنی ایڑیون
سے اوسکے سینہ پر جب تک کہ وہ خاموش اور ساکت ہو اور روایت کیا ابن
ابی الدنیا نے قاسم بن محمد سے کہ اونسے سوال کیا گیا راگ سے کہا کہ مین منع
کرتا ہون تمکو اوس سے اور مکروہ رکھتا ہون اوسکو تمہارے لیے پس کہا سائل
نے کہ کیا وہ حرام ہے کہا کہ دیکھ اے بھتیجے جبکہ جدا کردیا اللہ تعالے نے حق کو باطل

تو کس میں رکھا جاوے گا راگ اور روایت کیا ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعب الایمان
سے کہا کہ لعنت کی گئی ہے راگ گانیوالی پر اور اوسپر کہ جسکے واسطے راگ گایا جاوے
اور روایت کیا ابن ابی الدنیا و بیہقی نے ابوعثمان لیثی سے فضیل بن عیاض سے
کہا کہ راگ کرنا منتر ہے زنا کا اور روایت کیا ابن ابی الدنیا و بیہقی نے ابوعثمان
لیثی سے کہ کہا یزید بن الولید الحافظ نے اے بنی امیہ بچو تم غنا اور راگ سے پس
تحقیق کہ وہ کم کرتا ہے حیا کو اور زیادہ کرتا ہے شہوت کو اور گراتا ہے اور دور
کرتا ہے مروت کو اور تحقیق کہ وہ قائم مقام ہے شراب کے اور کرتا ہے راگ وہ جو
کرتا ہے نشہ اور اگر خواہ مخواہ راگ کرو تو بچاؤ تم مستورات کو کیونکہ راگ داعی
اور باعث ہے زنا کا اور روایت کیا ابن ابی الدنیا نے ابوحفص اموی نے عمر بن
عبداللہ سے ایک نامہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا بنام سہل کے جو اوستاد
انکے بیٹوں کے ہیں اس نامہ میں اگرچہ تمام نصائح عمدہ ہیں مگر یہاں بمناسبت مقام
کے فقط راگ کے الفاظ کا ترجمہ مرقوم ہوتا ہے وہو ہذا کہ چاہیے کہ ہو اول معتقدات
اونکے کا جو منجملہ تعلیم کے ہے یہہ کہ بغض کریں ملاہی اور آلات لہو سے کہ شروع اونکا
شیطان سے ہے اور انجام اوسکا غضب الہی کا ہے اسواسطے کہ پہونچا ہے مجھکو
ثقات اہل علم سے یہہ کہ حاضر ہونا راگ میں اور سننا باجوں کا منجملہ اوسکے ہے کہ اوگاتا
ہے نفاق کو دلمیں جیسے کہ اوگاتا ہے گھاس کو پانی آخر نامہ تک اور روایت
کیا ابن ابی الدنیا نے رافع بن حفص مدنی سے کہا کہ چار شخص ہیں کہ نہیں نظر کریگا
طرف اونکے اللہ تعالے دن قیامت کے جادو کرنیوالے اور نوحہ کرنیوالے اور
راگ کرنیوالے اور وہ عورت جو مشغول ہو عورت سے اور کہا کہ جو کوئی کہ پاوے

اوس زمانہ کو تو اولی اوسکو طول حزن ہے اور روایت کیا ابن ابی الدنیا نے
علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نہین پاک رہیگی وہ امت کہ جسمین بربط ہو اور
روایت کیا ابن ابی الدنیا نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سوا اسکے نہین کہ منع کیا گیا ہون
دو آواز سے جو کہ حمق مین ڈالتی ہین اور فجور مین ایک اونمین سے آواز
نغمہ کے لہو ولعب اور مزامیر شیطان کی ہے اور دوسری آواز وقت مصیبت
[illegible] چہرہ [illegible] شق گریبان کی اور نوحہ شیطانی کی ہے اور روایت کیا ابن ابی الدنیا
[illegible] رضی اللہ عنہ سے کہا کہ دو آواز ملعون ہین مزمار وقت نغمہ کے اور رنہ
[illegible] اور روایت کیا ابن ابی الدنیا نے انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے
کہا کہ خبیث ترین کسبون کا کسب زمارہ کا ہے اور روایت کیا ہے ابن ابی الدنیا
و بیہقی نے نافع سے کہا کہ مین جاتا تھا ہمراہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے رستہ
مین پس سنی اونہون نے آواز ایک چرواہے کی سو رکھلین اونگلیان اپنے دونون
کانون مین پہر جدا ہو گئے اوس رستہ سے اور کہتے جاتے تھے اے نافع کیا سنتا ہے
تو کہا مینے نہین پس نکالا دونون انگلیون کو دونون کانون سے اور کہا
[illegible] یہ دیکھا ہے مینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو کہ
کیا تھا اور روایت کیا ابن مردویہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ سنا اونہون
نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کہ فرماتے تھے اس آیہ مین کہ
ومن النّاس من یشتری لہو الحدیث یعنی بجز اسکے نہین کہ یہ خرید کرتا ہے
لعب اور باطل کو اور روایت کیا حاکم نے کنی مین عطاے خراسانی سے کہا کہ

نازل ہوئی ہے یہہ آیت یعنی وَمِنَ النَّاسِ الخ غنا اور باطل اور مزامیر کے حق
مین اور روایت کیا آدم اور ابن جریر اور بیہقی نے اپنی سنن مین مجاہد سے
اس آیہ وَمِنَ النَّاسِ مَن یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ الخ مین کہا کہ یہہ خرید کرنا ہے
مرد گانیوالے اور عورت گانیوالی کا عوض مال کثیر کے اور سننا اوسکا اور مثل
اسکے باطل سے اور روایت کیا بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت ابن مسعود
رضی اللہ عنہ سے اس قول الٰہی تعالےٰ مین وَمِنَ النَّاسِ مَن یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ
کہا کہ یہہ وہ شخص ہے کہ خرید کرے چھوکریان کو راگ گا دین رات کو اور دن کو
تمام ہوئی عبارت تفسیر در منثور کی جناب مستطاب عالم علوم ربانی وانائے رموز
فرقانی ذی المعالی والمفاخر صاحب باطن وظاہر مفتی زمانہ فاضل یگانہ مولانا
قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر مظہری مین تحریر فرماتے ہین
کہ روایت کیا ہے ترمذی وغیرہ نے ابو امامہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وصحابہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے مت فروخت کرو تم لونڈیون گانیوالیون
کو اور نہ خرید و اونکو اور نہ سکھاؤ اونکو اور کوئی بہتری نہین ہے انکی تجارت
مین اور زر قیمت اونکی کا حرام ہے اور مثل اسی کے مین نازل ہوئی یہہ آیہ
وَمِنَ النَّاسِ مَن یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ الخ اور روایت کیا ہے جبیر نے حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خرید کی تھین نضر بن حارث نے چھوکریان یعنی
گانیوالیان پس تھا وہ کہ نہ سنتا تھا کسیکو کہ جو ارادہ کرتا تھا مسلمان ہونے کا
مگر کہ جاتا تھا اوسکے نزدیک مع چھوکریون کے اور کہتا تھا کہ کھلاؤ اور پلاؤ
گانا سناؤ اسکو کہ یہہ بہتر ہے اوس سے کہ بلاتے ہین تجھکو طرف اوسکے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم روزہ اور نماز سے اور بہتر ہے اس سے کہ قتال
کرے تو روبرو اونکے یعنی جہاد سے پس نازل ہوئی یہہ آیہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ
یَّشْتَرِیْ لَہْوَ الْحَدِیْثِ یعنی وہ جو لہو کرے اور مشغول کرے سنئیے چیز سے اور ہو
لہو اور مشغول کرنے کی ایسی باتین ہین کہ جنکی اصل ہو اور ایسی کہانیان ہین کہ
جنہین اعتبار ہو اور مضحکہ کی باتین اور فضول کلام ہین بعد اسکے کہ تحقیق جہاں
کے بطور عبرت کے ہے اور روایت کیا ابن جریر نے بطریق عوفی حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے کہ یہہ آیہ نازل ہوئی ہے ایک شخص کے حق مین قریش سے کہ
خریدتا تھا چھوکریان گانیوالیان اور روایت کیا ہے بغوی نے ابو سلمہ سے کہا
کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے نہین حلال ہے
تعلیم کرنا چھوکریون گانیوالیون کا اور زر قیمت اونکی کا حرام ہے اور اسی کی مثل
مین نازل ہوئی ہے یہہ آیہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَہْوَ الْحَدِیْثِ الخ اور نہین ہے
کوئی آدمیون مین سے کہ بلند کرے آواز اپنی ساتھ راگ کے مگر کہ بھیجتا ہے یا
کھڑے کرتا ہے اللہ تعالٰے دو شیطان کہ ایک اوس شخص کے اس کندہے پر ہوتا ہے اور دوسرا
دوسرے کندہے پر اور وہ دونون مارتے ہین اوسکو اپنی لاتون سے یہانتک کہ وہ
خاموش ہوجاوے اور روایت کیا ہے ترمذی وغیرہ نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ
سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کہ مت فروخت کرو تم چھوکریان گانیوالیان اور نہ خرید
کرو تم اونکو اور نہ تعلیم کرو تم اونکو اور نہین ہے بھلائی اونکی تجارت مین اور زر قیمت اونکی کا
حرام ہے اور اسی کی مثل مین نازل ہوئی یہہ آیہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ
لَہْوَ الْحَدِیْثِ اور کہا بغوی نے اور کہا مقاتل اور کلبی نے نازل ہوئی بیچ حق

نضر بن حارث بن کلدہ کے کہ سوداگری کرتا تھا اور جاتا تھا حیرہ کو اور خریدتا تھا وہاں اخبار اعاجم
کے اور باتیں سناتا تھا وہ قریش کو اور کہتا تھا کہ تحقیق جناب محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و صحابہ وسلم باتین
کہتے ہیں جیسے عاد اور ثمود کی اور میں باتیں سناتا ہوں تمکو رستم اور اسفندیار اور اخبار اکاسرہ کی پس
سنتے تھے وہ باتیں اوسکی اور ترک کرتے تھے استماع قرآن مجید کا پس نازل کی اللہ تعالے نے یہہ آیہ اور
اسیطرح روایت کیا بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا اور کہا مجاہد نے یعنی
ہم ذکر یان کا شد البیان اور معنی آیت کے اس تقدیر پر یہہ ہیں کہ خرید کرے لہو کو یا صاحب لہو حدیث کو یا یہہ
معنی ہیں کہ خرید کرے لہو حدیث کو یعنی بدلہ کرے اسکا اور اختیار کرے راگ اور مزامیر اور معازف
کو قرآن مجید پر کہا مکحول نے جو شخص کہ خرید کرے چھوکری بجانیوالی کو اور رکھے اوسکو بسبب غنا اور راگ
باجے اوسکے ہمیشہ مرنے تک تو نہیں نماز پڑہونگا میں اوسپر یعنی جنازہ کی کیونکہ فرمایا اللہ تعالے نے
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ الآیہ اور مروی ہے حضرت ابن مسعود اور ابن عباس اور حسن اور عکرمہ
اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم سے کہا کہ لہو الحدیث راگ ہے اور آیہ شریف اسی کے باب میں نازل ہوئی ہے
اور کہا ابو الصہباء بکری نے کہ سوال کیا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیہ کا تو فرمایا اونہون
نے کہ وہ راگ ہے اور قسم کہائی اسپر اوس اللہ تعالے کی کہ نہیں ہے کوئی معبود بجز اوسکے اور مکرر کیا ان
الفاظ قسم کو تین بار اور کہا ابن جریج نے کہ وہ یعنی لہو الحدیث طبل ہے کہتا ہوں میں کہ مورد اس نص کا
اگرچہ خاص ہے وہ راگ ہے یا تفسیر جمہور کے ہیں لیکن لفظ اس نص کے عام ہیں اور اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے
نہ خصوص سبب کا اور اسی سبب سے کہا ہے قتادہ رحمہ اللہ نے کہ وہ یعنی لہو الحدیث ہر لہو و لعب ہے اور کہا
ضحاک رحمہ اللہ نے کہ وہ یعنی لہو الحدیث شرک کرنا ہے مسئلہ بنانا معازف اور مزامیر کا حرام ہے باتفاق
تمام فقہاء امصار رحمہم اللہ کے مروی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق جناب نبی صلی اللہ علیہ و
آلہ و صحابہ وسلم نے منع فرمایا ہے قیمت کتے اور کسب زمارہ یعنی راگ باجے اور زنا سے روایت کیا ہے اسکو بغوی نے

ذکر الٰہی تعالےٰ شانہ کے اور فارغ ہو غیر اللہ سے کہ التفات نکرے طرف ماسوی اللہ کے اور
نہو وے وہ گانیوالا شہوت ران اور ہووے محفل خالی اغیار سے اور نہو وقت نماز اور مثل اسکا
تو جائز ہی واسطے اوسکی سماع بلکہ مستحب ہے بلکہ سماع اور راگ مین یہہ خاصیت ہی کہ شعلہ زن کرتی
ہی ساتھ اوسکی آگ محبت کے جو مرجھائی اور پوشیدہ ہوتی ہے دلمین اور یہہ وہی چیز ہی
کہ جو سبب اور موجب ہی حرام ہونے راگ کے بیچ حق عوام الناس مین کیونکہ قلوب عوام کے مشغول
ہوتے ہین ساتھہ دوستی عورتون اور لڑکون کے پس وقت راگ کے بیچ محبت مشتعل اور
شعلہ زن ہوتی ہی اور مشغول اور غافل کر ڈالتی ہے یاد مولے تعالےٰ شانہ سے سو ہو جاتا
ہی یعنی یہی راگ انکے حق مین لہو الحدیث اور جو شخص کہ ہو دل اوسکا ساتھہ محبت الٰہی اور
یاد اوسکی کے مشغول اور فارغ ہو غیر اللہ تعالےٰ سے تو ایسے شخص کے حق مین ہوتا ہی راگ موجب
واسطے شعلہ زنی محبت الٰہی تعالےٰ شانہ کے اور اسی سبب سے ہوتا ہے راگ اسکے حق مین مستحب
اور جواب نصوص کا یہہ ہی کہ تحقیق آیت شریفہ ناطق اور گویا ہے ساتھہ حرام ہونیکے تب تک
کہ راگ حد لہو الحدیث مین ہو اور سماع صوفیہ کرام رحمہم اللہ کا اوسمین سے نہین ہی اور حدیثین
جو موجب ہین حرمت راگ کی وہ سب مخصوص البعض ہین کیونکہ اور احادیث وارد ہین جو دلالت
کرتی ہین اباحت راگ پر پس محمول کیا ہم نے احادیث حرمت راگ کو اوسپر کہ جو ہو بقصد لہو کے
نہ واسطے غرض مشروع کے اور بلانیوالا ہو وہ راگ طرف نافرمانی اور فسق کے ۔

پس چاہیے کہ ہم ذکر کرین احادیث دالہ کو اباحت راگ پر بلکہ ایجاب دف پر بھی

سو منجملہ اونکے حدیث ربیع بنت معوذ بن عفرا کی ہی کہا کہ تشریف لائے جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم اور داخل ہوئے جبکہ ایام میری شادی کے تھے پس رونق فرما ہوئے میرے بچھونے پر جیسے کہ

ہم تم پیشے ہین یعنی ترپ پس لگین چھوڑ کر بان جو ہماری تحقیق کہ بجاتی تہین دف اور نوحہ کرتی
تہین اونپر جو مقتول ہوئے تہے ہماسے باپ روز جنگ بدر کے بیا نتک کہ ناگاہ اونمین سے ایک نے
کہا مصرع ع وفینا نبی یعلم ما فی الغد • پس فرمایا آپنے کہ چھوڑ دے تو اوسکو اور
کہہ وہ جو کہتی تہی تو پہلے اس سے روایت کیا اسکو بخاری نے اور روایت کیا ابن ماجہ نے مثل
اسکے اور اسمین ہے کہ لیکن یہ پس مت کہو اسکو کیونکہ نہین جانتا امور آیندہ کو مگر اللہ تعالے اور
مروی ہے حضرت صدیقہ جناب عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے فرمایا کہ شادی کیگئی ایک عورت
ساتھہ ایک شخص انصاری کے پس فرمایا جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کیا نہین ہے ہمراہ
تمہارے لہو کیونکہ انصاری لوگ اچھی معلوم ہوتی ہے اونکو لہو روایت کیا اسکو بخاری نے
اور یہی مروی ہے جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ اظہار اور اعلان کرو تم اس نکاح کا اور کرو اسکو مسجد مین اور
بجاؤ اسمین دف روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور مروی ہے حضرت
صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تہی میرے پاس ایک لڑکی انصار سے کہ شادی کی مین نے
اوسکی پس فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ اے عائشہ تم کیا گاتی
نہین ہو پس تحقیق کہ یہ قبیلہ انصار کا دوست رکھتا ہے راگ کو روایت کیا اسکو ابن حبان نے
اپنی صحیح مین اور مروی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نکاح کرایا جناب صدیقہ
رضی اللہ عنہا نے ایک اپنے رشتہ دار کا انصار سے پس تشریف لائے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور فرمایا کہ کیا رخصت کردیا تم نے لڑکی کو عرض کی کہ ہان پھر فرمایا کہ آیا
بہیجا ہے تم نے ساتھہ اوسکے ایسا کوئی کہ راگ گاوے عرض کی جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا
نے کہ نہین پس فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ تحقیق انصار ایک

ایسی قوم ہی کہ انہین غزل ہوتی ہے سو اگر راگ کرتے تم مصرع أتيناكم أتيناكم فحيانا
وحيانا كم کا یعنی تو خوب تہا روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے جابر بن سعید رضی اللہ عنہ سے کہا
کہ داخل ہوا مین نزدیک قرظہ کعب اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہم کے ایک لشکر مین اور
ناگاہ لڑکیان گا رہی تہین پس کہا مینے کہ اے دو صحابیو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم کے اور بیچ اہل غزوہ بدر کے ہوتا ہے یہہ یعنی راگ نزدیک تمہارے پس فرمایا
دونون صحابیون نے کہ بیٹہ اگر چاہے تو اوس ساتہہ ہمارے اور اگر چاہے تو چلا جا تحقیق اجازت
دی ہی ہمکو کہیل کی وقت عرس کے اور مروی ہی حضرت صدیقہ جناب عائشہ رضی اللہ عنہا سے
کہ تحقیق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے نزدیک انکے اور تہین نزدیک انکے دو لڑکیان ایام
منی یعنی بعد عید ضحی اسکے کہ گانا بجانا کرتی تہین اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
لپیٹے ہوئے تہے اپنے کپڑہ مین سو للکارا انکو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پس کہولا جناب نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مونہہ مبارک اپنا اور کہا کہ چہوڑ دو انکو اے ابوبکر کیونکہ یہہ ایام عید
کے ہین اور یہہ ایام منی کے ہین روایت کیا اسکو بخاری نے اور مروی ہے عمرو بن شعیب سے انکے
باپ سے انکے دادا سے کہ تحقیق ایک عورت نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق
مینے نذر اور منت مانی تہی کہ مین آپکے روبرو دف بجاؤنگی تو فرمایا تو اپنی نذر پوری کر لے روایت کیا
اسکو ابوداؤد نے اور نزدیک ابن ماجہ کے کچہہ بعض الفاظ کا فرق ہی اور تحقیق کہ فرمایا ہی جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ نہین ہے وفا اور پورا کرنا ایسی منت اور نذر
مین جو معصیت اور نافرمانی خدا تعالے کی ہو روایت کیا اسکو مسلم نے اور مروی ہی کہ تحقیق جناب
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم جبکہ تشریف لائے مدینہ منورہ مین اور ٹہیرے درمیان بنی نجار
کے تو لڑکیان بنی نجار کی لگین گانے اور کہنے شعر

نحن جوار من بنی نجار — یا حبذا محمد من جار

روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور آمین ہی کہ پس فرمایا جناب نبی
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ اللہ تعالے جانتا ہے کہ تحقیق مین تمکو دوست رکہتا ہون اور روایت
کیا ہی بیہقی نے جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ تحقیق جناب نبی صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ
وسلم جبکہ تشریف لائے مدینہ منورہ مین تو لگے بچے اور لڑکے اور عورتین کہنے شعر

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع — وجب الشکر علینا ما دعی للہ داع

اور روایت کیا ہی امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ جب تشریف لائے جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم مدینہ منورہ مین تو کہیلا اہل حبشہ نے اپنے حرابے یعنی
جوش بہری گتکون کی تہی پس ظاہر ہوا کہ حرام وہ غنا اور راگ ہے جو داعی ہو طرف نافرمانی
اور فسق کے اور مشغول کرے یاد حق تعالے سے اور جو راگ کہ ایسا نہو تو وہ حرام نہین ہے مگر
یہ کہ ثابت نہین ہی جناب نبی صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم سے اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ
عنہم سے سننا راگ کا تقربًا الی اللہ اور احراز ثواب کیواسطے اور بسبب اسی کے نہین اختیار
کیا نقشبندیہ کرام وغیرہم رحمہم اللہ نے ارتکاب اوسکا اگرچہ اسپر مرتکب انکار کے بہی نہین
ہین واللہ اعلم تمام ہوا ترجمہ عبارت تفسیر مظہری کا ۔ اور اسیطرح ہی تفسیر خازن اور
تفسیر قشیری اور تفسیر عباسی اور تفسیر مجددی اور تفسیر نیشاپوری اور تفسیر کشاف اور
تفسیر روح البیان اور تفسیر ابو سعود اور تفسیر کبیر اور تفسیر سراج اور تفسیر شرح القرآن
وغیرہ مین مختصرًا و مطولًا اجمالًا و مفصلًا کثرت خلایق محرر روایات اور جامع اوراق
ہذا عفی عنہ متلہر ہی کہ یہانتک فقیر کو جو کتب تفاسیر میسر آئین اونہین اکثر کا ترجمہ عبارت
تمام و کمال بعینہ نقل کیا اور بعض تفاسیر جو مختصر تہین اور اونہین بسط سے نہین لکہا تا

اور اگر لکھا تھا تو مجمل اور مختصر تھا یا بعض میں کوئی لفظ مثل اشارہ کے تھا اونکے نام سے کچھ اخر
نہیں مذکور اور مرقوم کر دئے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ اصل مدعا سب کا ایک ہی اور مطلب واحد ہے
کسی نے تفصیل زیادہ کی ہے اور کسی نے نہیں کی یہہ امر دوسرا ہے مگر اصل مطلب کے منافی
نہیں بلکہ وہ جو کہا گیا ہے کہ اگر در خانہ کسی است حرفش بس است گویا اسی مقام کے مطابق
اور مناسب ہے کہ مدعا ہر مفسر اور محقق نے اوا کر دیا ہے خواہ اجمال اور اختصار سے خواہ
تفصیل اور تطویل سے اب سمجھنا اور مطلب کا پانا یہہ مطالعہ کرنیوالے اور دیکھنے والے
پر موقوف ہی اگر نظر مخلوط یہ تعصب اور جانب داری کے نہیں ہی تو الذین بین والکفرین
طریق مستقیم اور راہ روشن ہی اور اگر نظر بو جہی نہیں ہی تو ہر بات میں او لجھنا اور قدم قدم
پر اٹکنا پیش آویگا شعر خواجہ حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ شاہ حال ہی شعر

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست		سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

مدعا فہمی کو اشارہ بھی کافی ہوتا ہے کجروی اور تعصب امراض لاعلاج ہیں قول حضرت
سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ ہمارے مدعا کے مطابق اور حسب حال ہی شعر

مرد باید کہ گیرد اندر گوش		ور نوشت ست پند بر دیوار

درینصورت اب ہم نے تحقیق تفاسیر کو اسپر تمام کیا کہ اگر اور بھی کتابیں کہ جو فقیر کو بہم نہیں پہونچیں
اور میسر نہ آئیں ہوتیں تو او نکا مدعا بھی یہی ہوگا اصل مطلب کسی کا خلاف اسکے نہ ملیگا تو
اب بیان سے جسقدر احادیث سے ثبوت جواز عدم ثبوت جواز راگ کا جو معلوم ہوا
اور علاوہ درج اوراق کیا گیا والموفق ھو اللہ تعالے وھو المستعان وعلیہ التکلان

باب دوسرا

اوس تحقیقات کے بیان مین جو جواز عدم جواز یا مکروہ یا حرام ہونے غنا اور مزامیر وغیرہ سے احادیث مین مذکور ہے

جامع الاوراق والروایات صانہ اللہ عن الذلات والخطیات واضح کرتا ہے کہ فقیر کا التزام کتاب ہذا کے بیوب کرنے مین چار باب پر جو آغاز کتاب مین مذکور ہے اگرچہ مقتضی ہے کہ باب احادیث بہی شل اور ابواب کے بالاشباع تحریر ہو اور اخبار اور آثار مفصل آئین لکہے جاوین لیکن ایک تو بنظر اسکے کہ کتاب دراز ہوتی ہے اور دوسرے بلحاظ اسکے کہ یہی احادیث ارباب تحقیق نے اپنی اپنی تفاسیر یا فتوی یا رسائل مین مرقوم اور منقول فرمائی ہین آب پہر یہان بہی لکہنا علی الیقین انکا مکرر سہ کرر ہونا ہے کیونکہ یہی احادیث اپنے موقع پر تفسیر وغیرہ مین مذکور ہین تو اس مقام پر صرف چند حدیث بالاختصار تحریر کرنے کا اتفاق ہوا کہ التزام بہی پورا ہو جاے اور باب بہی خالی نرہے و من اللہ المتوفیق وبالاستعانة صحیح ترمذی کی کتاب التفسیر سورۂ سبا مین بسند طویل ابو امامہ سے مروی ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ مت فروخت کرو تم قینات یعنی مغنیات کو اور نہ خریدا کرو تم انکو اور مت تعلیم کرو انکو اور نہین ہی خیر اور بہلائی انکی سوداگری مین اور زرقیمت انکی کا حرام ہی اور اسی کی مانند مین یہ آیہ نازل ہوئی ہے و من الناس من یشتری لہو الحدیث مجمع البحار مین ہی کہ قینات جمع ہی قینہ کی اور قینہ چہوکری لونڈی کو کہتے ہین اور اکثر استعمال اسکا گانیوالی چہوکریون مین ہی انتہی اور بخاری شریف کے ابواب العیدین اور ابواب الجہاد مین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہی کہ کہا تشریف لائے میرے پاس حضرت

ترمذی

مجمع البحار

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ایام منیٰ مین اور حال یہہ کہ میرے نزدیک دو
چھوکریان لڑکیان تہین کہ وہ گاتی ہی تہین اشعار جنگ بعاث کے پس لیٹ گئے آپ بستر
پر اور پہیر لیا مونہہ مبارک اپنا پر داخل ہوئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ڈانٹا اونے
مجہکو مجہے اور فرمایا کہ آیا یہہ راگ شیطانی نزدیک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم کے پس مونہہ کیا طرف انکے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم نے اور فرمایا کہ چہوڑدو اور جانے دو تم انکو اے ابوبکر واسطے ہر قوم کے ایک عید ہوتی
ہے اور یہہ ہماری عید ہے انتہی صحیح مسلم کی کتاب العیدین مین یہہ حدیث ساتہہ اونی
اختلاف الفاظ کے وارد ہی اور امام نووی نے اسکی شرح مین لکہا ہے کہ قولہا ولیستا
بمغنتین الخ معنی اسکے یہہ ہین کہ نہ تہا راگ کا گانا عادت اونکی اور نہ وہ مشہور اور معروف
تہین ساتہہ اوسکے اور کہا کہ اختلاف ہی علما کا راگ مین سو مباح کہا ہی اوسکو ایک جماعت نے
اہل حجاز سے اور یہی مروی ہی امام مالک سے اور حرام کیا ہی اوسکو امام ابوحنیفہ اور اہل عراق نے اور
مذہب شافعی مین کراہت اوسکی ہی اور یہی مشہور ہی مذہب امام مالک سے رحمہم اللہ تعالی اجمعین اور دلیل اور حجت
پکڑی ہی جائز کہنے والون نے ساتہہ اسی حدیث کے اور جواب دیا ہی دوسرون نے اسطرح پر کہ یہہ غنا اور راگ بجز اسکے
نہین کہ بیان شجاعت اور قتل اور جنگ ظفر ہی کا تہا اور مثل اسکی مین کچہہ فساد نہین ہی بخلاف اوس غنا کے
جو شامل ہی اور برانگیختہ کرنے نفوس کے فساد اور شر پر اور آمادہ کرنے اوسکے کے بطالت اور
قباحت پر فرمایا قاضی نے بجز اسکے نہین کہ راگ اونکا یعنی دونون جاریہ کا اوس قسم سے تہا
کہ جو اشعار جنگ اور فخر سے ساتہہ شجاعت کے ہو اور ظفر یابی اور غلبہ کے ہو اور اسقدر
نہین ہیجان مین لاتا لڑکیون کو شر پر اور نہ پڑہنا اونکا اشعار کو اسوجہہ پر منجملہ غناء مختلف
فیہ کے ہی اور بجز اسکے نہین کہ وہ یعنی راگ لڑکیون کا صرف بلند کرنا آواز کا تہا ساتہہ

اشعار کے اور اسیواسطے فرمایا جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ ولیستا بمغنیتین
یعنی وہ اس قسم سے نہ تھین کہ راگ گاتین مانند عادت مغنیات کے کہ جو شوق اوٹھانے
پر ہوتا ہی اوسکا اور پیش آنے پر فواحش کے اور ذکر ایام جوانی اہل جمال پر اور ایسی
چیزین کہ حرکت دیوین نفوس کو اور برانگیختہ کرے ہوا اور شہوت رانی کو جیسے کہ کہا گیا
ہے کہ راگ منتر ہے زنا کا اور بھی نہ تھین وہ لڑکیان اوس قسم سے کہ مشہور اور معروف
ہون ساتھ اچھا گانے کے ایسا گانا کہ جسمین تمطیط یعنی گٹکری اور کھینچنا آواز کا اور
تکسیر یعنی توڑا اور متحرک کرنا ساکن کا اور ظاہر کرنا مخفی اور پوشیدہ کا ہو اور اوس قسم
سے نہ تھین کہ گانا اونکا پیشہ اور کسب ہو کہ عرب لوگ کہتے ہین شعر خوانی کو راگ تو یہہ
راگ منجملہ غناء مختلف فیہ کے نہین ہے بلکہ یہہ مباح ہی اور اجازت لے رکھی ہے حضرات صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم نے غناء عرب کے کہ جو وہ صرف شعر خوانی اور ترنم ہی اور اجازت دیتے
تھے حداکی اور کرتے تھے اوسکو روبرو جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کے اس
سببسے اباحت اسکی اور مثل اسکی کے معلوم ہوئی ہی اور یہہ اور مانند اوسکے حرام نہین ہے
اور نہ خارج کرتا ہی شاہد کو یعنی حد شہادت سے اور یہہ قول کہ مزمور الشیطان جو
حدیث مین ہی تو مزمور ضمہ میم اول اور فتحہ دونون سے آیا ہی مگر ضمہ مشہور تر ہی اور
قاضی نے غیر اسکو ذکر نہین کیا اور کہا گیا ہی مزمار ساتھ کسرہ میم اول کے بھی اور یہہ اصل
مین آواز سیٹی کو کہتے ہین اور زمیر آواز خوش کو کہتے ہین اور اطلاق کرتے ہین اسکا
غنا پر بھی اور یہہ قول کہ مزمور الشیطان فی بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تو اسمین یہہ ہے کہ مقامات صلحا اور اہل فضیلت کے چاہیئے کہ منزہ اور خالی ہون لہو اور
لغو وغیرہ سے اگرچہ اوسمین گناہ نہو اور یہہ بھی اسمین ہے کہ تابع کسی بزرگ اور مربی کا

[illegible]

اگر دیکہے روبرو اوسکے ایسی چیز کہ مکروہ ہو اور لائق نہو اوسکے مجلس گرامی کے تو انکار
کرے اوسکا اور اسقدر انکار سے فتنہ اندازی نہین ہوتی اوس بزرگ پر بلکہ یہین
ادب اور رعایت حرمت اور اجلال ہے اوس بزرگ کا اس سے کہ وہ بزرگ خود
متولی ہو اپنے نفس سے اسکا اور بچاوے اس سے اپنی مجلس کو اور بجز اسکے نہین کہ سکوت
کرنا اور خاموش رہنا جناب نبی صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کا اون لڑکیون
سے اسواسطے تہا کہ یہہ مباح تہا اونکے حق مین اور چہپا لینا کپڑے سے اور خود پہیر لینا
روئے مبارک کا اندر سے اعراض کے لیے تہا اور تا کہ شرمائین نہین وہ لڑکیان
اور قطع نکرین وہ چیز جو مباح ہے اونکے حق مین اور یہہ بجملہ آپکی عنایت اور رافت او
حلم اور نیک خلقی کے تہا اللہم صل وسلم علی الرؤف الرحیم النبی الکریم صاحب الحلم
والخلق العظیم اور یہہ قول کہ جاریتان تلعبان بدف الخ دف ساتھ ضمہ دال او
فتحہ اوسکے کے اور فتحہ فصیح تر اور مشہور تر ہے تو اسمین مع اس قول کے کہ ھذا عیدنا
یہہ بات ہے کہ بجانا دف عرب کا مباح ہے ایام سرور اور خوشی ظاہر مین اور وہ ایام
عید اور عرس اور ختنہ کے ہین اور یہہ قول کہ فی ایام منا یعنی تین روز بعد روز نحر
کے اور وہ ایام تشریق کے ہین یعنی گیارہوین بارہوین تیرہوین تو اسمین یہہ بات ہے
کہ یہہ ایام داخل ہین ایام عید مین اور حکم عید کا جاری ہے انپر اکثر احکام مین جواز
اضحیہ اور حرام ہونے صوم اور استحباب تکبیرات تشریق وغیرہ کے انتہی ما فی کتاب شرح نووی
علی الصحیح المسلم

.........⊂⊃∘⁘∘⊂⊃.........

باب تیسرا

اوس تحقیقات کے ذکر میں جو فقہا نے غنا کے معاملہ میں تحریر کی ہیں

کتاب درمختار مین باب الشہادت مین لکھا ہی کہ ولا یقبل من یغنی للناس الخ یعنی قبول
نہین ہی شہادت ایسے شخص کی کہ راگ گاوے واسطے لوگون کے اسواسطے کہ وہ لوگون کو
کبیرہ پر فراہم کرتا ہی یہہ ہدایت وغیرہ مین ہی اور کلام سعدی افندی کا افادہ دیتا ہی اسکا
مقید ہونیکو ساتہہ اجرت کے پس تامل کرا سمین اور لیکن جو کوئی کہ راگ گاوے واسطے
اپنے نفس کے بسبب دفع کرنے وحشت کے تو ایسا راگ لاباس بہ ہی نزدیک عامہ علما کے جیسا
عنایہ مین ہی یعنی ایسے راگ مین مضائقہ اور گناہ نہین اور اسی کی تصحیح کی عینی نے
نے اور اگر راگ مین کچھہ وعظ اور حکمت ہو تو جائز ہی باتفاق سب کے اور بعضون نے بیان کیا
ہے راگ کو عرس مین جیسے کہ جائز ہی بجانا دف کا اوسمین اور بعضون نے راگ کو مطلق منع
کہا ہی اور بعضون نے مکروہ مطلق کہا ہی انتہی اور بحر الرائق مین ہی کہ مذہب یعنی صحیح اور
مفتی بہ راگ کے حرام ہونیکا ہی مطلق پس منقطع ہو گیا اختلاف بلکہ ظاہر یہہ ہی کہ ہدایہ مین ہی
کہ راگ گانا اور غنا کرنا گناہ کبیرہ ہی اگرچہ واسطے اپنے نفس کے ہو اور معتبر کہا ہی اسکو مصنف
رحمہ اللہ نے اور کہا کہ ولا تقبل شہادۃ من یسمع الغناء او یجلس مجلس الغناء یعنی
نہین ہی گواہی ایسے آدمی کی کہ سنے غنا یا بیٹھے اوسکی مجلس مین اور زیادہ کیا ہی عینی نے
مجلس فجور اور مجلس شراب کو اگرچہ نشا نکرے اسواسطے کہ اسکا اختلاط ایسے لوگون سے
اور ترک کرنا امر معروف کا ساقط کر دیتا ہی عدالت کو انتہی باقی درالمختار کتاب کنز الدقائق
مین جو جو لوگ مردود الشہادت معدود کئے ہین اونمین مغنیہ یعنی عورت راگ گانیوالی

درمختار

کنز الدقائق

کو بلا قید لفظ للناس کے ذکر کیا ہی اور مغنی یعنی مرد راگ گانیوالے کو مقید بقید للناس ذکر کیا
ہی اور کتاب مذکور کے شارح نے معدن الحقایق مین شرح لفظ مغنیہ مین لکہا ہی کہ برابر
ہی کہ عورت کا راگ واسطے سنانے لوگون کے ہو یا واسطے اپنے نفس کے ہو یعنی راگ کرنے
والی عورت بہر تقدیر مردود الشہادت ہی جیسا کہ شرح مین ہی جاننا چاہیے کہ غنا کرنا اور
راگ گانا بسبب لہو کے گناہ ہی سب دینون مین چنانچہ ذکر کیا ہی کتاب زیادات مین کہ اگر
وصیت کرے ایسی کہ جو گناہ ہی ہمارے نزدیک اور اہل کتاب کے نزدیک بہی اور اسیکے منجملہ ذکر
کیا ہی وصیت کو واسطے مرد گانیوالے اور عورت گانیوالی کے خصوصًا کہ ہو راگ عورت سے
اسواسطے کہ فی نفسہ اسکو آواز کا بلند کرنا حرام ہی اور خصوصًا کہ بلند کرنا آواز کا ساتھ
غنا کے ہو اور اسی سبب سے مقید نکیا اسکو بیان ساتھ قول للناس کے اور مرد مغنی کو مقید
کیا ساتھ لفظ للناس کے کذا فی النہایہ انتہی ما فی المعدن اور حاشیہ شامی مین اسی
مقام پر اس قول کی شرح مین کہ قولہ بان یرقصوا لکہا ہی او روجہ یہہ ہی کہ نام مغنی اور
مغنی کا عرف مین ایسے شخص کیواسطے ہی کہ راگ اور غنا اوسکا پیشہ اور حرفت ہو کہ اوسکے
ساتھ کسب مال کا وہ کرے اور یہہ حرام ہی اور نص ہے اسپر کہ راگ گانا واسطے لہو کے یا واسطے
جمع کرنے مال کے حرام ہی بلا خلاف اور اس تقدیر پر گویا کہ یون کہا ہی کہ مقبول نہین ہے
گواہی ایسے آدمی کی کہ ٹہیرایا ہو اوسنے راگ کو پیشہ ایسا کہ کہاوے کماوے ساتھ اوسکے
اور تمام تحقیق اسکی اوسی کتاب مین ہی سو اوسکی طرف رجوع کرنا چاہیے قولہ فجائز اتفاقا
یعنی جس راگ مین کہ وعظ اور حکمت مذکور ہو تو وہ جائز ہی باتفاق جاننا چاہیے کہ
غنا کرنا اور راگ گانا واسطے سنانے غیر کے اور مانوس کرنے اوسکے کے حرام ہی نزدیک عام
علما کے اور بعضون نے جائز کیا ہی اسکو عرس اور ولیمہ مین اور کہا گیا ہی کہ اگر راگ گاوے

بسبب سیکھنے نظم قافیہ کے اور اس باعث سے کہ زبان فصیح ہو جاوے تو اوس مین مضائقہ
نہین ہی اور لیکن راگ گانا واسطے سنانے اپنے نفس کے کہا گیا ہی کہ یہہ مکروہ نہین ہی اور
اسیکو لیا ہی شمس الائمہ نے بسبب مروی ہونے اسکی کے زاہد ترین اصحاب یعنی براء
بن عازب رضی اللہ عنہ سے اور مکروہ راگ نزدیک انکے قول کے وہ ہی کہ جو بطریق لہو کے
ہو اور بعضے مشائخ نے کہا ہی کہ یہہ مکروہ ہی اور اسیکو لیا ہی شیخ الاسلام نے جیسا کہ بزازیہ
مین ہی قولہ ضرب الدف فیہ یعنی جیسے کہ جائز ہی بجانا دف کا عرس مین جائز ہونا
بجانے دف کا اوس مین خاص ہی ساتھ عورات کے اسواسطے کہ بحر الرائق مین معراج الدرایۃ
سے بعد ذکر اسکے کے ہی کہ یہہ مباح ہی نکاح اور مانند اسکے مین کہ جہان سرور اور محل
خوشی کا ہو اور کہا کہ وہ مکروہ ہی واسطے مردون کے بہرحال بسبب مشابہت کے ساتھ
عورتون کے تمام ہوا ترجمہ عبارت کتاب شامی کا اور ترجمہ اردو در مختار کا یعنی غایۃ الاوطار
مین اسطرح پر تحقیق غنا مین لکھا ہی قولہ ومغنیۃ ولو لنفسہا لحرمۃ رفع صوتہا
یعنی مقبول نہین ہی گواہی گانیوالی عورت کی اگرچہ اپنی دفع وحشت کیواسطے گاتی
ہو اور لوگون کو سناتی ہو بسبب حرام ہونے عورت کے آواز بلند کرنے کے کذا فی الدر
قہستانی نے کہا اگرچہ حکمت کا شعر گاتی ہو اسواسطے کہ نہی کی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ
وسلم نے عن الصوتین الاحمقین المغنیۃ والنائحۃ دریافت کرنا چاہئے کہ تغنی
یعنی گانا لہو اور جمع مال کیواسطے بالاتفاق حرام ہی اور اسیطرح نوحہ گری خصوصا
جبکہ عورت سے ہو اسواسطے کہ عورت کو آواز بلند کرنا بلاخلاف حرام ہی کذا فی الطحطاوی
اور لائق ہی راگ مین مداومت کی قید لگانا یعنی عورت ہمیشہ گایا کرتی ہو تاکہ فاسق
کے نزدیک اوسکا گانا ظاہر ہو اور یہہ مطلب نہین کہ اگر عورت ہمیشہ گایا نہ کرے تو

حرام نہین ہی ملخصاً قولہ الا اذا فحش بان یرقصوا بہ الخ اور اوسکی گواہی مقبول نہین جو طنبورا اور ہر ایک باجا ایسا بجاوے کہ جو قبیح او رمعیوب ہے لوگونمین چنانچہ طنبورا اور مزامیر اور اگر معیوب نہو لوگونمین چنانچہ اونٹون کے تیز قدم کرنیکے واسطے آہنگ بلند کرنا اور ضرب قصب تو مانع شہادت نہین مگر جبکہ اسمین مبالغہ اور زیادتی کریے اسطرح کہ اوسپر لوگ رقص کرین تو مانع شہادت ہی کذا فی الخانیہ بسبب داخل ہونیکے اسکے حد کبائر مین کذا فی البحر محیط مین بہی یہی تفصیل مذکور ہی جو خانیہ سے ہوچکی معراج الدرایہ سے ہی کہ ملاہی دو قسم ہین ایک قسم حرام ہے وہ آلات مطربہ ہین بدون راگ کے یعنی طرب انگیز باجے چنانچہ مزمار خواہ وہ خشب کی چیز ہین ہو یا قصب کی چنانچہ شبابہ یا طنبور بدلیل حدیث ابو امامہ کے کہ تحقیق حق تعالے نے مجھکو بھیجا ساے عالم کی رحمت کیواسطے اور مجھکو حکم کیا معازف اور مزامیر کے مٹانے کیواسطے اور دوسری قسم ملاہی کی مباح ہے وہ دف ہی نکاح مین اور نکاح کی مانند ہی ہر سرور حادث آوا اوسکے غیر مین دف بہی مکروہ ہی اور اوسکو فتح القدیر مین بہی نقل کیا ہی بلا اعتراض کذا فی الطحاوی عن البحر حدیث مذکور مشکوۃ مین مسند امام احمد بن حنبل سے منقول ہے معازف آلات سرود اور قاموس مین ہی کہ معازف ملاہی مانند عود اور طنبور کے اور مزامیر جمع مزمار آلہ الغنا اور جس قصب یعنی نے اور بانسری مین گاوین اوسکو زمارہ اور مزمار کہتے ہین امام نووی نے اسکی حرمت کی تصریح کی ہی فقہا کہتے ہین کہ گانا آلات مطربہ سے حرام اور فقط آواز سے مکروہ ہی اور اجنبی عورت سے سخت تر کذا فی ترجمۃ المشکوۃ للشیخ عبد الحق دہلوی قولہ ومن یغنی للناس الخ یعنی اور اوسکی گواہی مقبول نہین جو راگ گاتا ہو لوگون کیواسطے اسواسطے کہ وہ لوگون کو کبیرہ گناہ پہ جمع کرتا ہے چنانچہ

ہدایہ وغیرہ مین ہوا اور سعدی افندی کا کلام مغنی مین اجرت لینے کی قید لگانے کا نفیا
یعنی اوس مغنی کی گواہی مقبول نہین جو لوگون سے اجرت لیکر گاتا ہو سو تامل کر اسکو ہم
طحطاوی نے کہا قید مذکور غیر ظاہر ہے بلکہ فقہا کا کلام مطلق ہے بلا قید اجرت قولہ
واما المغنی لنفسہ الخ اور جو شخص کہ اپنی ذات کیواسطے گاوے دفع وحشت کیلئے
تو اوسکا کچھ مضایقہ نہین جمہور فقہا کے نزدیک کذا فی العنایہ اور اسکو صحیح کہا ہے
عینی وغیرہ نے عینی نے کہا اور اگر سرود مین وعظ اور حکمت ہو تو بالاتفاق جائز
ہے ھم محل اباحت سرود وہ ہے کہ باجا نہو اوسکے ساتھ اسواسطے کہ بزازی نے مناقب
مین اجماع نقل کیا ہے حرمت سرود پر جبکہ سرود باجے پر ہو چنانچہ عوجاور نہایہ او عنایۃ
مین ہے کہ لہو ولعب کیواسطے گانا معصیت ہے جمیع ادیان مین اور بعض فقہا نے جائز
کیا ہے سرود کو نکاح مین جیسے دف بجانا اوسمین جائز ہے اور بعض نے اوسکو مباح کہا ہے
مطلقاً نکاح اور غیر نکاح مین اور بعض نے اسکو مکروہ کہا ہے مطلقاً باجا ہو یا نہو نکاح
ہو یا غیر نکاح انتہی کلام العینی اور بحر الرائق مین ہے اور مذہب یہہ ہے کہ سرود مطلقاً حرام
ہے تو اختلاف علما کا منقطع ہو گیا بلکہ ظاہر ہدایہ کا یہہ ہے کہ سرود کبیرہ گناہ ہے اگرچہ
اپنی ذات کیواسطے ہو اور ثابت رکھا ہے اس قول کو مصنف نے اپنی شرح مین ھم
بحر الرائق مین ہے کہ شارحین نے تصریح نہین کی کہ سرود مین مذہب کیا ہے اور نہایہ
اور عنایہ مین ہے کہ تغنی لہو کیواسطے معصیت ہے جمیع ادیان مین اور زیادات مین کہا
کہ اگر اوس چیز کو کرے جو معصیت ہے ہمارے نزدیک اور اہل کتاب کے نزدیک اور
منجملہ اوسکے وہ وصیت ذکر کی جو مغنین اور مغنیات کیواسطے ہو تو ثابت ہو گئی نص
مذہب کی گانیکی حرمت پر تو اختلاف منقطع ہو گیا انتہی ما فی البحر اور تو خود جانتا ہے

کہ جو صاحب بحر نے نصوص ذکر کیں وہ اطلاق حرمت کی موید نہیں کیونکہ نہایہ اور عنایہ کی عبارت سے تقیید لہو ہی اور زیادات کی عبارت تقیید شہرت کی مفید ہی اور شہرت اوسوقت ہوگی جب لوگوں کے سامنے گاوے وجہ افادہ شہرت یہہ ہی کہ وصیت منسوب ہوتی ہی متعارف کیطرف اور عرف میں مغنیہ یا مغنی نہیں کہتے مگر اوسکو جو راگ گانے کے ساتھہ معروف ہو اور شارح اطلاق حرمت تغنی میں مصنف کا تابع ہوا ہی اور صحیح قول وہ ہی جو فتاوی عالمگیری میں خزانۃ المفتین سے منقول ہی کہ مقبول نہیں گواہی اوسکی جو لوگوں کے واسطے گاوے اور اونکو سناوے اور اگر تغنی اپنی ذات کے سنانے کیواسطے ہو تا وحشت دفع کرے اپنی ذات سے بدون اسکے کہ دوسرا شخص سنے تو اوسکا مضائقہ نہیں اور عدالت اوسکی ساقط نہیں ہوتی قول صحیح میں انتہی کذا فی الطحطاوی فتح القدیر میں ہی کہ فقہا نے تصریح کی ہی کہ لہو ولعب اور جمع مال کی واسطے تغنی کے حرام ہی بلاخلاف اگر تو کہے کہ صاحب ہدایہ کی تعلیل کہ مغنی لوگونکو کبیرہ پر جمع کرتا ہی اوسکے مقتضی ہی کہ تغنی مطلقاً حرام ہی اور حالانکہ ایسا نہیں ہی کیونکہ اگر اسطرح تغنی کرے کہ آپ سنے اور غیر نہ سنے تا اپنی ذات سے وحشت دفع کرے مکروہ نہیں اور بعضوں نے کہا کہ استفادہ نظم قوافی اور فصیح اللسان ہونے کیواسطے تغنی مکروہ نہیں اور بعض نے کہا ہی کہ اگر لوگوں کے سنانے کیواسطے نکاح اور ولیمہ میں تغنی کرے مکروہ نہیں تو جواب اسکا یہہ ہے کہ اپنے سنانے اور دفع وحشت کیواسطے تغنی میں فقہا کا اختلاف ہی بعضوں نے کہا کہ مکروہ نہیں مکروہ وہ تغنی ہی جو علی سبیل اللہو ہو بدلیل روایت انس بن مالک کے کہ وہ اپنی بھائی براء ابن مالک رضی اللہ عنہم کے پاس گئے اور وہ زہاد صحابہ میں تھے اور وہ تغنی کرتے تھے اور اسیکو شمس الائمہ سرخسی نے لیا ہی اور بعضے مشائخ نے

تو مباح ہی اور نہین تو غیر مباح ہی ایسا کچھہ علما نے ذکر کیا ہی اور ہم باب الاذان مین ذکر
کر چکے ہین کہ تلحین بدون تغیر مقتضیات حروف کے نہین ہوتی تو یہہ تفصیل بمعنی ہے
انتہی ما فی الفتح ملخصا بتصرف قوله ولا تقبل شهادة من يسمع الغناء او يجلس
مجلس الغناء زاد العينی او مجلس الفجور والشرب وان لم يسكر لان اختلاطه
بهم و تركه الامر بالمعروف يسقط عدالته یعنی اور مقبول نہین گواہی اوس شخص
کی جو راگ سنتا ہی یا راگ کی مجلس مین بیٹھتا ہی عینی نے اتنا زیادہ کہا یا فسق و فجور یا شراب
کی مجلس مین بیٹھتا ہی اگرچہ وہ نشہ نہ پیتا ہو اسواسطے کہ اسکا مختلط ہونا اونکے ساتھہ اور
امر بالمعروف کا ترک کرنا اوسکی عدالت کا مسقط ہی ہم مجلس غنا مین بیٹھنا مسقط عدالت ہے
گو وہ راگ نہ سنے بلکہ ذکر الٰہی مین رہا اور اسیطرح جو راگ سُنے اگر راگ کی مجلس مین نہ
بیٹھتا ہو كذا فی الطحطاوی تمام ہوئی عبارت کتاب غاية الاوطار ترجمہ درمختار کی فقط
اور اسی کتاب کے باب الاذان مین لکھا ہی قوله ولا لحن فيه ای تغنی بغير كلماته فانه
لا يحل فعله وسماعه كالتغنی بالقران یعنی اور اذان مین لحن نہین یعنی
وہ راگنی جو اذان کے کلمات متغیر کردے کہ اوسکا کرنا اور سننا حلال نہین جیسے قرآن
کی تغنی کا فعل اور سماع حلال نہین ہم لحن یہہ ہی کہ حروف کے ادا مین اور اونکی حرکات
و سکنات مین کمی بیشی واقع ہو چنانچہ گانے مین ایسا ہوتا ہی اور خطا اعرابی کو بھی
لحن بولتے ہین قوله وبلا تغير حسن اور خوش آوازی بغیر متغیر کرنے کلمات اور حرکات
و سکنات کے خوب ہی اذان اور قرآن مین ہم یعنی تغنی بلا تغیر خوب ہے اسواسطے کہ تحسین
صوت مطلوب ہے اور تحسین صوت کو تغیر لازم نہین كذا فی البحر انتہی من غاية الاوطار
اور عنایہ مین ہی کہ جاننا چاہیے کہ راگ جو واسطے لہو کے ہو وہ گناہ ہے تمام اوپان مین

اور کہا نہ یا دلت ہین کہ اگر وصیت کی کسی نے ساتھ ایسی چیز کے اور ایسے کام کر
جو معصیت ہو ہمارے نزدیک اور اہل کتاب کے نزدیک اور اسکے منجملہ ذکر کیا ہے
جو واسطے گانیوالون مرد اور گانیوالیون عورات کے ہو خصوصاً کہ ہو راگ عورت کا
پس تحقیق کہ عورت کا صرف آواز بلند کرنا حرام ہے اور پھر خصوصاً کہ ہو بلند کرنا آواز
کا ساتھ راگ کے اور اسی وجہ سے کہ صرف عورت کا آواز بلند کرنا حرام ہی تو اس مقام پر
مقید نکیا اسکو ساتھ لفظ للناس کے جیسا کہ مقید کیا ہی ساتھ اوس لفظ راگ مرد پر
یعنی یون نہ کہا کہ عورت راگ سناوے مرد کو کیونکہ اپنے آپکو بھی اگر سناوے اور
بلند کرے تو بھی منع ہی بخلاف مرد کے کہ اوسکا گانا اپنے سنانے کو اگر خلاف شروط
مذکورہ فی الکتب کے ہو تو منع ہی ورنہ مباح انتہی ما فی العنایہ ملخصاً مع زیادۃ والضیاع
کتاب قاضیخان کے باب الاذان مین ہی ولا باس بالتطریب فی الاذان الخ یعنی
کچھ مضائقہ نہین ساتھ تطریب کے اذان مین اور تطریب خوش آوازی ہی بغیر اسکے کہ کچھ
تغیر ہو اسواسطے کہ تغیر ساتھ لحن کے اور مد اور مثل اسکے کے مکروہ ہی اور اسیطرح سے حکم
ہے قرارت قرآن مجید مین انتہی اور کتاب قاضیخان کے باب الشہادت فصل فیمن
لا یقبل شہادتہ لفسقہ مین ہے وان لعب بشیء من الملاهی الخ یعنی اگر لعب کرے
کوئی شخص ساتھ کسی چیز کے آلات لہو سے اور نہ مشغول کرے اوسکو یہہ فرائض سے مگر یہہ
کہ وہ کام لوگون مین شنیع اور برا ہی مثل مزامیر اور طنبور کے تو باطل نہین کرتا عدالت کو
اور ملاعبت کرنا ساتھ اپنی بی بی کے اور چابک سواری کرنا اور تیراندازی کرنا باطل
نہین کرتا عدالت کو جب تک کہ مانع ہو یہہ فرائض سے اور اگر ہو لعب بالملاہی ایسی کہ مانع فرائض
کے تو نہین مگر یہہ کہ لوگون مین شنیع ہی مثل مزامیر اور طنابیر کے تو اوسکا حکم بھی اسیطرح

اور اگر لوگون مین شیخ خوش صدائی اور ضرب قضیب کے تو نہین باطل کرتا عدالت کو مگر کہ
فاحش ہو یعنی کہ رقص کرنے لگین اوسپر تو اصل مین مذکور ہی کہ نہین مقبول ہی گواہی صاحب
غنا کی کہ جسکے پاس مجمع ہو کیونکہ اسمین اعلان ہی معصیت کا اور اسیطرح وہ شخص جو بیٹھے
مجالس فجور اور شرب مین اگرچہ شرب اور نشہ نکرے انتہی ما فی کتاب قاضیخان اختیار
شرح مختار مین ہی کہ سننا آلات لہو کا گناہ ہی اور بیٹھنا اوسکی مجلس مین فسق ہی اور لذت
پانا ساتھ اوسکے کفر ہی یہہ حدیث نازل ہی بمنزلہ تشدید اور تغلیظ کے اور اگر سنے اوسکو
ناگاہ تو معذور ہی اور واجب ہے کہ کوشش کرے نسننے مین مروی ہی کہ جناب صلی اللہ علیہ
و آلہ و اصحابہ وسلم نے داخل کی تھین انگلیان مبارک اپنی اپنے کانون شریف مین تاکہ
نسنین آواز شبابہ کی اور حسن بن زیاد سے مروی ہی کہ نہین ہی مضائقہ دف بجانے کا
شادی مین تا مشہور ہوا ور اعلان ہو نکاح کا اور پوچھا گیا حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ
سے کہ کیا مکروہ ہی دف بجانا بغیر عرس کے کہ جو بجاوے عورت واسطے بچہ کے تو فرمایا کہ نہین لیکن جسمین
وہ جسمین فحش ہو غنا اور راگ سے تحقیق کہ مین اوسکو مکروہ جانتا ہون اور فرمایا
امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے حق ایسے گھر کا کہ جس سے سنا جاوے آواز مزامیر کا اور باجون
کا یہہ ہی کہ مین گھسون اوسمین اون لوگون پر بغیر اجازت اونکی کے کیونکہ منع کرنا بری بات
سے فرض ہی سو اگر نہ جائز ہوگا داخل ہونا بغیر اجازت کے تو البتہ منع ہو جاوینگے لوگ قائم
کرنے اس فرض کے سے اور اسی کتاب مین اسی قول کے آخر مین ہی کہ مغنی اور قوال اور
نوحہ خوان جو مال شرط کرکے لیوین وہ حرام ہی کیونکہ یہہ اجر لینا ہی معصیت پر و الا مباح
ہی انتہی ما فی اختیار شرح المختار اور فتاوای خیریہ مین کتاب الکراہت و الاستحسان مین
ہے کہ استفتا کیا گیا شہر دمشق سے سماع کا اور وجد کا سماع مین کہ آیا کلام کیا ہی فقہا ر

رحمہم اللہ نے اسمین ایسا کہ پائی جاوے اوس سے رخصت اور اجازت یا کہ نہین تو جواب دیا کہ
تصحیح کی ہی فتاوائی تاتارخانیہ مین نقل کرکے نصاب الاحتساب سے باین لفظ کہ آیا جائز
ہی رقص کرنا سماع مین جواب دیا کہ نہین جائز ہی اور ذکر کیا ذخیرہ مین کہ یہہ کبیرہ ہی اور
جسنے کہ مباح رکھا ہی اسکو مشائخ مین سے تو یہہ لوگ وہ ہین کہ جنکی حرکات مثل حرکات اہل
رعشہ کے ہین یعنی بے اختیاری اور ذکر کیا ہی عیون مین کہ نہین لایق ہی یہہ مشغلہ مشائخ
اور مقتداؤن کے کیونکہ سماع مثل لہو کے ہی اور بہی یہہ مباین اور مغایر ہی حال اہل دین
کے اور اگر کہا جاوے کہ آیا جائز ہی سماع اونکا تو کہا جاوے کہ اگر ہی سماع سماع قرآن مجید اور
مواعظ کا تو جائز بلکہ مستحب ہے اور اگر سماع راگ کا ہی تو حرام ہی کیونکہ راگ گانا اور سننا
حرام ہی اجماع اور اتفاق کیا ہی اسپر علما نے اور نہایت کو پہونچایا ہے اسکو اور جس نے
مباح جانا ہی اسکو مشائخ صوفیہ سے تو اسی کیواسطے ہی کہ خالی ہو لہو سے اور مزین ہو
ساتھہ تقوی کے اور محتاج ہو طرف راگ کے مثل احتیاج مریض کے طرف دوا کے اور راگ
کی بہت شرطین ہین ایک یہہ کہ اونمین امرد بے ریش نہو دوسرے یہہ کہ وہ لوگ نہون مگر
جنس واحد سے کہ کوئی اونمین فاسق اور اہل دنیا اور عورت نہو تیسرے یہہ کہ ہو نیت
قوال کی اخلاص نہ لینا اجرت اور طعام کا چوتھے یہہ کہ نہ جمع ہون واسطے طعام اور
فتوح کے پانچوین یہہ کہ نہ کہڑے ہون مگر مغلوب ہوکر چھٹے یہہ کہ نہ ظاہر کرین وجد کو
مگر راست اور سچ اور کہا ہی بعض نے کہ جہوٹھہ وجد مین بڑھکر ہی غیبت سے جو اتنے اتنے
برس ہو اور حاصل یہہ کہ نہین ہی رخصت باب سماع کی ہمارے زمانہ مین اسواسطے کہ حضرت
جنید رحمہ اللہ نے توبہ کی ہی سماع سے اپنے زمانہ مین اور اسی کتاب مین پہلے اس سے
ہی کہ ذکر کیا ہی حضرت امام محمد رحمہ اللہ نے سیر الکبیر مین حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے

که یهه حضرت گئی اپنے بهائی براء بن مالک رضی الله عنه کے پاس اور حال یهه که وه گا رہے
تھے پس فرمایا اون سے حضرت انس نے که تحقیق بدل ڈالے الله تعالے واسطے تمهارے
وه چیز که بهتر هو اس سے سو کها اونهون نے که کیا ڈرتے هو تم اس سے که مرون مین اپنے
بستر پر اور حال یهه که مارے هین مین نے ننانوے مشرک جنگ مین اور بغیر اسکے که کوئی میرا
اونمین شریک هوا هو مسلمانون مین سے قوله که وه گا رہے تھے یهه ظاهر مین حجت اور
دلیل هے اون لوگون کی که جو کهتے هین که نهین هے مضائقه انسان کو که گاوے اگر خود سنتا
هو اور نفس کو مانوس کرتا هو اور مکروه جب هے که سناوے اور مانوس کرے دوسرے کو اور
بعض کا قول هے که مضائقه نهین اسکا عرس اور ولیمه مین کیا نهین دیکها که مضائقه
نهین هے بجانے دف کا عرس اور ولیمه مین اگرچه هے اسمین ایکطرح کے لهو اور اسواسطے
اسمین مضائقه نهین که بجانے مین اظهار اور اعلان هے نکاح کا اور یهه مامور به هے حسب
شرع کا جیسے که فرمایا جناب علیه وعلی آله واصحابه الصلوة والسلام نے که اعلان کرو
تم نکاح کا اگرچه ساتهه دف کے هو اور اسیطرح هے گانا اور اسی کتاب مین هے منقول
ذخیره سے که بعض کا قول هے که نهین هے مضائقه اسکا عیدون مین مروی هے که حضرت
رسول خدا صلی الله علیه وآله واصحابه وسلم تشریف رکهتے تهے گهر مین روز عید کے
اور دہلیز مین دو چهوکریان تهین که گا رهی تهین ساتهه دف کے پس تشریف لائے
حضرت ابوبکر رضی الله عنه اور کها اونسے که آیا تم گا رهی هو خانه رسالت صلی الله
علیه وآله واصحابه وسلم مین پس فرمایا آپنے که چهوڑ دو انکو اے ابوبکر که تحقیق یهه دن عید
کا هے پهر ذکر کیا محیط سے ایک تفصیل دوسرے کو غنا کے باب مین اور حاصل اوسکا یهه هے که حکم جدا
جدا هے راگ مین اگر واسطے موقوف کرنے وحشت کے هو تو حلال هے اور اگر واسطے لهو محض ان کے

ہو تو نہین اور بعض نے کہا ہے کہ اگر راگ ساتھ شعر کے ہو واسطے سیکھنے فصاحت اور نظم
قوافی کے تو حلال ہے اور اگر واسطے لوگون کے گاتا ہو تو نہین اور بعض نے تفصیل کی ہے ساتھ
مشاہدہ تتبع کے اسمین ظاہر پس حلال ہے والا حرام اور بعض نے تفسیر کی ہے باین قول کہ
اگر داعیہ خیر ہو تو حلال ہے اور داعیہ شر ہو تو حرام اور مشابہ کیا ہے اسکو ساتھ مانگنے
ہو یا بہ کے کہ اگر حاجت ہو اسکی تو حلال والا حرام اور تحقیق کہ تصنیف کی ہین فقہا نے
اسمین تصنیفات بہت اور اسیطرح اہل تصوف نے اور جمع کی ہے عبارت اسمین یہہ کہ کہنا
اوسکو بعض اونکے نے کہ تحقیق سوال کیا گیا سماع کا جو کہ ساتھ براع وغیرہ آلات مطرب
کے ہو کہ آیا حلال ہے یا کہ حرام ہے اور تحقیق کہ حرام کہا ہے اسکو ایسے شخصون نے کہ اون پے
اعتراض نہین ہو سکتا بسبب صدق اور راستی گفتار اونکی کے اور مباح کہا ہے اوسکو
ایسے شخصون نے کہ اونکا انکار نہین ہو سکتا بسبب قوی ہونے حال انکے پس جسنے
کہ پایا اپنے دلمین کچھ انوار معرفت سے تو چاہیے کہ وہ مقدم ہو ورنہ رجوع کرنا طرف اوس
چیز کے کہ منع کیا ہے شرع اطہر نے اوس مین اسلم اور احکم ہے واللہ اعلم سوال کیا گیا
شہر دمشق سے شیخ ابراہیم صمادی سے اس صورت کا کہ جو کچھ کہ عادت پکڑی ہے سادات صوفیہ
نے حلقہا ذکر کے اور جہر کرنا اوسکا مساجد مین ایسی جماعت سے کہ میراث لی ہے اسکی اپنے
باپ اور دادون سے اور پڑھتے ہین قصائد صوفیہ کے جو صادر ہین ارباب معارف
الہیہ سے مثل قصیدہ قادریہ اور سعدیہ اور مثنا وغیرہ وغیرہم ایسون کے کہ مسلم اور مقبول کہا
ہے اونکو فقہا ملت محمدیہ کے نے اور کہتے ہین وہ ارباب حلقہ اور اہل ذکر کے یا شیخ
عبد القادر یا شیخ احمد یا رفاعی شیئاً للہ اور مثل اسکے اور حاصل ہوتا ہے
اونکو درمیان ذکر کے وجد عظیم اور حال وہ کہ بیٹھتے اور اوٹھتے ہین پس بلند کرتے ہین

اپنی آواز ساتھ ذکر کے اور نہین خالی ہوتا ہی یہہ جلسہ حاضر ہونے عوام الناس سے کہ
حاصل ہوتا ہی اونکے ایکسن اور آتے ہین وہ حلقۂ ذکر مین ساتھ نیت صالحہ اور رغبت
واضح کے اور وہان کوئی ایسا شخص ہے کہ اعتراض کرتا ہی اسپر اور کہتا ہی کہ لفظ شیئاً للہ
کا کفر ہے اور قائل ہلاک ہونیوالا ہی اور اسیطرح اشعار خوانی اور بلند کرنا آواز کا
اور رقص کرنا کہ ان سبکو شمار کرتا ہی نہایت نقصان سے اور کہتا ہی کہ تمام اس قسم سے جو
کیا جاتا ہی جائز نہین ہی مذہب امام ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد اور مالک رحمہم اللہ مین
اور وہ شخص منکر ہی کرامات اولیا کا بعد وفات اولیا کے اور برا کہتا ہی اسکے کرنیوالے
کو نہایت برا ساتھ کلمات ناسزا کے پس آیا یہہ اعتراض موافق ہین حکم شرعی کے اور
مطابق ہین ساتھ اوسکے کہ چاہتی ہی اوسکو شان مرعی جواب ساتھ نقل صحیح کے ہو علما
ذوی الالباب سے اور تمکو اجر اور ثواب ہوگا پروردگار رب الارباب سے جواب دیا کہ الحمد للہ
وحدہ اللہم یا من لا ہادی لنا سواک انطقنا بما فیہ رضاک جان پہلے کہ تحقیق
قواعد مشہورہ سے کہ جو کتب ائمہ مقررہ مین مذکور ہین یہہ ہی کہ اعتبار امور کا اونکے مقاصد سے ہی
اور ایک چیز موصوف ہوسکتی ہی ساتھ حل اور حرمت دونون کے باعتبار مقصود کے اور
یہہ ماخوذ ہی اوس حدیث سے کہ روایت کیا ہی اوسکو صحیحین مین کہ انما الاعمال بالنیات
اور مدار اکثر احکام اسلام کا اسپر ہے جیسے کہ نص کی ہی اسپر علما رحمہم اللہ نے پھر جبکہ مقرر
ہوا تیرے نزدیک یہہ اور جان لیا تونے اسکو تو جان بعد اسکے کہ تحقیق ولی خدا شیخ علامہ
امام بحر الفہامہ شیخ جلال الدین محلی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہی شرح جمع الجوامع مین قولہ
کہ اور جانتا ہی کہ تحقیق طریقہ شیخ ابو القاسم حضرت جنید سید الصوفیہ کا از روی علم اور
عمل کے اور صحبت انکی یہہ ایک طریقہ ہی مقوم کیونکہ خالی ہی بدعت سے اور دائر ہی اوپر تسلیم

اور تفویض اور بیزاری کے نفس سے اور انہین کے کلام سے ہی کہ طریق طرف خدا کے بند ہی مخلوق
پر مگر اوپر پیروی کرنیوالون آثار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے اور
کہا کہ دیکھا مینے خواب مین کہ مین کلام کر رہا ہون لوگو نپر یعنی وعظ کہہ رہا ہون پس کھڑا
ہوا ایک فرشتہ اور پوچھا کہ کونسی چیز نزدیک تر ہی اسکے کہ تقرب چاہین ساتھ اوسکے تقرب
چاہنے والے طرف اللہ سبحانہ و تعالے کے تو مینے کہا کہ وہ عمل خفی ہی کہ جو میزان مین وفی ہو پس
اوسنے پیٹھ پھیری اور وہ کہتا تھا کہ کلام موفق ہی قسم خدا کی اور نہین ہی التفات طرف اون
جاہلان صوفیہ کے کہ جو طعن کرتے مین اونپر ساتھ زندقہ کے نزدیک خلیفہ سلطان کے یہانتک
کہ حکم کیا اوسنے انکی گردنین مارنیکا سو پکڑا اونکو مگر جنید کہ بیہ لباس پوش مین فقہ کے اور
فتویٰ دیتے تھے اوپر مذہب ابو ثور رحمہ اللہ اوستاد اپنے کے اور سمجھایا اونکے واسطے
نطع سو بڑہکر آئے پچھلے مین سے شیخ ابو الحسن الثوری نزدیک جلاد کے پس کہا جلادنے کہ تم کیون
بڑہکر پہلے آئے پس کہا اونہونے کہ مین ایثار کرتا ہون اپنے دوستون پر حیات ایک
ساعت کی سو وہ رہ گیا اور پہونچی بیہ خبر خلیفہ کو تو پھیرا اور پہونچایا اون سبکو طرف قاضی
کے پس پوچھے حضرت ثوری سے مسائل فقہیہ کے پس جواب دیا اونہونے اونکا پھر کہا کہ
تحقیق خداوند کریم کے ایسے بندے مین کہ اگر کھڑے ہون تو کھڑے ہون ساتھ اللہ تعالے
کے اور اگر کلام کرین تو کلام کرین ساتھ اللہ تعالے کے آخر کلام تک پس رو کے قاضی
اور پہونچایا انکا قول خلیفہ کو کہ بیہ لوگ اگر زندیق ٹھہرے مین تو تمام روے زمین
پر کوئی شخص مسلمان نہ پایا جاویگا سو چھوڑ دیا خلیفہ نے اون سبکو رحمہم اللہ و نفعنا
بہم بعد اسکے مقتول ہوئے صوفیہ سے حسین حلاج سن تین سو نوین زمانہ خلافت خلیفہ
مذکور مین کہ وہ ابو الفضل جعفر مقتدر باللہ ہی اور شیخ سنادی نے شرح جامع صغیر مین

اس قول کی شرح مین کہاہے کہ فرمایا جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص دوست رکھے کسی
قوم کو تو حشر اور مبعوث کریگا اوسکو اللہ تعالے اوس کے ساتھہ اونکے کہاہی کہ جو کوئی دوست رکھے
اولیاء رحمن کو پس وہ اونکے ساتھہ جنت مین ہوگا اور جو کوئی کہ دوست رکھے گروہ شیطان
کو تو وہ اون کے ساتھہ آگ اور نیران مین ہوگا اور اسمین اشارہ عظیم ہی ایسے شخصونکو
جو دوست رکھتے ہین صوفیہ کو یا مشابہت کرتے ہین ساتھہ اونکے اور یہہ کہ وہ ہوگا بسبب
اونکے سے کام کرنیکے جرءت ہین اور جو کہ مشابہت کرتاہی ساتھہ اونکے تو بجز اسکے نہین
کہ کرتاہی یہہ بسبب دوست رکھنے اسکے اونکو اور محبت اسکی اونسے نہین ہے مگر بباعث آگاہ
ہونے روح اسکی کے اوس چیز سے کہ آگاہ ہی اوس سے روح اونکی اسواسطے کہ محبت خدا تعالے
کی محبت امر اوسکے کی اور محبت اوس چیز کی ہی کہ نزدیک کرے طرف خدا کے اور جس نے کہ قرب
حاصل کیاہی تو اوسنے بجذبہ روح کے کیاہی لیکن مشابہت کرنیوالا باز رہاہی بسبب ظلمت
نفس کے اور صوفیہ نے خالص کیاہی اس سے اوسکو انتہی اور حقیقت اوس چیز کی کہ جسپر صوفیہ
ہین اسکا کوئی منکر نہین مگر ہر شخص جاہل غبی اور یہہ پھر رجوع کرتے ہین طرف حل سوال کے
کہ لیکن حلقہا سے ذکر اور جہر کرنا اونمین اور قصائد خوانی پس تحقیق آیا ہی حدیث مین جو
مقتضی ہی طلب جہر کا مثل اس حدیث کے کہ جو روایت کی ہی بخاری اور مسلم اور ترمذی
اور نسائی اور ابن ماجہ نے کہ وان ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منہ یعنی
حدیث قدسی ہی کہ فرمایا حق تعالے نے کہ بندہ میرا اگر یاد کرتاہی میری مجالس محافل مین برملا
تو مین اوسکی یاد کرتاہون ایسی برملا اور ملاء اعلی مین کہ جو بہتر ہی اوس سے اور روایت
کیاہی امام احمد رحمہ اللہ نے اسکو مثل اسکے ساتھہ اسناد صحیح کے اور زیادہ کیاہی اسکے
آخر مین کہ کہا قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ جناب الہی تعالے مین سرعت بہت ہی اور ذکر

کرنا برا نہین ہوتا مگر جہر سے اور اسیطرح حلقۂ ذکر کے اور طواف کرنا ملائکہ کا اوپر اور ادوں
جو وارد ہوئی ہین احادیث سو سب بجز اسکے نہین کہ ذکر جہر مین ہین اور اس مقام
مین احادیث طلب اخفا مین ہین اور جمع کرنا ان دونون مین یون ہے کہ یہ مختلف ہے
ساتھ اختلاف اشخاص اور احوال کے جیسے کہ جمع کرنا درمیان احادیث طالب قرارۃ
جہر اور طالب اخفا قرارۃ کے اسیطرح ہی اور معارض نہین ہی اسکے یہ حدیث کہ
خیر الذکر الخفی کیونکہ یہ وہان ہے جہان خوف ریا اور نمائش کا یا ایذا نمازیون
کا یا تکلیف سونیوالون کا ہو اور بعض اہل علم نے ذکر کیا ہی کہ جہر افضل ہی جہان کہ خالی ہو
ریا وغیرہ مذکور سے کیونکہ اسمین عمل زیادہ ہی اور اسکا فائدہ متعدی ہی طرف سننے والون
کے اور وہ بیدار کرتا ہی دل ذکر کرنیوالیکو سو جمع ہوتی ہی ہمت طرف فکر کے اور مصروف ہوتی
ہی سمع اور کان اوسکا طرف اوسکے اور جاتی ہی خواب اور زیادہ ہوتی ہی نشاط اور
یہ قول حق سبحانہ وتعالی کا کہ واذکر ربك فی نفسك اسکے جواب دیا گیا ہی کہ یہ
آیہ مکیہ ہی مثل آیہ اسرا کے ولا تجہر بصلوتك ولا تخافت بہا کہ نازل ہوئی ہی اسواسطے
کہ نہ سنین اوسکو مشرک اور نہ گالیان دین اور نہ برا کہین قرآن مجید کو اور اوسکے
نازل کرنیوالے کو پس حکم کیا اسکا واسطے بند کرنے ذریعہ کے جیسے کہ منع کیا گالی دینے
اصنام کو بسبب اسیکے اور یہ موقع اور علت باقی رہی کہ نہین ہین اور بعض اسکے
مالک اور ابن جریر وغیرہما نے حمل کیا ہی آیہ کو اوپر ذکر ایسے کے کہ جو حالت قرارت قرآن
مجید مین ہو بسبب تعظیم اوسکی کے دلیل اسکی متصل ہونا ہی ساتھ آیہ فاذا قرأت
القرآن الخ ہی اور کہا سادات صوفیہ نے کہ امر آیۃ مین خاص ہے جناب نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کو اور سوا آپکے جو کہ محل وسواس و خواطر ردیہ کے ہین وہ مامور

ہین ساتھ جہر کے کیونکہ جہر انکے دفع کرنے مین قوت رکھتا ہی مؤید اسکی حدیث بزازیہ کہ جو کوئی نماز پڑہی تم مین سے رات کو تو چاہی کہ جہر کری اور زور سے پڑہی قرات کو پس تحقیق کہ ملائکہ نماز پڑہتے ہین اسکی نماز پہ اور سنتے ہین پڑہنا اوسکا اور تحقیق کہ مؤمنین جن جو ہوتے ہین ہوا مین اور ہمسایہ اوسکے گہر مین نماز پڑہتے ہین اوسکی نماز پہ اور سنتے ہین اور بہاگتے ہین بسبب زور سے پڑہنے کے اسکے گہر سے اور اون گہرون سے جو گرد اسکے ہین فساق جن اور مردود شیطان اور تفسیر عتد اکی جو معنی تجاوز کے ہی آیہ لا یحب المعتدین مین ساتھ جہر دعا کے مردود ہی اسطرح کہ راجح اسکی تفسیر مین تجاوز کرنا ہی مامور سے یا اختراع کرنا ایسی باتونکا کہ جنکی اصل شرع مین نہین ہی اور توفیق اور تطبیق کرنا درمیان جہر اور اسرار کے ساتھ مثل اوسکے کہ جو مقرر ہی واجب ہی سوال اگر کہے تو کہ تصریح کی ہی فتاوای خانیہ مین یہہ کہ بلند کرنا آواز کا ساتھ ذکر کے حرام ہی بسبب فرمانے جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوس شخص کو کہ بلند کی تہی اوس نے آواز اپنی ساتھ ذکر کے یہہ کہ تو نہین پکارتا بہرے کو اور نہ غائب کو اور بسبب فرمانے کے کہ بہترین ذکر کا خفی ہی کیونکہ یہہ دور ہی ریا سے اور نزدیک ہی طرف خضوع اور حضور کے جواب دیا ہی کہ یہہ محمول ہی اوپر جہر فاش اور مضر کے بزازیہ مین فتاوی سے نقل کیا ہی کہ ذکر کرنا ساتہہ جہر کے مسجد مین منع نہ کیا جاوے بسبب بچنے کے دخول اس قول الہی تعالے سے ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ اور منع کرنا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا یعنی نکالنا مسجد سے اوس جماعت کو کہ جنکو تہلیل کرتے ہوئے اور درود شریف پڑہتے ہوئے سنا تہا زور اور جہر سے خود خلاف ہی تمہارے قول کا کہا کہ کہتا ہون مین کہ خارج کرنا مسجد سے اگر اونکی طرف منسوب ہے حقیقۃً تو جائز ہی کہ ہو بسبب اعتقاد انکے کے اسکو عبادت اور بسبب تعلیم لوگون کے کہ یہہ بدعت ہی اور فعل جائز مین ہو سکتا ہی کہ وہ

ناجائز ہو بسبب کسی غرض کے کہ جو لاحق ہوا ہووے تو اسیطرح غیر جائز مین ہو سکتا ہی
کہ ٹھیرے جائز بسبب کسی غرض کے جیسے کہ ترک کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم نے افضل کو واسطے تعلیم جواز کے پہر کہاکہ وہ جو مروی ہی صحیح مین کہ
فرمایا جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آواز بلند کرنیوالون کو ساتھ تکبیر کے یہہ کہ سہولت
کرو تم اپنے نفسو پر کیونکہ تم نہین پکارتے ہو بہرے کو اور نہ غائب کو تو یہہ محمول ہی اوپر
کہ وہان نہوگی آواز بلند کرنے مین کچہہ مصلحت اسواسطے کہ مروی ہی کہ آپ غزا مین تہے
اور شاید کہ بلند کرنا آواز کا باعث ہوتا کسی بلا کا اور جنگ ایک طرح فریب ہے کہ
الحرب خدعۃ اور بلند کرنا آواز کا ساتہہ ذکر کے سو جائز ہی اہ ملخصا اور سکو مین
علما کو کلام ہی ایسا کہ جسکو مجلد محمل کرے اور منظر اوسکے کہ جو گذرا ہی شروع جواب مین اس
سوال کے محقق ہوا وہ جو صواب ہے تو اسی پر کفایت کرتے ہین واللہ الموفق اور پڑہنا
اشعار کا مسجد مین سو کتاب دلائل الاعجاز شیخ عبد القاہر سنی اشعری مین ہی وہ جو کافی
ہوا ور اگرچہ کچہہ نہو بجز حدیث کعب اور قصیدہ اوسکے کہ جو مشہور ہی اور اشارہ کرنا
جناب آن سرور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا طرف مخلوق کے یہہ کہ سنو اور تہے
جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ ہوتے تہے ساتہہ اصحاب رضی اللہ عنہم کے بجاے مانند
کہ گرداگرد آپکے حلقہ حلقہ بیٹہے تہے سو آپ نظر فرماتے تہے کبہی اُنکی طرف اور کبہی اُنکی
طرف اور اخبار شاہد اسکے بہت ہین اور آثار اسمین مستفیض ہین اور یہہ قول علما
کا کہ شعر ایک کلام ہی کہ حسن اوسکا حسن ہی اور قبیح اوسکا قبیح پس جو کہ جائز ہی نثر
مین وہ جائز ہی نظم مین بہی اور یہہ قول کہ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ تو یہہ ندا
اور مضاف ہی اسکی طرف شیئاً للہ اور یہہ طلب کرنا شی کا ہی بوجہ اکرام الٰہی تعالےٰ کے

سوا اسکے حرام ہونے کا کیا موجب ہے اور اسپر مغرور ہونا نہین چاہیے کہ جو قیدیا الشرائد اور
نظم الفوایدمین ہی کہ جو کوئی کہے شیأ للہ تو بعض نے کفر کہا ہی الخ اسواسطے کہ اسکی کوئی
وجہ نہین ہی اور یہہ کیونکر ہو باوجود اس قول کے کہ نہین خارج کرتا مومن کو ایمان سے
مگر انکار اوس چیز کا کہ جو داخل کرتی ہی اوسکو ایمان مین اور یہہ قول کہ کفر ایک شئے
عظیم ہی پس منسوب بکفر نہ کیا جاوے مسلمان جبکہ اختلاف ہوا اسمین اگرچہ ساتھہ روایت ضعیف
کے ہو اور معاذ اللہ کہ اس لفظ یعنی شیئاً للہ سے کفر پایا جاوے اور حالانکہ کہا ہی شارح
اوسکے نے کہ چاہیے کہ ترجیح دیجاوے اسمین عدم کفر کو اور وجہ بیان کرنا کفر کی اسطرح
پر کہ یہہ طلب کرنا شئے کا ہی واسطے اللہ کے اور وہ تعالے شانہ غنی اور بے پرواہی ہر شئے
سے اور سب محتاج ہین طرف اوسکے تو یہہ ایک ایسی بات ہی کہ کسی ایک کے دل مین خلش
نکرے اسواسطے کہ ذکر جناب باری تعالے بسبب تعظیم کے ہی جیسے کہ اس آیہ مین کہ فان للہ
خمسہ اور مانند اسکے بہت ہین اور لیکن رقص کرنا سو اسمین فقہا کو کلام ہی بعض نے
منع کیا ہی اور بعض نہین منع کرتے جسجگہہ پائی جاوے لذت شہود کی اور غالب ہو اسپر
وجد اور حجت پکڑی ہی اونہون نے ساتھہ واقعہ حضرت جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ
کے کہ جب فرمایا انکو جناب علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیات نے کہ تم مشابہ اور مانند
میرے خَلق اور خُلق کے اور دوسرے لفظ مین ہی کہ جعفر شبیہ تم ہی لوگونکا ساتھہ میرے
از روے خلقت اور خُلق کے سو چلے یہہ یعنی جعفر ایک پانوپر اور ایک روایت مین ہے
کہ رقص کیا انہون نے بسبب لذت پانے کے اس خطاب سے اور نہین انکار کیا انپر
جناب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے انکے رقص کا تو یہہ قصہ اصل اور دلیل
ٹھیرا ہی جواز رقص صوفیہ کرام کا جبکہ پاتے ہین لذت مواجید سے مجالس ذکر اور سماع میں

اور فتاوای تاتارخانی مین ہو وہ جو دلالت کرتا ہی اوپر جواز اسکے کے واسطے مغلوب
ایسی کی کہ اوسکے حرکات مثل صاحب رعشہ کے ہوون اور اسی کے ساتھ فتوی دیا
بلقینی اور برہان الدین ابناسی نے اور مثل اسکے جواب دیا ہی بعض ائمہ حنفیہ اور
مالکیہ نے اور یہہ سب جب ہی کہ خالص ہو نیت اور ہوون صادق وجد مین اور مغلوب
ہوون قیام اور حرکت مین اور شے واحد موصوف ہوتی ہی کبھی ساتھ حلال ہونیکے
اور کبھی ساتھ حرام ہونیکے ساتھ اختلاف نیت اور مرام کے اور ساتھ تقریر کرنے تمام
اوسکے کہ جو کہا ہی دراز ہوتا ہی کلام اور لیکن انکار کرنا کرامات اولیاء کرام کا مطلق پس
جواب اوسکا وہی ہی جو کہا ہی لقانی نے ہدایت المریدین مین کہ جو کوئی کہ تکذیب کرے کرامات
اولیاء کی تو اوسکے ساتھ بحث نہین ہی انتہی اسواسطے کہ وہ جھوٹا ٹھیراتا ہی ایسی چیز کو کہ ثابت
کیا ہی اوسکو سنت نے انتہی اور مسئلہ کرامات اولیا کا کتابون مین مشہور اور مسطور ہی
اور مقرر اور مذکور ہی اور اسیقدر مین کفایت ہی دل لگانیوالے کو یا کان لگانیوالے
حاضر کو پھر دیکھا مینے بعد ایک مدت کے یہہ فتوی دینے سے ایک سوال کو جو پہونچایا گیا
تھا طرف شیخ ابو الفتح محمد بن محمد بن عبد السلام مالکی دمشق کے رہنے والے اور وہان کے
شیخ الاسلام تو اوسمین ایسا کلام ہی کہ نہایت مقصود اور مرام ہی سو میلئے چاہا ذکر کرنا اوسکا
بیان اور صورت اوسکی یہہ ہی استفتا کیا ہی قول سادات علما ائمہ ہدی۔ اور
مصابیح الدجی۔ اید اللہ تعالی بہم الدین وقمع بہم الجہلۃ والمفسدین۔ ونفع لعلومہم المسلمین
کا۔ حق ایسے شخص مین کہ اپنے آپکو گمان کرتا ہی حنفی المذہب ہونیکا حاضر ہوا وہ مجلس حاکم
شرعی مین اور دعوی کیا ایک جماعت صوفیہ پر کہ یہہ ذکر کرتے ہین خدا کا کھڑے ہوئے
اور رقص و غنا کرتے ہین اور کہا کہ یہہ حرام ہی مینے فتوی دیا اسکی حرمت کا اور چاہا حاکم

مشارٌ الیہ سے منع کرنا اونکا اس سے پس جواب دیا جماعت مذکور نے کہ ہم لوگ جماعت صوفیہ
کرام سے ہین اور یہہ اونکے نزدیک جائز ہی تو طلب کیا حاکم موصی الیہ نے اسپر فتوی کسی
ایک کا سادات شافعیہ سے پس حاضر کیا اوسکی مجلس ہین ایک شخص شافعی عالم مفتی کو
اوس نے خبر کیا حاکم کو ساتھہ جواز اسکے کے مذہب شافعی ہین اور کہا کہ مستثنی ہے اس سے
وہ رقص کہ جو مشابہ ہی حرکات مخنثین کے تو وہ حرام ہی اور شعر خوانی جو شامل ہو تنزیہہ
اور تقدیس رب تعالے پر اور مدح رسول صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم پر اور ترغیب
جنت اور تخویف نار پہ اور اوسپر کہ حاصل ہوا وس سے شوق اور مطلوب شرعی تو یہہ
جائز ہی پس جواب دیا اوس شخص مذکور منکر نے یہہ کہ جو یہہ مذکور کیا تم نے باطل ہی اور
کافر ہو گئے تم اس فتوی سے اور طلاق ہو گئی زوجہ تمہاری پس آیا یہہ جو کہا اس منکر
نے صحیح ہی یا باطل اور آیا وہ مصیب ہی اپنے انکار ہین یا مخطی اور کیا مترتب ہوتا ہی اوسپر
اوسکے کافر کہنے ہین اس شخص مفتی شافعی کو احکام شرعیہ ہین اور آیا وہ اپنے اس کہنے اور
انکار سے قادح ہی بہت سے ائمہ دین ہین مثل شافعی اور مالک کے اور مثل انکے کے اور
آیا ہی وہ طعن کرنیوالا سلف صالح کا اور تکفیر کرنیوالا اکثر اونکا جو قائل ہین اسکے جواز کے
متقدمین ہین اور متاخرین سے فقہا اور صوفیہ وغیرہم سے اور آیا ہی واسطے اولی الامر
اور حاکم اور علما رحمہم اللہ اور صلحا کے مناقشہ کرنا اوس منکر کا اوسکے قول اور تفوہ پر
کہ کافر ٹہرایا اوس نے ایک شخص عالم کو اور طلاق بتلائی اوسکی بی بی کو اور ثواب پاوینگے
اسپر ثواب جزیل **جواب** الحمد للہ توفیقا للصواب یہہ جو صادر ہوا ہی اس منکر مذکور مغرور
سے حرام ٹہرانے مباح اور تکفیر اہل علم اور صلاح سے تو امر اور قول ہی شنیع کہ نہ صادر ہو وسا
کسی عاقل سے اور کہنے ہین آوے کسی فاضل سے بسبب خارج ہونے اسکے کے قواعد علمیہ سے

اور نہ ضبط کرنے اسکے کے ضوابط فقہیہ کو کیونکہ شرط ہی انکار منکر مین پہچاننا مذہب منکر
علیہ کا کہ شاید فعل ہو جائز اوسمین تو ہوگا انکار اوسوقت برا اور جاری نہین انکار فروع
اختلافیہ مین باوجود اتحاد مذہبین کے فروع فقہ اور وصل کے اور معرفت تام کے ساتھ
حکم شرعی کے اس جزئیہ مین اور وہ جو مندرج ہی اسکے نیچے قاعدہ کلیہ سے تا کہ ہو منکر بصیرۃ
پیا اور منکر علیہ وجوب امتثال مین وتیرہ پر فرمایا حق تعالے نے قل ھذا سبیلی ادعوا الی اللہ
علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی اور فرمایا ولا تقف ما لیس لک بہ علم الآیہ سوا قدم
نکرے نکیر پر مگر عالم نحریر وسیع الروایت اور اطلاع عارف ساتھ خلاف اور مراتب اجماع
کے خصوصا مسئلہ سماع مین کیونکہ یہہ باریک امر ہی اور اسمین مضطرب ہین اقوال سلف
اور خلف کے یہانتک کہ شمار کیا ہی اسکو بعض علمانے اون مسائل سے کہ ابہی تک صاف
نہین ہوئے باوجود کثرت اور تکرار بحث کے اور بہت علما جہکے ہین طرف عدم ترجیح کے اور
میل کیا ہی طرف توقف کے بغیر تقویت اور تصحیح کے سو کیونکر قطع کیا وے حرمت اور کیونکر
کافر کہا جاوے قائل بالجواز والاباحت کو بلکہ کافر وہ ہی کہ کافر کہے ایسے کو کیونکہ جو کافر کہے
مسلمان کو سو کافر ہی جیسے کہ وارد ہوا ہی اثر مین کہ جو کوئی حرام کہے حلال کو پس تحقیق کہ
واقع ہوا ضلال مین اور مستوجب ہوا عقوبت اور نکال کا اسواسطے کہ قدر مذکور مین
سماع سے ایسی چیز نہین ہی کہ حرام ہو ساتھ نص کے اور اجماع کے اور تحقیق کہ کہا ہی ساتھ
جواز سماع کے صحابہ اور تابعین سے خلق کثیر اور جم غفیر نے کہا اقضی القضاۃ ماوردی
رحمہ اللہ نے کہ اختلاف ہی اہل علم کا غنا اور راگ مین بعض نے مباح کہا ہی اور بعض نے
منع کیا ہی اور امام شافعی اور امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ نے مکروہ کہا ہی قول
صحیح تر مین جو منقول ہی انسے آہ اور کہا ہی صاحب کتاب تشنیف الاسماع فی احکام السماع

ہین کہ نہین وارد ہوئی امام ابوحنیفہ سے غنا مین نص صریح اور بجز اسکے نہین کہ استنباط
کیا ہی بعض اصحاب اونکے نے قول منع کو مفہوم اونکے کلام سے اس قول مین کہ ہو غنا ہو
ولیمہ مین کہ وہان لہو ہو انتہی اور نقل کیا ہی صاحب نہایہ نے شرح ہدایہ مین حنفیہ سے اباحت
غنا کو جبکہ تغنی اسواسطے ہو کہ استفادہ کرے اوس سے نظم قوافی کو اور ہو فصیح زبان کہا
کہ کہا بعض نے اگر ہو غنا واسطے دفع کرنے وحشت کے نفس سے تو لاباس ہہ ہی کہ اسیکو اخذ
کیا ہی شمس الائمہ سرخسی نے اور استدلال کیا ہی اسپر کہ انس بن مالک تغنی کرتے تھے اپنے گھر مین
اور یہہ بطور لہو کے نتھا پھر کہا کہ جو کوئی کہ قائل بکراہت مطلقہ ہی تو محمول کرتا ہی قصہ انس کو
شعر خوانی مباح پر اور جزم اور یقین کیا ہی صاحب بدائع نے حنفیہ سے ساتھ اوسکے کہ جو ذکر کیا ہے
شمس الائمہ نے اور تعلیل اور دلیل کی ہی اسطرح کہ سماع رقیق اور نرم کرتا ہی دلکو اور یہی ہے
ظاہر کلام صاحب ذخیرہ کا حنفیہ سے اور گیا ہی ایک طائفہ شافعیہ اور مالکیہ سے طرف فرق کے
درمیان قلیل اور کثیر کے سو جائز رکہا ہی قلیل کو اور منع کیا ہی کثیر کو جیسے کہ نقل کیا ہی اسکو
رافعی وغیرہ نے اور گیا ہی ایک طائفہ طرف فرق کے درمیان مرد اور عورت کے پس جزم کیا ہے
حرمت کا عورت اجنبی سے اور جاری کیا ہی اختلاف کو اسکے ماسوی مین اور لیکن سماع
سادات صوفیۂ کرام رحمہم اللہ کا سو وہ یکسو ہی اس خلاف سے بلکہ مرفوع ہی درجہ اباحت سے
طرف مرتبہ مستحب کے جیسے کہ تصریح کی ہی اسکی غیر واحد نے محققین سے **سوال** کیا گیا شیخ عز الدین
بن عبد السلام سے اس سماع کا جو کرتے ہین اس زمانہ مین مجالس ذکر مین **جواب** دیا اس
صورت پر کہ سماع ایسی چیز کا کہ جو محرک ہو احوال عمدہ یاد دلانیوالے آخرت کا مندوب ہے اور
کہا قواعد کبری مین کہ نزدیک ذکر سماع کے جو شخص کہ اوسکو ہو امباح ہو مثل عشق اپنی زوجہ
اور چھوکری کے تو سماع اوسکا مضائقہ نہین ہی اور جبکہ کہ ہو امحرم ہو تو سماع اوسکا بھی

حرام ہی اور جو شخص کہے مین اپنے نفس مین کچھہ نہین پاتا اقسام مذکورہ سے تو سماع اوسکا مکروہ ہی اوسکے حق مین حقیقۃً حرام نہین انتہی پس جو کوئی کہ یقین کرے تحریم اور تکفیر کا تو وہ خطاکار ہی اپنے قول مین اور واقع ہوا کفر او ضلال مین اور مستحق ہی عقوبت اور نکال کا سوال کرتے ہین ہم اللہ تعالے سے عصمت اور توفیق کا اور ہدایت کا طرف قوم طریق کے آمین انتہی تمام ہوئی عبارت فتاوای جزیہ کی کتاب درمختار مین حلال جاننے والے رقص کے باب مین باب المرتد مین لکہا ہی ومن یستحل الرقص قالوا بکفرہ - ولا سیما بالدف بلہو ویزمر یعنی حلال جاننے والے رقص کو کافر کہا خصوصا کہ اوسمین دف اور مزامیر ہو لہو سے شامی محشی نے کہا کہ مراد رقص سے یہہ ہی کہ میل کرے اور نیچا اونچا ہو ساتہہ حرکات موزون کے جیسے کہ بعض متصوفہ کرتے ہین اور نقل کیا ہی بزازیہ مین قرطبی سے اجماع اماموںکا حرام ہونے ایسے غنا اور بجانے قصیب اور رقص پر اور کہا کہ مینے دیکہا ہی فتویٰ شیخ الاسلام جلال الدین کرمانی کا کہ حلال جاننے والا ایسے رقص کا کافر ہی اور نور العین مین تمہید سے نقل کیا ہی کہ وہ فاسق ہی کافر نہین ہی پہر کہا کہ ایسی تحقیق کہ جس سے نزاع قطع ہو معاملہ سماع اور رقص مین تفصیل چاہتا ہی جو عوارف اور احیا مین مذکور ہی اور خلاصہ جواب علامہ ابن کمال پاشا کا یہہ ہی شعر

ما فی التواجد ان حققت من حرج	ولا التمائل ان اخلصت من باس
فقمت تسعی علی رجل وحق لمن	دعاہ مولاہ ان یسعی علی الراس

کہ رخصت ہی اوسمین کہ جو مذکور ہوا ہی اوضاع سے وقت اذکار اور سماع کیواسطے ایسی عارفون کے کہ جو صرف کرتے ہین اپنی اوقات حسن اعمال مین اور واسطے ایسے سالکون کے کہ جو مالک ہین ضبط کرنے اپنے نفس کے قبایح اور برائی سے اور وہ ایسے لوگ نہین سنتے مگر خدا

اور نہین دیکھتے مگر خدا کو وہ لوگ حالت ذکر مین نوحہ کرتے ہین اور وقت شکر کے جہر کرتے ہین
اور ہنگام وجد کے چیختے ہین اور جب مشاہدہ کرتے ہین تو راحت اور آرام پاتے ہین اور سیر
کرتے ہین تو اوسکی بارگاہ قرب مین سیر کرتے ہین جبکہ غالب ہوتا ہی انپر وجد اوسکے غلبات
مین اور پیتے ہین اوسکے مورد ارادت سے تو بعض پر طاری ہوتے ہین طوارق ہیبت
کے تو وہ گر پڑتا ہی اور گھل جاتا ہی اور بعض پر چمکتے ہین برق لطف کے تو وہ حرکت کرتا ہی
اور خوش ہوتا ہی اور بعض پر طالع ہوتا ہی جب مطلع قرب سے تو وہ حالت سکر مین غائب ہوتا
ہی یہ کچھ نیچے ظاہر ہوا تھا جواب واللہ اعلم بالصواب شعر

ومن لم یجد وجدا اصیحا	فلم یحتج الی قول المغنی
له من ذاته طرب قدیم	وسکر دائم من غیر دن

انتہی من الشامیہ ۵

باب چوتھا تحقیقات کے بیان مین کہ حضرت صوفیہ کرام نے معاملہ سماع مین تحریر کی ہے

عبارت کتاب مذاق العارفین ترجمہ احیاء العلوم کی آٹھوان باب سماع یعنی راگ اور وجد کے
آداب مین رباعی

اسرار دلی راگ سے ہوتے ہین عیان	ہے راگ غذاے روح ہر یک انسان
شرطون کے موافق نہو گر تو اوس سے	حاصل ہی ہوتا ہی نفاق و عصیان

واضح ہو کہ جیسے لوہے اور پتھر مین آگ مخفی رہتی ہی یا جیسے پانی کہ نیچے مٹی کے ہی اسیطرح
دلون اور باطن کے جواہر پوشیدہ ہین دلون مین اور اونکے اظہار کی تدبیر راگ سے
بہتر کوئی نہین دلون کیطرف راستہ بجز کان کے معدوم ہی نغمات موزون اور لذیذ اونکو

باب

اندر کے راز ظاہر کرتے ہین خواہ برے ہون یا بھلے کیونکہ دل کا حال بھرے برتن کا سا ہے کہ جب چھلکایئے تو وہی نکلیگا جو اوسمین بھرا ہے اسیطرح راگ بھی دلون کے حق مین سچی کسوٹی ہے جب اوس سے دلونکو حرکت ہوگی تو اوس سے وہی باتین ظاہر ہونگی جو اونپر غالب ہین اور از انجا کہ دل بالطبع راگ کے مطیع ہین یہانتک کہ اوسکے سبب سے اپنی برائی بھلائی سب ظاہر کر دیتے ہین تو ضرور ہوا کہ سماع اور وجد کو مشرح ذکر کیا جاے اور ان دونون کے فوائد اور آفات اور آداب و مہمات اور علما کا اختلاف اسباب مین کہ یہ ممنوع ہین یا مباح بتفصیل بیان ہو اور ہم ان امور کو دو فصلون مین ذکر کرتے ہین

فصل پہلی راگ کے مباح ہونے مین علما کے اختلاف کا ذکر

اور جو بات کہ اس باب مین حق ہے اوسمین چار بیان ہین واضح ہو کہ اول راگ ہوتا ہے اور اوس سے دلپر ایک حالت ہوتی ہے جسکو وجد کہتے ہین اور وجد کے سبب سے اعضا کو حرکت ہوتی ہے وہ اگر غیر موزون ہوتی ہے تو اسکو اضطراب کہتے ہین اور اگر موزون ہوتی ہے تو تال اور ناچ نام ہوتا ہے اب ہم اول راگ کا حکم لکھتے ہین اور جتنے اقوال مختلف اسباب مین ہین اونکو نقل کرتے ہین پھر راگ کی اباحت کا ذکر کرینگے اور سب سے آخر مین اون لوگون کی حجت کا جواب دینگے جو اوسکی حرمت کے قائل ہین ؛

پہلا بیان علما اور صوفیہ کے اقوال راگ کی حلت و حرمت مین

قاضی ابو طیب طبری نے امام شافعی اور امام مالک اور امام اعظم اور سفیان ثوری رحمہم اللہ اور دوسرے بہت علما سے ایسے الفاظ نقل کئے ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ سب راگ کی حرمت

قائل تھے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کتاب آداب القضا مین فرمایا ہے کہ گانا ایک برا کھیل ہے
باطل کی طرح کا جو شخص اوسکا مرتکب زیادہ ہو وہ بیوقوف ہے اوسکی گواہی نہ مانی جاوے اور
قاضی ابوطیب نے فرمایا ہے کہ اصحاب شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ایسی عورت سے سننا جو مرد
کی محرم نہو کسی حال مین درست نہین خواہ وہ کھلی ہو یا پردہ کی آڑ مین اور آزاد ہو یا
لونڈی اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جب لونڈی کا مالک لوگون کو
اوسکے گیت سننے کے لیے جمع کرے تو وہ سفلہ ہے اوسکی گواہی نہ مانی جاویگی اور یہہ بھی اونہین
سے منقول ہے کہ آپ لکڑی وغیرہ سے گت لگانی بری جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہہ
زندیقون کی ایجاد کی ہوئی ہے تاکہ اسکے باعث قرآن سے غافل ہوجائین اور امام
شافعی یہہ بھی فرماتے ہین کہ نرد سے کھیلنا زیادہ مکروہ ہے بہ نسبت ملاہی کے دوسری
چیز سے کھیلنے کے چنانچہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے اور مین شطرنج کھیلنا پسند نہین کرتا
اور جن چیزون سے لوگ کھیلتے ہین مین سبکو مکروہ جانتا ہون کیونکہ کھیلنا دین اور مروت
والونکا کام نہین اور امام مالک رحمہ اللہ نے راگ سے منع فرمایا اور فتوی دیا کہ جب
کوئی لونڈی خریدے اور معلوم ہو کہ یہہ گانیوالی ہے تو مشتری کو جائز ہے کہ اوسکو واپس
کردے اور یہی مذہب تمام اہل مدینہ منورہ کا ہے بجز ایک شخص تنہا ابراہیم بن سعد کے
اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ان ملاہی کو سبکو برا جانتے تھے اور راگ سننے کو گناہ فرماتے
تھے اور یہی حال تمام اہل کوفہ سفیان ثوری اور حماد اور ابراہیم اور شعبی وغیرہم کا
ہے یہہ سب اقوال ابوطیب طبری نے نقل کیے ہین اور ابوطالب مکی رحمہ اللہ نے بہت
لوگون سے اباحت راگ کی نقل کی ہے اور فرمایا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مین سے عبداللہ
بن جعفر اور ابن زبیر اور مغیرہ بن شعبہ اور معاویہ رضی اللہ عنہم وغیرہم نے سنا ہے

اور بہت سے سلف صالحین صحابہ وتابعین نے اوسکو سنا ہی اور یہہ بھی ذکر کیا ہی کہ ہمارے
نزدیک مکہ کے اندر ہمیشہ حجاز والے برس کے افضل دنون مین سماع سنتے چلے آئے ہین اور وہ
ایسے چند روز ہین جنہین اللہ تعالے نے اپنے بندون کو ذکر کا حکم فرمایا ہی جیسے ایام تشریق
ہین اور مکہ معظمہ والون کیطرح مدینۂ مطہرہ والے ہمیشہ راگ سنتے رہے ہمارے اس زمانہ
تک چنانچہ ہمنے ابو مروان قاضی کو دیکھا کہ اونکے پاس چند لونڈیان گانیوالی تہین
جنکو صوفیون کے لئے رکھہ چھوڑا تھا وہ لوگون کو راگ سنایا کرتی تہین اور حضرت عطا
رحمہ اللہ کے پاس دو لونڈیان گانیوالی تہین اونکے دوست اونکا راگ سنا کرتے تہے اور
یہہ بہی ابو طالب کا قول ہی کہ ابو الحسن بن سالم رحمہ اللہ سے کسی نے پوچہا کہ تم راگ کا کیسے
انکار کرتے ہو حالانکہ حضرات جنید اور سری سقطی اور ذو النون رحمہم اللہ راگ سنا
کرتے تہے اونہون نے کہا کہ مین اوسکو کیسے انکار کرون کہ مجہہ سے بہتر شخصون نے اوسکو
جائز رکہا ہی اور سنا ہی چنانچہ عبد اللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ سنا کرتے تہے اور
صرف انکار لہو اور لعب کا راگ مین کیا کرتے تہے اور یحیی بن معاذ رحمہ اللہ سے مروی
ہی کہ اونہون نے فرمایا کہ تین چیزین ہم سے جاتی رہین اور اب وہ ہمکو ہمیشہ کم ہی ہوتی نظر
آتی ہین اول خوبصورت ہونا مع محفوظ رہنے کے دوسرے خوبی گفتار مع دیانت کے سوم
بہائی بندی وفا کے ساتہہ اور ہمنے یہی قول بعینہ بعض کتابون مین حارث محاسبی رحمہ اللہ
سے منقول دیکہا ہی اور اوس سے معلوم ہوا کہ حارث محاسبی باوجود اپنے زہد اور حفاظت
کے اور دین مین جد وجہد وآمادگی کے راگ کو جائز جانتے تہے اور ابن مجاہد رحمہ اللہ
کا دستور تہا کہ دعوت جب ہی منظور کرتے تہے کہ اوسمین راگ بہی ہو اور کسی بزرگ سے
منقول ہی کہ ایکبار ہم ایک دعوت مین گئے جسمین ابو القاسم منیع کے نواسے اور ابو بکر

بن ابو داؤد اور ابن مجاہد اور دوسرے انکے ہمسر رحمہم اللہ جسے آتے ہیں راگ موجود ہوا ابن مجاہد نے منیع کے نواسے کو ترغیب شروع کی کہ ابن ابی داؤد کو راگ سننے کو کہو ابن ابی داؤد نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے نقل کی ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ راگ کو برا جانتے تھے اور میرا باپ بھی اوسکو برا سمجھتا تھا اور میں اپنے باپ ہی کے مذہب پر ہوں اور ابو القاسم نے کہا کہ میرے نانا احمد بن منیع نے مجھ سے بیان کیا صالح بن احمد سے کہ اونکا باپ ابن خبازہ کا قول سنا کرتا تھا ابن مجاہد نے ابن ابی داؤد سے کہا کہ تم اپنے باپ کے قول سے مجھکو معاف کرو اور ابو القاسم سے کہا کہ تم اپنے نانا کے قول سے مجھکو معاف رکھو پھر ابو بکر کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ اگر کوئی ایک شعر پڑہے تو کیا وہ تمہارے نزدیک حرام ہے ابن ابی داؤد نے کہا کہ نہیں پھر پوچھا کہ اگر وہ شخص پڑھنے والا خوش آواز ہو تو اوسپر شعر پڑہنا حرام ہو جائیگا اونہوں نے کہا کہ نہیں پھر پوچھا کہ اگر شعر کو ایسی طرح پڑہے کہ جو ممدود حرف تھا وہ مقصور ہو جاوے اور مقصور ممدود تو کیا اوسپر حرام ہوگا ابو بکر نے کہا کہ میں ایک شیطان پر تو غالب ہی نہیں آیا اب دو پر کیسے غالب ہوں اور ابو نجم عسقلانی اسود جو اولیا میں سے تھے راگ سنتے تھے اور بیہوش ہو جاتے تھے اور سماع کے باب میں ایک کتاب لکھی ہے اوس میں منکروں پر رد کیا ہے اور بہت سے لوگوں نے منکروں کے اقوال کے رد میں کتابیں لکھی ہیں اور کسی بزرگ سے منقول ہے کہ میں نے خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا اور اونسے عرض کیا کہ آپ اس راگ کے باب میں کیا فرماتے ہیں جسمیں ہمارے اصحاب اختلاف کرتے ہیں اونہوں نے فرمایا کہ وہ بے کدورت اور صاف ہے کہ بجز عالموں کے قدم کے اوسپر کوئی نہیں جمتا اور ممشاد دینوری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو خواب مین دیکھا اور عرض کیا کہ اس راگ مین سے آپ کچھ برا جانتے ہین آپنے ارشاد فرمایا کہ مین اوسمین سے کچھ برا نہین جانتا مگر اون سے کہدینا کہ اوس سے پیشتر قرآن پڑھا کرین اور ختم کے بعد قرآن ہی پر تمام کیا کرین اور طاہر بن بلال ہمدانی وراق جو علما مین سے تھے کہتے ہین کہ مین مسجد جامع جدہ مین سمندر کے کنارہ پر معتکف تھا کہ ایک روز ایک جماعت کو دیکھا کہ مسجد کے ایک گوشہ مین کچھ گا رہے ہین اور سنتے ہین مینے دل مین برا جانا اور کہا کہ خدا تعالے کے گھر مین شعر پڑھتے ہین پس اوسی رات مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ اوسی گوشہ مین بیٹھے ہین اور آپکی برابر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہین اور حضرت صدیق اکبر کچھ شعر پڑھتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سنتے ہین اور وجد کی سی حالت مین ہو کر اپنا دست مبارک سینہ شریف پر رکھتے ہین مینے اپنے دل مین کہا کہ مجھکو نہین مناسب تھا کہ جو لوگ اشعار سن رہے تھے اونکو برا جانون یہان تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سنتے ہین اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سنا رہے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ هذا حق بحق یا یون فرمایا کہ حق من حق مجھکو صحیح یاد نہین رہا کہ کونسا لفظ تھا اور حضرت جنید رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس جماعت پر تین جگہون مین رحمت اوترتی ہے ایک کھانے کے وقت اسلئے کہ بدون فاقہ کے یہ لوگ نہین کھایا کرتے دوسرے باہم ذکر کرنیکے وقت کیونکہ بجز صدیقون کے مقامون کے اور کسی چیز کا ذکر نہین کرتے تیسرے راگ سننے کیوقت اسوجہ سے کہ اوسکو وجد کے ساتھ سنتے ہین اور حق کے سامنے ہوتے ہین اور ابن جریج سے منقول ہے کہ وہ راگ سننے کی اجازت دیا کرتے تھے کسی نے اونسے پوچھا کہ قیامت کے روز راگ آپکے حسنات مین ہوگا یا منجملہ سیئات کے فرمایا کہ نہ حسنات مین ہوگا اور نہ سیئات مین اسلئے کہ

لغو کے مشابہ ہی اور اللہ تعالے فرماتا ہی لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم یہہ اقوال گر راگ کے باب مین منقول ہین اور جو شخص تقلید مین حق کا طالب ہوتا ہی جب وہ سب اقوال کو دیکھتا ہی تو بعض اوقات ایک دوسرے کے معارض پاکر حیران رہجاتا ہی یا جدہر کو رغبت طبع کے دیکھی اوسطرف مائل ہو جاتا ہی اور یہہ امر نقصان مین داخل ہی بلکہ چاہیئے کہ حق کو حق کے طور پر طلب کرے یعنی جتنی باتین اوسمین ممنوع یا مباح معلوم ہوون ہر ایک کا حال دریافت کرے تاکہ انجام کو امر حق واضح ہو جاوے جیسا کہ ہم ذکر کرتے ہین ۞

بیان دوسرا سماع کے مباح ہونیکی دلیل مین

جاننا چاہیئے کہ جو شخص راگ کو حرام کہتے ہین اوسکے یہہ معنی ہین کہ خدا تعالے اوسپر عذاب کریگا اور یہہ بات ایسی نہین کہ صرف عقل سے معلوم ہو جاوے بلکہ اسکے لئے دلیل نقلی چاہیئے اور شرعیات منحصر ہی نص مین اور قیاس مین جو منصوص چیز پر کیا جاوے اور نص سے ہماری غرض وہ بات ہی جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قول یا فعل سے ظاہر فرمایا ہو اور قیاس سے وہ معنی مراد ہین جو آپکے الفاظ اور افعال سے سمجہہ مین آتے ہوون پس اگر کسی چیز مین نہ نص ہو نہ قیاس راست آتا ہو تو اوس چیز کی حرمت کا قول باطل ہی بلکہ وہ چیز دوسری مباحات کیطرح متصور ہو گی کہ اوسکے فعل مین کچہہ حرج نہین اب راگ کو جو ہم دیکھتے ہین تو اوسکی حرمت پر نہ کوئی نص دلالت کرتی ہی اور نہ قیاس چنانچہ یہہ امر بیان چہارم سے پایہ وضوح کو پہونچیگا جسمین ہم نے قائلین حرمت کی دلیلون کا جواب لکھا ہی اور جب اونکی دلیلونکا جواب پورا ہو جائیگا تو اباحت کے لیے یہہ طریق کافی ہو گا مگر یہان دوسرا طریق ہم بیان کرتے ہین اور کہتے ہین کہ نص اور قیاس دونون راگ کے مباح ہونے پر دلالت کرتے ہین قیاس

تو اسطرح ہی کہ راگ مین کئی باتین مجتمع ہین تو چاہیئے کہ اول اون باتون کو جدا جدا دیکھین پھر مجموعہ پر لحاظ کرین یعنی راگ کیا ہی کہ سننا آواز موزون اور خوش کا جسکے معنی سمجھ مین آدین اور دلکو حرکت دین تو اس تعریف مین وصف عام آواز خوش ہی پھر اوسکی بھی دو قسمین ہین ایک موزون اور ایک غیر موزون اور موزون بھی دو قسم ہی ایک وہ کہ سمجھ مین آوے جیسے اشعار ہوتے ہین اور ایک وہ کہ سمجھ مین نہ آوے جیسے جمادات اور حیوانات کی آوازین ہین پھر خوش آوازون کا سننا باعتبار اچھا ہونیکے ایسی چیز نہین کہ حرام ہو بلکہ نص اور قیاس کی رو سے حلال ہی قیاس تو یہہ ہی کہ اوسکا مآل یہہ ہی کہ حاسۂ سمع اپنی مخصوص چیز سے لذت پاتا ہی اور انسان کے لئے ایک عقل اور پانچ حواس ہین اور ہر حاسہ کا ایک ادراک ہی اور جو چیزین اوس سے مدرک ہوتی ہین اونمین سے بعض تو اوسکو اچھی علوم ہوتی ہین اور بعض بری مثلاً آنکھ کو سبزہ اور جاری پانی اور اچھا چہرہ اور تمام خوبصورت رنگونکے دیکھنے سے لذت ہوتی ہی اور میلے رنگون اور بری صورتون وغیرہ دیکھنے کو برا جانتی ہی اور سونگھنے کے حاسہ کو خوشبوؤن سے لذت اور بدبوؤن سے نفرت ہی اور ذائقہ کو لذیذ چیزین روغنی اور شیرین اور کھٹی اور چٹپٹی اچھی علوم ہوتی ہین اور تلخ اور بدمزہ کسیلی اور پھیکی بری معلوم ہوتی ہین اور حاسۂ لمس کو نرمی اور چکناہٹ اور برابری اچھی معلوم ہوتی ہی اور کھردراپن اور اونچا نیچا برا معلوم ہوتا ہی اور عقل کو علم اور معرفت سے لذت ہی اور جہالت اور بلادت سے نفرت اور یہی حال اون اشیا کا ہی جو حاسۂ سمع سے معلوم ہون کہ بعض لذیذ ہونگی جیسے بلبلونکا چہچہا اور عمدہ باجون کی آواز اور بعض کریہہ ہونگی جیسے گدہے کی آواز تو اس حاسہ کی لذت کو اور حاسون کی لذت پر قیاس کرنا نہایت ظاہر ہی اور نص سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ سننا آواز خوش کا مباح ہی کیونکہ اللہ تعالے نے اپنے بندونپر آواز خوش سے احسان

جتایا ہو چنانچہ ارشاد فرمایا یَزِیدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَاءُ کہتے ہیں کہ اس سے مراد آواز خوش ہی اور حدیث میں ہی مابعث اللہ نبیا الاحسن الصوت اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص قرآن کو آواز خوش سے پڑہی اللہ تعالے اوسکی تلاوت کو زیادہ سنتا ہی بہ نسبت گانیوالی لونڈی کے جیسے مالک اپنی لونڈی کے راگ کو اور ایک حدیث میں حضرت داؤد علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح کے طور پر ارشاد ہی کہ وہ اپنے نفس پر نوحہ کرتے اور زبور کی تلاوت میں خوش آواز تھے یہانتک کہ اونکی آواز سننے کو انسان اور جن اور وحشی اور پرند جمع ہوا کرتے تھے اور آپکی مجلس سے چارسو کے قریب جنازہ اوٹھا کرتے تھے کئی وقتوں میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی تعریف میں فرمایا لقد اعطی مزامیر آل داؤد اور اللہ تعالے کا ارشاد ان انکر الاصوات لصوت الحمیر اپنے مفہوم سے آواز خوش کی مدح پر دلالت کرتا ہی اور اگر کوئی یہہ کہے کہ آواز خوش مباح اس شرط سے ہی کہ قرآن کی تلاوت میں ہو تو اوسکو یہہ کہنا بھی ضرور ہوگا کہ آواز بلبل کا سننا حرام ہے کیونکہ وہ بھی قرآن خوانی نہیں اور اگر صوت بلبل بیمعنی کا سننا درست ہی تو جس آواز خوش میں حکمت اور معنی صحیح پائے جاویں اوسکا سننا کیوں ناجائز ہوگا اور ظاہر ہی کہ بعض اشعار سراسر حکمت ہوتے ہیں یہہ بحث تو خوش آوازی میں ہوئی اب دوسری بات کی بحث کرتے ہیں یعنی خوش آوازی کے ساتھہ موزونی بھی ہو کہ وزن اور چیز ہے اور حسن اور چیز اکثر ایسا ہوتا ہی کہ آواز اچھی ہوتی ہی مگر وزن نہیں ہوتا اور بعض اوقات موزون ہوتی ہی اچھی نہیں ہوتی اور موزون آوازیں بلحاظ اپنے مخارج کے تین ہیں ایک وہ کہ جمادسے نکلیں جیسے مزامیر اور تاروں کی آوازیں اور لکڑی کی گت اور ڈہولکی کی آوازہی دوسری وہ کہ انسان کے گلے سے نکلیں تیسری وہ کہ حیوان کے گلے سے نکلیں

جیسے بلبلون اور قمریون اور دوسرے جانورون خوش الحان سجع والون کی آواز کا اس
قسم کی آوازین اچھی بھی ہوتی ہین اور موزون بھی اور انکا آغاز و انجام متناسب
ہوتا ہی اور اسی جہت سے انکا سننا اچھا معلوم ہوتا ہی اور آوازون مین اصل حیوانات
کے گلے ہین کہ مزامیر کو انہین کے مشابہ بنالیا ہی تاکہ صنعت خلقت کے مشابہ ہوجاوے
اور جتنی چیزین کہ کاریگرون نے ایجاد کی ہین کوئی ایسی نہین جسکی مثال خدا تعالے کی
مخلوق مین نہو اصل مبدا فیاض نے اوسکو اختراع فرمایا پھر اوس سے کاریگرون نے سیکھکر
خالق کا اقتدا کیا اور اسکی شرح طول چاہتی ہی حاصل یہہ کہ ان آوازون کا سننا حرام نہین
ہوسکتا اس وجہ سے کہ اچھی ہین یا موزون ہین کیونکہ کسیکا مذہب یہہ نہین کہ بلبل کی آواز
سننا حرام ہی یا کسی اور پرند کی اور سب پرندون کے گلے یکسان ہین ایک کی حرام ہو
اور دوسرے کی نہو یہہ ہو نہین سکتا اور نہ جماد اور حیوان مین کچھ فرق ہی کہ حیوان کی
آواز تو درست ہو اور جماد کی نادرست تو چاہیے کہ جتنی آوازین تمام اجسام سے آدمی
کے اختیار سے نکلتی ہین اونکو بلبل کی آواز پر قیاس کیا جاے مثلاً جو آدمی کے حلق سے
نکلے یا لکڑی سے گت لگادے یا ڈہول کی اور دف وغیرہ بجاوے سب جائز ہووین اور
انمین سے اونکا استثنا کیا جاوے جنکو شرع نے منع کیا ہی یعنی آلات لہو اور تار کے باجے اور
انکی حرمت لذت کے باعث نہین اسلیے کہ اگر لذت کیوجہ سے یہہ چیزین حرام ہوتین تو
جن چیزون سے آدمی لذت پاتا ہی سب حرام ہوتین بلکہ انکی حرمت کی یہہ وجہ ہی کہ لوگونکو
شراب کی حرص زیادہ تھی اسلیے اوسکی حرمت اس درجہ کو سخت ہوئی کہ ابتدا مین مٹکون کے
توڑنے کا حکم ہوا اور اوسی کی حرمت کے لحاظ سے جو باتین کہ میخوارون کے شعار ہوتے تھین
مثل مزامیر وغیرہ کے وہ بھی حرام ہوئین کہ یہہ چیزین اوسکی توابع ہین جیسے اجنبی عورت

کے ساتھ خلوت حرام ہی اسوجہ سے کہ وہ مقدمہ ہی جماع کا یا جیسے ران کا دیکھنا حرام ہوا کیونکہ پیشاب
و پاخانہ کے مقام سے ملحق ہی اور شراب بمقدار قلیل حرام ہوئی گو نشہ نکرے اسلیے کہ تہوڑے کی
عادی ہونا بہت کی نوبت پہونچائیگا اور جتنی چیزین حرام ہین اونکے لیے ایک حد اور احاطہ
اونکے متصل ہی کہ حرمت اوس تک موجود ہی تاکہ حرام کی آڑ اور مانع اوسکے آس پاس ہے
جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ہر بادشاہ کا ایک رمنہ ہوتا ہی اور
اللہ تعالے کا رمنہ اوسکے محرمات ہین غرضکہ مزامیر وغیرہ کی حرمت شراب کی تبعیت کی وجہ سے
ہوئی ہی اور اسکے تین سبب ہین اول یہہ کہ یہہ چیزین مے نوشی کیطرف بلاتے ہین کیونکہ
جو لذت انسے حاصل ہوتی ہی وہ شراب ہی سے کامل ہوتی ہی اور اسی سبب سے تہوڑی سی شراب
حرام ہوئی کہ بہت کیطرف داعی ہوتی ہی دوسرا سبب یہہ ہے کہ جسکو شراب چہوڑے تہوڑے دن
ہوئے ہون اوسکو یہہ آلات وہی شراب کے جلسے یاد دلواتے ہین تو یہہ یاد کا سبب پڑتے ہین
اور یاد سے شوق اوبہرتا ہی اور شوق جب زیادہ اوبہرتا ہی تو وہ فعل پر جرأت کا سبب
ہوتا ہی اور اسی علت کے باعث ابتدا مین دبا اور حنتم اور مزفت اور نقیر کہ خاص شراب ہی
کے برتن ہوتے تھے ممنوع الاستعمال ہوئے کیونکہ اون برتنون کے دیکھنے سے شراب یاد آتی تھی
اور یہہ علت پہلی علت سے جدا ہی کیونکہ پہلی مین تذکر لذت معتبر نتہا اور یہان معتبر ہی پس اگر
راگ ایسی طرح ہو کہ جو شخص میخواری کے ساتھ سننے کا عادی ہو اوسکو میخواری یاد دلائے
تو وہ شخص راگ سے اسیوجہ سے منع کیا جاویگا تیسرا سبب یہہ ہی کہ ان آلات پر اجتماع کرنا اہل فسق
کی عادت ہی تو اونکی مشابہت سے منع کیا گیا کیونکہ جو شخص کسی قوم کی مشابہت کرتا ہی وہ اونہین مین
سے ہوتا ہی اور اس علت کے سبب سے ہم کہتے ہین کہ اگر کسی سنت کو اہل بدعت نے اپنا شعار کر لیا ہو
تو اونکی مشابہت کے خوف سے اوس سنت کا ترک کرنا جائز ہی اور اسی علت کیوجہ سے ڈور وبجانا

حرام ہے کہ اسکو ہند رو اسلے بجاتے ہین اور سابق مین بجر سے بجایا کرتے تھے اگر
اسمین مشابہت نہوتی تو یہہ بہی مثل حج کے یا جہاد کے ڈہول کے ہوتا اور اسی علت سے یہہ
متفرع ہے کہ اگر کچھ لوگ ایک مجلس مزین کرین اور اوسمین آلات مے نوشی اور پیالہ شراب کے
جمع کرین اور اونمین سکنجبین ڈالدین اور ایک ساقی مقرر کرین کہ وہ اونکو بہر بہر پیالے دے اور
ساقی سے لیکر پیتے جاوین اور اپنی بولیان معمولی شراب نوشی کی بولتے جاوین تو یہہ
فعل حرام ہوگا اگرچہ سکنجبین کا پینا مباح ہے مگر چونکہ اہل فساد کی صورت پر اوسکو پیا اسلئے
پینا حرام ہوا اور اسیوجہ سے قبا پہننے اور سر کے بالون کے پٹے رکہانے سے اون تینون
مین منع کیا جائے جہان یہہ طور اہل فساد کا ہو اور ماوراءالنہر کے شہرون مین چونکہ یہہ
طور اہل صلاح کا ہے منع کرنا نچاہیے حاصل یہہ ہے کہ انہین تینون علتون کے سبب سے مزامیر
عراقی اور تارون کے باجے مثل عود اور چنگ اور رباب اور سارنگی وغیرہ کے حرام ہوئے
اور انکے سوا اور باجے اپنی اصل پر قیاس کئے گئے جیسے شاہین چرواہون اور حاجیون
کے اور شاہین ڈہول والون کے اور نقارہ اور جن آلات مین سے اچہی آواز موزون
نکلتی ہے اور مے نوشون کی عادت اونکے بجانے کی نہین وہ سب اسلئے مباح ہوئے کہ نہ
شراب سے متعلق ہین اور نہ اوسکی یاد دلاتے ہین اور نہ شائق مے نوشی کرتے ہین اور نہ
موجب مشابہت اوس فرقہ کے ہین اسلئے اصل اباحت پر مثل پرندون کی آواز کے باقی
رہے بلکہ ہم کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص تارون کے باجے کو ناموزون بجائے کہ اوس سے لذت
بہی نہو تب بہی وہ حرام ہے اور اس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ اونکی حرمت مین علت صرف لذت
نہین اور نہ طیب ہونا بلکہ قیاس کی رو سے تو سب طیبات حلال ہین بجز اونکے جنکی حلت مین
کوئی فساد ہو اللہ تعالے فرماتا ہے قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِینَةَ اللّٰہِ الَّتِیْ اَخْرَجَ لِعِبَادِہٖ

وَالطَّیِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ تو یہ آوازین اس جہت سے حرام نہین کہ وہ موزون ہین بلکہ
اونکی حرمت ایک امر عارض کی جہت سے ہی اور امور عارضہ جنکے باعث راگ حرام ہوتا ہی ہم اصلی
بیان مین ذکر کرینگے تیسری بات راگ مین یہہ ہی کہ سمجھہ مین آتا ہی یعنی شعر ہوتا ہی اور شعر
انسان ہی کے گلے سے نکلتا ہی تو قطعاً مباح ہوا اسلئے کہ اب فقط اتنی زیادتی ہوئی کہ
کلام مفہوم ہوگیا اور کلام مفہوم حرام نہین اور آواز طیب اور موزون بہی حرام نہین تو
جب افراد حرام نہین ہوئے تو مجموع کیسے حرام ہوگا ہان اسبات کو دیکھا چاہیے کہ شعر مین سے
کیا مضمون سمجھہ مین آتا ہی اگر اوسکا مفہوم امر ممنوع ہی تو اوسکے نثر او نظم دونون حرام ہین اور
اوسکو مونہہ سے نکالنا ہی حرام ہی خواہ نغمہ کے ساتھہ ہو یا نہو اور اس باب مین حق وہ ہی جو
امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہی کہ شعر ایک کلام ہی اگر اچھا ہی تو اچھا ہی اور برا ہی تو برا ہی جب
شعر کا پڑہنا بدون آواز نغمہ کے درست ہی تو نغمہ کے ساتھہ بہی درست ہی اسلئے کہ جب افراد
مباح ہوتے ہین تو مجموعہ بہی مباح ہوگا اور ایک مباح کو دوسرے سے ملاتے ہین تو کل حرام نہین
ہوتا بشرطیکہ مجموع متضمن کسی امر ممنوع کا نہو جو افراد مین نہ پایا جاتا ہو اور راگ مین کوئی ممنوع
بات پائی نہین جاتی اور شعر پڑہنے کا انکار کیسے ہو سکتا ہی حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم کے سامنے شعر پڑہا گیا ہی اور آپنے فرمایا اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَةً اور حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا نے اس مضمون کا شعر پڑہا ہی شعر

گئے وہ لوگ کہ جو عیش تہا جنکی حمایت مین	رہے ہین پیچہے ہمین ہی اسطرح جیسے جلد اجرب کی

اور صحیحین مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم مدینہ طیبہ مین تشریف لائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ
عنہ کو بخار چڑہا اور اون دنون مدینہ منورہ مین وبا تہی تبنے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ

عنہ کی خدمت مین عرض کیا کہ اے پدر مہربان کیا حال ہے اور بلال سے پوچھا کہ تم کیسے ہو
تو حضرت صدیق اکبر کو جب بخار چڑہا تھا تو اس مضمون کا شعر پڑہتے تہے **شعر**

شر اک نعل سے بہی ہوتی ہی قریب اوس سے	ہر ایک شخص کو ہوتی ہے صبح گہر مین لیے

اور بلال رضی اللہ عنہ کا جب بخار اوترتا تو بلند آواز سے یون کہتے **قطعہ**

اذخر اک سمت کو ہو مجہسے اور اک سو جلیل	کاش مین جانتا کب اوترونگا وہان مین
یا کسی روز پڑے شامہ نظر اور طفیل	یا مجنہ کے ہو چشمون پہ کبہی میرا گذر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ مینے اس حال کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ واصحابہ وسلم کو کردی آپنے دعا مانگی کہ الہی ہمکو مدینہ ایسا محبوب کردے جیسا ہم مکہ سے
محبت رکہتے ہین یا اوس سے بہی زیادہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم مسجد مدینہ
طیبہ کی بنانے مین لوگون کے ساتھ اینٹین اوٹہاتے تہے اور یہہ مضمون ارشاد فرماتے تہے **شعر**

یہہ تو اچہے ہین کہین اور اطہر	یہہ شتر ہین نہ شتر خیبر کے

اور ایک بار آپنے یہہ بہی فرمایا ہی **شعر**

اہل ہجرت اور میرے انصار کو کر رحمت	عیش ہے گر یا الہی تو ہے عیش آخرت

اور یہہ مضمون صحیحین مین ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم حسان بن ثابت
رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد مین منبر رکہا کرتے تہے کہ وہ اوسپر کہڑے ہو کر آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کا فخر بیان کرتے اور کفار سے اشعار مین مباحثہ اور خصومت کرتے اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمایا کرتے کہ اللہ تعالے حسان کو روح القدس سے تائید کرتا
ہے جبتک وہ خصومت اور مفاخرت اوسکے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کیطرف
سے کرتا ہی اور جب نابغہ نے اپنا شعر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کے سامنے پڑہا

تو آپنے دعا دی کہ اللہ تعالےٰ تیرے دانت نہ توڑیو اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی
ہین کہ اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس شعر پڑھا کرتے تھے اور آپ
تبسم فرمایا کرتے تھے اور عمرو بن شرید اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ اونہون نے کہا کہ مینے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے سامنے سو قافیہ امیہ بن ابی الصلت کے اشعار سے پڑھے
ہر بار آپ یہی فرماتے تھے کہ اور پڑھو پھر آپنے فرمایا کہ یہہ شاعر تو اپنے اشعار مین گویا مسلمان ہے
اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سفر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
کے لیے حدی پڑھی جاتی تھی انجشہ آپکا غلام تو عورتون کے لئے حدی پڑھتا تھا اور براء بن مالک
مردون کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے انجشہ کو ارشاد فرمایا کہ اونٹ ہانکنے مین
نرمی کر کہ اونکے سوار شیشہ کے برتن ہین اور حدی خوانی اونکے پیچھے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور اصحاب رضی اللہ عنہم کے زمانہ مین ہمیشہ رہی اور وہ اشعار ہی
ہوتے ہین کہ خوش آوازی اور موزونی نغمون سے پڑھے جاتے ہین اور صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے
کسی سے اوسکا انکار منقول نہین ہوا بلکہ بعض اوقات اوسکی التجا کیا کرتے تھے یا اونٹون کی حرکت
کیواسطے یا خود لذت حاصل کرنیکے لئے پس راگ اس جہت سے بھی حرام نہین ہوسکتا کہ وہ کلام
لذید مفہوم ہے اور آواز خوش اور نغمہ موزون سے ادا کیا جاتا ہے چوتھی بات راگ مین یہہ ہے کہ
دلکو حرکت دیتا ہے اور جو چیز اوسپر غالب ہوتی ہے اوسکو ابھارتا ہے تو اوسمین ہم یہہ کہتے ہین
کہ اللہ تعالےٰ کا ایک بھید ہے کہ موزون نغمون کو روحونکے ساتھ مناسبت رکھی ہے یہانتک کہ وہ
ارواح مین عجیب تاثیر کرتے ہین مثلاً بعض نغمات سے سرور ہوتا ہے اور بعض سے غم کسی سے نیند آتی
ہے کسی سے ہنسی کسی مین یہہ اثر ہے کہ اوس سے موزونیت کی حرکتین ہاتھ اور پاؤن اور سر
وغیرہ اعضا مین پیدا کر دیتا ہے اور یہہ گمان کرنا نچاہیے کہ یہہ بات شعر کے معانی سمجھنے سے ہے

ہوتی ہی بلکہ تارون کے نغمات سے بھی یہی حال ہوتا ہی یہانتک کہ کہتے ہین کہ جس شخص کو بہار اور
اوسکے جنگ و دف اور ستار اور اوسکے نغمہ حرکت ندین تو وہ مزاج کا خراب ہے اوسکی کوئی تدبیر نہین
اور معنی کے سمجھنے سے کیسے کہہ سکتے ہین کہ یہ امر تو ذرا سے بچون مین بھی پایا جاتا ہی کہ جہان آواز
خوش سے لوری دی وہ رونا چھوڑ کر چپکا اوسی آواز کو سنتا ہی اور اونٹ باوجود غبی ہونے
کے حدی سے ایسا اثر پاتا ہی کہ بھاری بھاری بوجھہ اوسکے سبب سے ہلکی جانتا ہی اور شدت نشاط
مین بڑی مسافت کو تھوڑی سمجھتا ہی اور حدی کا نشہ اوسکو ایسا چڑھتا ہی کہ بڑے بیابانون
مین جب بوجھہ اور محمل سے تھکتا ہی تو جہان آواز حدی کی سنی گردن بڑھاتا ہی اور کان آواز
حدی کیطرف لگا کر جلد چلتا ہی حتی کہ بوجھہ اور محمل سب ہل جھل کر ڈھیلے ہو جاتے ہین اور بعض
اوقات بوجھہ کی زیادتی اور سخت چلنے سے ہلاک ہی ہو جاتا ہی مگر اوسوقت حدی کے سرور
مین اوسکو کچھہ معلوم نہین ہوتا چنانچہ ابو بکر محمد بن داؤد دینوری رحمہ اللہ جو رقی کے
نام سے مشہور ہین نقل کرتے ہین کہ مین جنگل مین تھا کہ ایک قبیلہ عرب کا مجھکو ملا اونمین سے ایک
شخص نے میری دعوت کی اور اپنے خیمہ مین لیگیا خیمہ مین گھسکر دیکھا کہ ایک غلام سیاہ مقید ہے
اور چند اونٹ پیش دروازہ مرے پڑے ہین اور ایک جو باقی ہی وہ بھی اتنا دبلا اور مضطر
ہی کہ مرنیکے قریب ہے اس غلام نے مجھ سے کہا کہ تم مہمان ہو اور تمہارا حق ہی تم میری سفارش
میرے آقا سے کردو کہ وہ مہمانون کی خاطر کرتا ہی تمہاری سفارش اتنی بات کے لیے رد نکریگا
اور غالبا مجھکو قید سے چھوڑ دیگا جب وہ شخص کھانا لایا مینے کھانے سے انکار کیا اور کہا کہ جب
تم اس غلام کے باب مین میری سفارش منظور نکروگے مین کھانا نہ کھاونگا اوس شخص نے کہا
کہ اس غلام نے تو مجھکو محتاج کر دیا میرا سارا مال مار ڈالا مینے پوچھا کہ اسنے کیا کیا اوسنے کہا کہ
میری گذران اونٹون کے کرایہ پر تھی اوسنے انپر بوجھہ بہت لادا اسکی آواز اچھی تھی جب اسنے

حکایت ابو بکر محمد بن داؤد دینوری

حدی پڑہی تو تین دن کی راہ ایک دن مین طی کر گئے جب اونکے بوجہا وتارے گئے تو سب مر گئے صرف ایک رہ گیا ہی کہ وہ بہی قریب المرگ ہے مگر تم میرے مہمان ہو تمہاری خاطر سے مینے یہہ غلام تمکو ہبہ کیا مینے چاہا کہ اوسکی آواز سنون صبح کو اوسنے غلام سے کہا کہ حدی پڑہ اور وہ اوسوقت ایک کنوئین سے پانی کا اونٹ لیے آتا تہا جب اوسنے اپنی آواز بلند کی تو وہ اونٹ ادہرادہر دوڑنے لگا اور سب رسیان توڑ ڈالین اور مین بہی مونہہ کے بل گر پڑا مجہکو گمان نہین ہوتا کہ مینے اوس سے عمدہ آواز کبہی سنی ہو اس سے معلوم ہوا کہ راگ کی تاثیر دلون مین محسوس ہوتی ہی اور جس شخص کو راگ سے حرکت نہو تو وہ ناقص اور اعتدال سے ہٹا ہوا اور روحانیت سے دور اور اونٹون اور پرندون بلکہ تمام بہائم سے طبیعت مین کثیف تر ہی اسلیے کہ موزون نغمون سے سبکو اثر ہوتا ہی شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین شعر

اشتر بشعر عرب در حالت ست وطرب		گر ذوق نیست ترا کژ طبع جانورے

اور اسیوجہ سے پرند حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی آواز سننے کو ہوا مین ٹہیر جاتے تہے اور جس صورت مین کہ راگ کو دلمین تاثیر کرنے کے لحاظ سے خیال کرین تو اوسیر مطلق اباحت یا مطلق حرمت کا حکم کرنا درست نہین بلکہ یہہ امر احوال و اشخاص کے اعتبار سے اور طریق نغمات کے اختلاف کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہی اور اوسکا حکم وہی ہی جو دل کے اندر کی چیز کا حکم ہی ابو سلیمان رحمہ اللہ نے فرمایا ہی کہ راگ دلمین وہ بات نہین پیدا کرتا ہی جو اوسمین موجود نہو بلکہ جو بات دلکے اندر رہتی ہی اوسکو حرکت دے دیتا ہی غرضکہ کلمات مقفی اور موزون کا گانا چند موقعون پر خاص غرضون کے لیے دستور ہے جنسے دلمین اثر پیدا ہوا کرتا ہی اور وہ سات جگہہ ہین اول حاجیون کا گانا کہ وہ اول شہرون مین نقارہ اور تاشا ہین بجاتے ہین اور راگ گاتے پہرا کرتے ہین اور یہہ امر مباح ہی اسلیے کہ ان اشعار مین

تعریف کعبہ اور مقام ابراہیم اور زمزم اور حطیم اور دوسرے مقامات متبرکہ کی اور جنگل وغیرہ
کا ذکر ہوتا ہی اور اسکا اثر یہہ ہوتا ہی کہ اگر شوق پہلے سے ہوتا ہی تو حج بیت اللہ کا اشتیاق
دوبالا ہوجاتا ہی ورنہ شوق اوسوقت اوبہر کہڑا ہوتا ہی اور جہانکہ حج کار ثواب ہی اور اوسکا شوق بہی
اچہا ہی تو شوق کا پیدا کرنا خواہ کسی چیز سے ہو اچہا ہی ہوگا اور جیسے وعظ کہنے والیکو جائز
ہی کہ وعظ مین کلام منظوم اور مقفی پڑہکر اور خانہ کعبہ اور افعال حج اور اوسکا ثواب بیان کرکے
لوگون کو حج کا اشتیاق بڑہاوے تو دوسرے شخص کو بہی جائز ہوگا کہ نظم دلکش سے شوق حج
کا اوبہارے اسلئے کہ وزن وقافیہ جب کلام مین ہوتا ہی تو کلام کی تاثیر دلمین زیادہ ہوتی ہی
اور جب اوسپر آواز خوش اور نغمۂ دلکش بہی زیادہ ہو تو اور زیادہ اثر ہوتا ہی اور اگر
نقارہ اور شاہین اور گت ہو تو تاثیر تگنی ہوتی ہی اور یہہ سب امور جائز ہین بشرطیکہ اونمین
مزامار اور تار کے باجے جو شرابخوارون کے تمغے ہین داخل نہون ہان اگر اس راگ سے اوس
شخص کا شوق دلانا منظور ہو جسکو حج کو جانا جائز نہین مثلاً ایک شخص فرض حج ادا کرچکا ہے
اور اب اوسکے ماباپ اوسکو جانے کی اجازت نہین دیتے تو اوسکے حق مین حج کو جانا حرام
ہی اور راگ سے اوسکو شوق حج کا دلانا بہی حرام ہی اسلئے کہ حرام بات کا شوق دلانا بہی حرام
ہی خواہ راگ سے ہو یا کسی اور چیز سے اسیطرح اگر راستہ امون نہو اور اکثر تلف ہی ہوتے ہین
تب بہی تحریک اور تشویق جائز نہین **دوم وہ اشعار جسکے غازی عادی**
ہین لوگون کو جہاد پر اوبہارنے کے لئے وہ بہی مباح ہین جیسے حاجیون کو مباح ہین مگر
چاہیئے کہ غازیون کے اشعار اور اونکے گانے کے طریق اور ہون اور حاجیون کے جدا کیونکہ
جہاد کا شوق بیان شجاعت اور کافرون پر غیظ وغضب کی تحریک اور نفس ومال کو جہاد کے
سامنے حقیر جاننے سے اور بہادری کے اشعار سے ہوتا ہی جیسے متنبی نے اس مضمونکا ایک شعر کہا ہی

دو سرے نہ تو جو تہ تیغ ہو کے عزت سے	تو پھر مریگا کبھی خواری اور ذلت سے

اور دوسرا شعر اسی مضمون کا اوسنے کہا ہی شعر

نامردی بزدلی کو سمجھتے ہین احتیاط	پر اصل مین یہہ دہوکا ہی طبع لئیم کا

اور کسی دوسریکا شعر ہے شعر

اے برادر تو حدیث نبوی کو سن لے	باغ فردوس ہے تلوار کے سایہ کے تلے

غرضکہ اشعار شجاعت کے طریق جداگانہ ہین اور تشویق کے جداگانہ اور شجاع بنانا امر مباح ہی جسوقت جہاد مباح ہوا اور مستحب ہے اوسوقت کہ جہاد مستحب ہو مگر اونہین لوگون کے حق مین جنکو جہاد مین جانا جائز ہو سوم وہ اشعار جنکو بہادر مقابلہ کے وقت پڑھتے ہین اونسے مقصود یہہ ہوتا ہی کہ نفس شجاعت کرے اور مددگار دلیری پر اقدام کرین اور لڑنے مین اونکو سرگرم جوش کرے ان اشعار مین شجاعت اور فتح کی تعریف ہوتی ہی اگر الفاظ عمدہ اور آواز اچھی ہوتی ہی تو دلپر اثر بہت ہوتا ہی اور انکا پڑھنا بھی مباح لڑائی مین مباح اور مستحب مین مستحب ہوتا ہی اور مسلمانون سے جنگ کرتے مین ممنوع ہی اسیطرح ذمیون کے لڑنے اور دوسری لڑائیون مین کہ ممنوع ہین انکا پڑھنا ممنوع ہی کیونکہ ممنوع بات کا شوق دلانا بھی ممنوع ہی اور ان اشعار کا پڑھنا بہادران صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہی جیسے حضرت امام الاشجعین علی بن ابیطالب اور حضرت سیف اللہ المسلول خالد بن ولید رضی اللہ عنہم وغیرہما ایسا کرتے تھے اور اسی بنا پر ہم کہتے ہین کہ غازیون کے لشکر مین شاہین کا بجانا نہ چاہیے اسلیے کہ آواز اوسکی نرم کنندہ اور رنج پیدا کرنیوالی ہی عقدہ شجاعت اوسسے ڈہیلے ہوجاتے ہین اور نفس کی حمیت بھی بدل بہ سستی ہوتی ہی اور اہل وعیال و وطن کا شوق پیدا ہوتا ہی اور جنگ مین کمزوری پڑتی ہی اسیطرح جتنی آوازین اور نغمات کہ دلکو نرم کرین

اور حزن مین مبتلا کرین وہ بہادری دلانیوالی نغمات کے مخالف ہین تو جو کوئی اونکو
اس قصد سے پڑہے کہ دل متغیر ہو جائین اور جنگ مین فتور پڑ جاوے تو وہ گنہگار نافرمان
ہوگا ہان اگر قتال ممنوع ہو اور اوس سے دل ہٹانے کی نیت سے کریگا تو مطیع ہوگا چہارم
نوحہ کی آوازین اور نغمات مین اور اونکی تاثیر یہ ہے کہ حزن کو اوبہارتے ہین
اور رونا اور ہمیشہ کو اوداس کرنا اونکا اثر ہے اور حزن دو طرح کا ہے ایک اچہا اور ایک
برا حزن مذموم تو وہ ہے جو فوت ہوئی چیزون پر ہو کہ خدا تعالیٰ اوسپر غم نکرنیکے لئے ارشاد
فرماتا ہے لکیلا تاسوا علی ما فاتکم اور مردونپر غم کرنا بہی اسی مین داخل ہے کیونکہ گویا حکم
الٰہی پر ناراض ہونا اور ایسی چیز پر افسوس کرنا ہے جسکے لئے کچہہ تدارک نہین تو اسطرح کا
حزن چونکہ مذموم ہے اسلئے نوحہ سے اوسکو اوبہارنا بہی برا ہے اور یہین وجہ نوحہ کرنیکی
صریح نہی آگئی ہے اور حزن محمود وہ ہے کہ آدمی امر دین مین اپنے قاصر ہونے اور اپنی
خطاؤن کو یاد کرنے پر حزن کرے اور اوسکے لئے رونا اور رونی صورت بنانی اور
غم کیصورت کرنی اچہی ہے اور اسی پر حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام روتے تہے
تو اس غم کی تحریک اور تقویت اچہی ہے کیونکہ اس سے تدارک کی آمادگی ہوتی ہے اور اسی طرح
حضرت داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا نوحہ کرنا اچہا تہا کیونکہ دوام حزن اور
کثرت گریہ خطاؤن اور گناہون کے باعث سے تہی چنانچہ آپ خود غم کرتے اور دوسرون
کو رلاتے حتی کہ آپکی نوحہ کی مجلسون مین سے جنازہ اوٹہتے تہے اور یہ نوحہ الفاظ اور نغمہ سے کرتے
تہے اور ایسا نوحہ اچہا ہے کیونکہ جو اچہی بات کیطرف پہونچائے وہ اچہا ہے اور اس بنا پر اگر
کوئی واعظ خوش آواز منبر پر لحن سے کچہہ اشعار غم مین ڈالنے والے اور دل نرم کرنیوالے
پڑہے یا روئے اور رونی صورت اسلئے بناوے کہ دوسرے لوگ اپنی خطاؤنپر غم کرین تو اوسکو

یہہ افعال حرام ہونگے پنجم خوشی کے اوقات مین سرور کی تاکید کیلئے گانا کہ یہہ مباح بہی ہے بشرطیکہ وہ سرور مباح ہو جیسے ایام عید مین اور شادی کی تقریبون مین اور غائب شخص کے آنے مین اور ولیمہ اور عقیقہ اور لڑکا پیدا ہونے اور ختنہ اور حفظ قرآن مجید مین سرور کی جہت سے گانا مباح ہے اور وجہ اس راگ کے جائز ہونیکی یہہ ہے کہ الحان سے بعض ایسے ہین کہ اونسے خوشی اور اُمنگ اور سرور اوبہرتے ہین تو جن موقعون سرور جائز ہے اونمین سرور کا اوبہارنا بہی درست ہے اور دلیل نقلی اسکے جواز کی یہہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مدینہ طیبہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک روضۂ رضوان فرمایا تو عورتین چہتون پر دف بجا کر گیت کیطرح یہہ گاتی تہین شعر

بدر طالع گشت بر ما از ثنایائے وداع		شکر واجب ہست بر ما تا دعا داعی کند

تو چونکہ یہہ حضرت کی تشریف آوری کا سرور تہا اور وہ سرور عمدہ تہا تو اوسکا ظاہر کرنا شعر ونغمات اور اوچہلنے اور حرکات سے بہی اچہا ہی تہا اور بعض اصحاب رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ اونکو جب سرور ہوا ہی تو ایک ٹانگ پر خوشی کے مارے اوچہلتے تہے چنانچہ اونکا حال احکام رقص مین آویگا اور یہہ بات ہر آنیوالے کے آنے مین جائز ہے جسکے آنے مین خوشی درست ہوا ور اسباب سرور مین سے جون سا سبب مباح ہو اوسمین بہی درست ہے اور اوسپر وہ روایت دلالت کرتی ہے جو صحیحین مین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اونہون نے فرمایا کہ مینے جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکہا ہے کہ مجہکو اپنی چادر سے چہپا دیتے اور مین حبشیون کو دیکہا کرتی کہ مسجد مین کہیلا کرتے تہے یہانتک کہ مین خود ہی تہک جاتی تو اب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نو عمری کے لحاظ سے کہ اس عمر مین عورتین حریص کہیل کی ہوتی ہین خیال کرلو کہ کتنی دیر کہڑی ہوتی ہونگی کہ تہک جاتی تہین اور بخاری و مسلم نے

یہہ حدیث عقیل کی زہری سے اونہوں نے عروہ سے اونہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
کی ہو کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لیگئے اور
اونکے پاس دو لڑکیاں ایام منی میں دف بجاتی اور ناچتی تہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم تمام بدن مبارک چادر سے چہپائے ہوئے تہے اون لڑکیوں کو حضرت صدیق
اکبر نے جہڑکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنا چہرہ مبارک کہولکر فرمایا کہ ای ابوبکر
انکو جانے دو اور کچہہ مت کہو کہ یہہ عید کے دن ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی
ہیں کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو دیکہا کہ مجہکو اپنی چادر میں چہپائے
تہے اور میں حبشیوں کا تماشہ دیکہہ رہی تہی اور وہ مسجد میں کہیل رہے تہے پس حضرت عمر رضی اللہ
عنہ نے اونکو جہڑکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اونکو فرمایا کہ اے بنی ارفدہ
تم بیخوف رہو اور عمرو بن حارث نے جو ابن شہاب سے حدیث روایت کی ہو اوسمیں بہی سیطرح
ہی اور اوسمیں یہہ ہو کہ دونوں لڑکیاں گاتی اور بجاتی تہیں اور حدیث ابوطاہر میں
ابن وہب سے قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یوں ہو کہ بخدا مینے حضرت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو دیکہا ہو کہ میرے حجرہ کے دروازہ پر کہڑے ہوتے اور حبشی
مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں اپنے ہتہیاروں کا تماشا کرتے اور آپ اپنی
چادر سے مجہکو چہپا دیتے کہ میں اونکا تماشا دیکہوں پہر میری خاطر کہڑے رہتے یہانتک کہ
میں خود ہی ہٹ جاتی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہو کہ فرمایا کہ میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے سامنے گوڑیوں سے کہیلا کرتی اور میری ساتہنیں
میرے پاس آیا کرتیں اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے حیا کرکے کوٹہری
میں گہس جاتیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اونکو میرے پاس بہیجدیا کرتے

تاکہ وہ میرے ساتھ کھیلین اور ایک روایت مین ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے
ایک روز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ یہ کیا ہین اونہون نے عرض کی کہ
میری گوڑیان ہین آپنے فرمایا کہ انکے بیچ مین جو نظر آتا ہے وہ کیا ہے اونہون نے عرض کیا کہ
گھوڑا ہے آپنے فرمایا کہ اس گھوڑے کے ادہر اودہر کیا ہین آپنے عرض کیا کہ اوڑنیکے پر ہین
آپنے فرمایا کہ گھوڑے کے دو بازو ہین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ آپنے سنا
نہین کہ حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے گھوڑون کے پر تھے حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا فرماتی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اسکو سنکر اتنا ہنسے کہ آپکی کچلیان
ظاہر ہوگئین اور ہمارے نزدیک حدیث لڑکیون کی عادت پر محمول ہے کہ تصویر مٹی یا کپڑے کی
بدون پوری صورت کے بنالیتی ہین چنانچہ بعض روایت مین آیا ہے کہ اوس گھوڑے کے
دو پر کپڑے کے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میرے پاس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تشریف لائے اوسوقت کہ میرے پاس دو لڑکیان روز بعاث کا ذکر
گا رہی تہین آپ بستر پر لیٹ رہے تھے اور اپنا مونہہ پھیر لیا اتنے مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ آئے اور اونہون نے مجھکو جھڑکا کہ شیطان کا مزمار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم کے پاس وار کہتی ہو پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ انکو کچھ مت کہو جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ان
لڑکیون سے غافل ہوئے تو مینے انکو اشارہ کیا وہ باہر چلی گئین اور عید کا دن تھا کہ اوس
روز حبشی سپر گدکے سے کھیل رہے تھے مجھکو شک ہے کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے اول درخواست کی یا خود آپنے ارشاد فرمایا کہ تم دیکھنا چاہتے ہو مینے عرض کیا کہ ہان
آپنے مجھکو اپنی پس پشت کھڑا کیا اور میرا رخسار آپکے رخسار مبارک پر تھا اور آپ اون سے

فرماتے تہے کہ تماشا دیکہے جاؤ یہانتک کہ جب مین تہک گئی تو آپنے پوچہا کہ بس مینے عرض کیا کہ ہان آپنے فرمایا کہ تو اب جاؤ اور صحیح مسلم مین یون ہے کہ مینے اپنا سر آپکے شانہ مبارک پر رکہکر اونکا کہیل دیکہنا شروع کیا یہانتک کہ مین خود ہی ہٹ گئی تو یہہ سب روایتین صحیح مین ہین اور انسے صاف ظاہر ہے کہ راگ اور کہیل حرام نہین اور ان احادیث مین چند اقسام کی اجازت بہی پائی جاتی ہی اول کہیلنے کی رخصت اور ظاہر ہی کہ حبشیون کی عادت ہی کہ ناچتے اور کہیلتے ہین دوسرے اس تماشہ کا مسجد مین ہونا تیسرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا اونکو یہہ فرمانا کہ تماشہ کیے جاؤ کہ اسمین اجازت کہیل کی اور اوسکی درخواست ہی تو اوسکو حرام کیسے کہہ سکتے ہین چوتہے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو انکار اور تغیر سے منع فرمانا اور اوسکی وجہ بیان کرنی کہ عید کا روز ہے اور وہ سرور کا وقت ہی اور گانا بجانا اسباب سرور مین سے ہی پانچوین بہت دیر تک آپکا کہڑے رہنا اوسکے دیکہنے اور سننے کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خاطر داری کے لئے اور اسمین یہہ بہی پایا جاتا ہی کہ عورتون اور لڑکون کے دل خوش کرنے کے لئے خوش خلقی کرنی اور کہیل کو دیکہنا بہتر ہی اس سے کہ زہد کی راہ سے بدخلقی اور کج ادائی اونکے ساتہ کیجاوے اور نہ آپ دیکہے اور نہ اونکو دیکہنے دے چہٹے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ابتداءً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہہ فرمانا کہ تم دیکہنا چاہتی ہو اور یہہ فرمانا کچہہ الحاح کی موافقت کی مجبوری سے نتہا کہ خوف اونکے غصہ اور وحشت کا تہا اسلئے کہ اگر بالفرض اول اونکی درخواست ہوتی اور آپ نامنظور فرماتے تو عجب نتہا کہ سبب وحشت ہوتا لیکن ابتداءً سوال کرنے مین تو کوئی خدشہ نتہا پہر اسکی کیا حاجت ہوئی ساتوین گانا اور دف بجانا دونون لڑکیون کا جائز ہوا باوجودیکہ مزمار شیطان ہے اوسکو تشبیہ دی گئی اور اس سے

یہہ بھی نکلا کہ حرام فرمایا اور چیز ہی آٹھوین یہہ کہ دونون لڑکیون کی آواز آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے کان مین پڑتی تھی اور آپ لیٹے رہے اگر بالفرض کسی جگہہ مین تار و چنگ
باجے بجتے ہوتے تو آپ وہان کا بیٹھنا پھر کانون مین اوسکی آواز کا آنا ہرگز روا نرکھتے اس سے
معلوم ہوا کہ عورتون کی آواز کی حرمت مزامیر کی آواز کی حرمت کیطرح نہین بلکہ عورتون
کی آواز اوسجگہہ حرام ہوتی ہی جہان فتنہ کا خوف ہو غرضکہ یہہ قیاسات اور نصین دلالت
کرتی ہین کہ راگ اور ناچ اور دف بجانا اور سپر اور ہتھیارون سے کہیلنا اور حبشیون اور زنگیون
کے ناچ کو دیکھنا سب اوقات سرور مین مباح ہی بقیاس روز عید کہ وہ بھی سرور کا وقت
ہی اور اوسکی مثل شادی اور ولیمہ اور عقیقہ اور ختنہ اور مسافر کے گھر آنیکا دن ہی اور
تمام اسباب فرح یعنی جنسے شرعاً خوشی کرنی درست ہی اونکا بھی حال ہی اور ازانجا
کہ یارون کی ایکجا جگہہ جمع ہونے اور ملاقات کرنے اور باہمدیگر کہانا کہانے اور گفتگو
کرنے سے بھی خوشی کرنی جائز ہی تو یہہ موقع بھی راگ سننے کا ہی ششم عاشقونکا راگ
شوق کی تحریک اور عشق کے دوبالا ہونے اور نفس کی تسکین کے لئے تو اگر معشوق کے
سامنے ہو تب تو غرض لذت کی زیادہ ہونے سے ہوتی ہی اور اگر اوسکی جدائی مین ہو تو
مقصود شوق کا اوبھارنا ہوتا ہی اور شوق ہرچند رنج ہی مگر اوسمین وصال کی توقع ملی
ہی گونہ لذت بھی دیتا ہی کیونکہ توقع لذیذ ہوتی ہی اور یاس درد دہندہ ہوتی ہی اور
لذت توقع اوسیقدر قوی ہوتی ہی جسقدر شوق قوی ہوتا ہی غرضکہ اس راگ مین عشق کا
دوبالا کرنا اور شوق کو حرکت دینا اور توقع وصال کی لذت کا حاصل کرنا ہوتا ہی اور
حسن محبوب کا بیان طول دیا جاتا ہی اور اسطرح کا راگ بھی حلال ہی بشرطیکہ معشوق اون
لوگون مین سے ہو جنکا وصال مباح ہو مثلاً کوئی شخص اپنی منکوحہ یا حرم پر عاشق ہو جاوے

تو اوسکے راگ پر کان لگاتا ہی تاکہ آنکھ کو اوسکے دیدار سے اور کان کو اوسکی آواز سے لذت
ہو اور معانی لطیف وصال اور فراق کے دل سمجھتا جاوے تو یہ لذت کے اسباب پے در پے ہوجاوینگے
اور یہ اقسام لذت دنیا کے مباحات اور متاع سے تمتع لینے کے ہین اور متاع دنیا سب لہو و لعب
ہی اور یہ امور بھی اوسی مین سے ہین اور اسیطرح اگر اوسکے پاس سے چھن جاوے یا کسی اور سبب سے
جدائی واقع ہو تو اوسکو جائز ہی کہ اپنے شوق کی تحریک راگ سے کرے اور سماع سے لذت
رجاء وصال اوٹھاوے لیکن اگر اوسکو بیچ ڈالے یا زوجہ کو طلاق دیدے تو اس صورت مین تحریک
شوق راگ سے اوسپر حرام ہی اسلئے کہ جس جگہہ وصال اور دیدار جائز نہین تو وہان تحریک
شوق بھی ناجائز ہی اور جو شخص اپنے دلمین صورت کسی عورت یا لڑکے کی خیال کرلے جسکی طرف دیکھنا
اوسکو حلال نہین اور جو کچھہ راگ سنے اوسکو اوسی صورت پر ڈھالتا جاوے تو یہ حرام ہی کیونکہ
اس سے فکر افعال ممنوعہ کا پیدا ہوتا ہی اور اکثر عشاق اور جوانان بوقت غلبہ شہوت نہین
اس خیال سے خالی نہین ہوتے کچھہ نہ کچھہ دلمین رکھتے ہین اور یہ امر اونکے حق مین ممنوع ہی
اسوجہ سے کہ اسمین ایک اور رگ مخفی ہے نہ اسوجہ سے کہ خود راگ مین کوئی بات بری ہو
بعینہ جیسے جب کسی حکیم سے پوچھا گیا کہ عشق کیا چیز ہے تو کہا ایک دھوان ہی جو آدمی کے دماغ مین
چڑھہ جاتا ہی جماع سے جاتا رہتا ہی اور سماع سے بڑھتا ہی **ہفتم اون لوگونکا سماع
جو اللہ تعالے کے عاشق اور اوسکے دیدار کے مشتاق ہون کہ**
جس چیز پر نظر کرین اوسمین اوس نور پاک کو دیکھین اور جو آواز سنین اوسکو اوس سے یا
اوسکے باب مین جانین تو ایسے لوگون کے حق مین راگ اونکے شوق کو اوبھارتا ہی اور عشق
و محبت کو پختہ کرتا ہی اور دل پر کام چقماق کا کرتا ہی اور اوسمین سے اون مکاشفات اور لطائف
کو ظاہر کرتا ہی کہ خارج از حیطۂ وصف ہین جو اونکو چکھتا ہی وہی اونکو پہچانتا ہی اور جسکو

رحس اونکے چکھنے سے کند ہوتی ہے وہ اونکو کیا جانے اور ان حالات کا نام ارباب تصوف کے بیان
وجد ہے جو وجود سے ماخوذ ہے یعنی اپنے نفس مین وہ احوال موجود پاتے جو راگ سے پیشتر
نہین معلوم ہوتے تھے پھر ان حالات کے سبب سے بعد کو انکے لواحق اور توابع ایسے پیدا ہوتے
ہین کہ دلکو اپنی آگ سے پھونک دیتے ہین اور اوسکو کدورات سے ایسا صاف کر دیتے
ہین جیسے آگ مین تپ کر میل سونے چاندی وغیرہ کا دور ہوجاتا ہے اور اس صفائی کے
بعد مشاہدات اور مکاشفات ہوتے ہین جو علت غائی عاشقان خدا اور ثمرہ جمیع عبادات
ہے تو ان چیزون کا ذریعہ بھی منجملہ عبادات ہوگا نہ معصیت یا مباح اور دلکو راگ سے ان حالات
کے حاصل ہونیکا سبب یہی ہے کہ نغمات موزون اور ارواح مین مناسبت ہونے خدا تعالےٰ
کا راز ہے ارواح کو اللہ تعالےٰ نے نغمات کا مسخر بنایا ہے اور اونکے اثر سے شوق اور خوشی
اور غم اور انبساط اور انقباض ارواح مین پیدا ہوتے ہین اور آوازون سے ارواح کے متاثر
ہونے کا سبب علوم مکاشفات کے دقائق مین سے ہے غبی آدمی سنگدل طبیعت کا منجمد راگ کی
لذت سے محروم اور سننے والیکو جو لذت معلوم ہوتی ہے اور وجد کی حالت مین اوسکا حال
دگرگون ہوتا ہے اور رنگ بدل جاتا ہے اوسکو دیکھکر تعجب کرتا ہے لیکن اسکا تعجب ایسا ہے
جیسا چوپایہ لوزینہ کی لذت سے تعجب کرے یا نامرد لذت مباشرت سے اور لڑکا لذت ریاست
اور اسباب جاہ کی وسعت سے اور جاہل آدمی لذت معرفت الٰہی اور اوسکے جلال وعظمت اور
عجائبات صنعت کے ادراک کی لذت سے تعجب کرے اور ان سبکا ایک ہی سبب ہے یعنی لذت
ایک قسم کا ادراک ہے جو قوت مدرکہ کو چاہتا ہے تو جسکے قوت مدرکہ کامل نہوگی اوسکو لذت کیسے
معلوم ہوگی مثلاً اگر کسی شخص مین قوت ذائقہ نہوگی وہ مزہ کیسے معلوم کریگا اور جو بہرا ہوگا
اوسکو آوازون کی لذت کیسے معلوم ہوگی اور جسکی عقل نہوگی وہ عقلی چیزونکا کیسے ادراک

کریگا اسیطرح کان مین آواز پہونچنے سے راگ کا حظ دلکے اندر کے حسن باطنی سے معلوم ہوتا ہی توجسکو وہ حس نہو گی اوسکو راگ کی لذت بہی نہو گی اب شاید تم یہہ کہو کہ خدا تعالے کے حق مین عشق کیسے ہو سکتا ہی تاکہ راگ اوسکا محرک ہو تو اوسکا جواب یہہ ہی کہ جو شخص اللہ تعالے کو پہچانتا ہی اوسسے بالضرور محبت کرتا ہی اور جسکی معرفت پختہ ہو جاتی ہی اوسکی محبت بہی پختہ ہو جاتی ہی اور محبت جب زیادہ پختہ ہوتی ہی تو اوسکو عشق کہتے ہین کیونکہ عشق کے معنی فرط محبت موکدہ کے ہین اور اسیوجہ سے جب عربکے لوگونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو دیکہا کہ غار حرا مین عبادت آلہی کے لئے تنہا رہتے ہین تو کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اپنے رب پر عاشق ہو گئے ہین اور نیز جاننا چاہیے کہ جمال جس قوت مدرکہ سے معلوم ہوتا ہی اوسکے نزدیک محبوب ہوتا ہی اور یہہ پرتو خالق جل شانہ کا ہی کہ وہ خود جمیل ہی اور جمال کو محبوب رکہتا ہی تو اگر جمال ظاہری ہو گا یعنی کل کا سوڈول ہونا اور رنگ صاف ہونا وغیرہ تو یہہ آنکھ کے حاسہ سے معلوم ہوتا ہی اور اگر جمال باطنی ہی یعنی جلال وعظمت اور علو مرتبت اور صفات اور اخلاق کا اچہا ہونا اور جمیع خلق کے ساتھ ارادہ خیر کرنا اور ہمیشہ مخلوق پر خیرات کا جاری رکہنا وغیرہ تو یہہ دل کے حاسہ سے معلوم ہوتا ہی اور لفظ جمال کبہی صفات باطنی کی خوبی کے لئے بہی بولتے ہین چنانچہ کہتے ہین کہ فلان شخص جمیل ہے حالانکہ اوسکی صورت مقصود نہین ہوتی بلکہ یہہ غرض ہوتی ہی کہ جمیل الاخلاق اور محمود الصفات اور سیرت کا اچہا ہی یہانتک کہ بعض اوقات ایک کو دوسرے سے انہین صفات باطنی کی جہت سے محبت ہوتی ہی جیسے ظاہر کی خوبصورتی کی وجہ سے محبت ہوتی ہی اور یہی محبت کبہی بڑہکر عشق کہلانے لگتی ہی چنانچہ امام شافعی اور امام مالک اور امام اعظم رحمہم اللہ کی محبت مین بڑہے ہوئے بہت لوگ ہین کہ اپنی جان اور

مال اونکی یاری اور طرفداری مین خرچ کر ڈالین اور غلو اور مبالغہ کسی عاشق مین جی
اتنا نہوگا جتنا اونکو حاصل ہے تو بڑے تعجب کی بات کہ ایسے لوگو نپر عاشق ہونا جنکی صورت کبھی
نہین دیکھی کہ خوبصورت تھے یا بدصورت اور اب وہ انتقال کر گئے صرف جمال باطنی اور
خصائل حمیدہ اور علم دینی کے خیرات جاری دیکھنے سے تو سمجھہ مین آوے اور ممکن ہو اور
جس ذات پاک کا یہہ حال ہو کہ دنیا مین جتنی خیرات اور جمال اور محبوب ہین وہ سب اوسکی
خوبیون کا پرتو ہون اور اوسکے آثار کرم کی علامت اور دریا جود کا قطرہ بلکہ تمام حسن و
جمال جو عالم مین عقل سے خواہ حواس ظاہری سے آنکھہ کان وغیرہ سے شروع پیدایش دنیا سے
آخر تک اور ثریا سے لیکر اسفل السافلین تک معلوم ہوتا ہی اور وہ اوسکے خزائن قدرت کا
ایک ذرہ اور اوسکے انوار حضرت کا ایک لمعہ ہی تو جس ذات پاک کا وصف یہہ ہو ہمکو معلوم
نہین کہ اوسکی محبت کیسے سمجھہ مین نہین آتی اور جو لوگ اوسکے اوصاف کے عارف ہون
اونکے نزدیک یہہ محبت کیسے نہین بڑہتی بلکہ یہہ محبت تو اتنی زیادہ ہو جاتی ہی کہ اوسکو عشق
کہنا بھی خطا ہی یعنی لفظ عشق بھی اوس افراط کے مفہوم سے قاصر پڑتا ہی سبحان اللہ عجب
ذات پاک ہی کہ شدت ظہور ہی اوسکے ظہور کا حجاب ہے اور اوسکے نور کی چمک ہی نگاہونکا پردہ
اگر نور کے ستر پردے نہین وہ ذات مستتر نہوتی تو اوسکے چہرہ کے انوار اوسکے جمال پاک کو
دیکھنے والون کی آنکھہ پہونک دیتی اور اگر اوسکا ظہور سبب اوسکے مخفی ہونیکا نہوتا تو
عقلین حیران اور دل پریشان اور قوتین ابتر اور اعضا منتشر ہو جاتے اور اگر بالفرض
دل پتھر اور لوہے کے ہوتے تو اوسکے ادنی انوار تجلی کے سامنے چکنا چور ہو جاتے کیونکہ نور آفتاب
کی ماہیت کی تاب شپر مین کہان ہوسکتی ہی اور عنقریب اس اشارہ کی تحقیق باب محبت جلد
چہارم مین مذکور ہوگی اور معلوم ہوگا کہ محبت غیر اللہ کی قصور اور جہالت ہی بلکہ معرفت کا

محقق سوائے خدا تعالیٰ کے اور کسیکو نہین پہچانتا کیونکہ حقیقت مین سوا اللہ تعالیٰ
کے اور اوسکے افعال کی اور کوئی چیز موجود نہین تو جو کوئی افعال کو اس نظر سے پہچانیگا
کہ افعال ہین اوسکی معرفت فاعل سے آگے نہ بڑہیگی اور دوسرے کیطرف نجاویگی مثلا جو شخص
امام شافعی رحمہ اللہ اور اونکے علم و تصنیف کو اس لحاظ سے پہچانیگا کہ یہہ اون کی
تصنیف قطع نظر اس سے کہ وہ کاغذ مجلد اور سیاہی اور کلام منتظم اور زبان عربی ہی تو اوسکی
معرفت امام شافعی رحمہ اللہ سے دوسرے کیطرف نجاویگی اور نہ اون کے غیر کی محبت دلمین
آویگی اب دنیا کی موجودات کو جو نظر کیجیے تو کل موجودات اللہ تعالیٰ کی تصنیف اور اوسکے
فعل ہین جو کوئی اونکو اس نظر اور اعتبار سے پہچانیگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کاریگری ہی
تو وہ ان مصنوعات مین صانع ہی کی صفات دیکھیگا جیسے خوبی تصنیف سے مصنف کی
فضیلت اور اوسکی قدر کی بزرگی معلوم ہوتی ہی اور اوسکی معرفت و محبت بہی خدا تعالیٰ
ہی پر منحصر رہیگی دوسرے کیطرف تجاوز نکریگی اور اس عشق کی تعریف یہہ ہی کہ شرکت کو قبول
نہین کرتا اور اوسکے سوا جتنے عشق ہین وہ شرکت قبول کرتے ہین کیونکہ خدا تعالیٰ کے سوا
جو محبوب ہے اوسکا نظیر ممکن ہے خواہ وجود مین یا امکان مین مگر اس جمال کا ثانی نہ امکان
مین ہوسکتا ہی نہ وجود مین اس سے معلوم ہوا کہ دوسرے کی محبت کو عشق کہنا مجازی ہی نہ تحقیقی
ہان جو شخص کہ کم عقل چوپایہ کے قریب ہوتے ہین وہ لفظ عشق سے طلب وصال ہی سمجہتے
ہین جسکے معنی اجسام ظاہری کے ملنے اور شہوت جماع کے پورا کرنے کے ہین تو ان جیسے گدہون
کے سامنے الفاظ عشق اور شوق اور وصال اور انس کے بولنے نچاہئین بلکہ انکے تو لکہنا
سے اجتناب چاہیئے جیسے چوپایہ کے سامنے نرگس و ریحان نہین رکہتے اور صرف گہانس اور
بہوسہ اور شاخون کے پتے رکہدیتے ہین اسلیئے کہ اللہ تعالیٰ کے حق مین اون الفاظ کا

بولنا جائز ہی جن سننے والیکو ایسی باتون کا وہم نہو جیسے اللہ تعالے کو منزہ کہنا واجب ہے اور وہم لوگون مین اونکی سمجھ کے موافق مختلف ہوا کرتے ہین تو ان جیسے الفاظ مین اس دقیقہ کو یاد رکھنا چاہیے شعر

با ہیچ نہ فہم لاف معنی چہ زنی		طفلانہ بطفل گفتگو باید کرد	

بلکہ عجب نہین کہ صفات الٰہی کے سنتے ہی دلپر وہ وجد غالب ہو جسکے سبب سے دل پھٹ جاوے چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے ذکر فرمایا کہ بنی اسرائیل مین ایک لڑکا کسی پہاڑ پر تھا اوسنے اپنی مان سے پوچھا کہ آسمان کسنے پیدا کیا اوسنے کہا اللہ عز وجل نے پھر کہا کہ زمین کوسنے پیدا کیا اوس نے کہا اللہ تعالے نے پھر پوچھا کہ پہاڑون کو کسنے بنایا اوسکی مان نے کہا کہ اللہ جلشانہ نے اوسنے پوچھا کہ بادل کسنے پیدا کیا کہا کہ اللہ تعالے نے اوس لڑکے نے کہا کہ اللہ تعالے کی یہہ شان ہی اور یہہ کہکر اپنے آپکو پہاڑ پر سے گرا دیا اور پاش پاش ہو گیا اور اسکا سبب غالبًا یہی معلوم ہوتا ہی کہ جب اوسنے وہ باتین سنین جو اللہ تعالے کے جلال اور قدرت کامل کی دلیل ہون تو اوسکو طرب اور وجد ہوا اور وجد کی حالت مین اپنے آپکو گرا دیا اور کتابہاے آسمانی سب اسلیے اوتری ہین کہ اللہ تعالے کے ذکر سے لوگ طرب کرین بعض اکابر فرماتے ہین کہ مینے انجیل مین لکہا دیکہا ہی کہ ہمنے تمہارے سامنے گایا مگر تمنے طرب نکیا اور ہمنے تمہارے لیے مزمار بجایا مگر تم نہ ناچے یعنی ہم نے اللہ تعالے کے ذکر کا تمکو شوق دلایا مگر تم مشتاق نہوئے یہہ ہی جو ہم نے راگ کے اقسام اور اسباب اور مقتضا و نکا ذکر کرنا چاہا تھا اور یہانتک یقینًا معلوم ہو گیا کہ بعض جگہہ مین راگ مباح ہی اور بعض مین مستحب ہے اب ہم اون عوارض کو لکہتے ہین جنسے راگ حرام ہو جاتا ہے

اور وہ پانچ ہین *

تیسرا بیان اون عوارض کے ذکر مین جنسے راگ حرام ہوتا ہی اور وہ پانچ عارض ہین *

اول یہہ کہ گانیوالی عورت ہو جسکی طرف دیکھنا حلال نہو اور اوسکے راگ سننے سے فتنہ کا خوف ہو اور اسی کے حکم مین لڑکا بے ریشا ہی جسکا گانا سننے سے فتنہ کا خوف ہو اور یہہ حرام ہی اسوجہ سے کہ اسمین فتنہ کا خوف ہی اور یہہ حرمت راگ کی وجہ سے نہین بلکہ اگر عورت ایسی ہو کہ باتین کرنے سے اوسکی آواز کے باعث فتنہ کا خوف ہو تو اوس سے کلام کرنا درست نہین اور نہ تلاوت مین اوسکی آواز کا سننا جائز ہی اور یہی حال لڑکے کا ہی بشرطیکہ فتنہ کا خوف ہو اب اگر یہہ کہو کہ تم اسکو حرام ہر حال مین کہتے ہو تاکہ یہہ باب بالکلیہ جاتا رہے یا حرام اوسی جگہہ کہتے ہو جہان فتنہ کا خوف ہو اور جس شخص کے حق مین فتنہ کا خوف ہو تو اوسکا جواب یہہ ہی کہ فقہ کی رو سے یہہ مسئلہ دو احتمال رکہتا ہی اور دو اصلون مین منطبق ہوسکتا ہی ایک اصل تو یہہ ہی کہ اجنبی عورت سے خلوت کرنی اور اوسکی صورت دیکھنی حرام ہی خواہ فتنہ کا خوف ہو یا نہو اسلیے کہ یہہ امر فی الجملہ محل فتنہ ہی تو شریعت نے اسباب کو بند کرنیکے لیے حکم فرما دیا اور صورتون کیطرف التفات نہین کیا اور دوسری اصل یہہ ہی کہ لڑکون کیطرف دیکھنا مباح ہی بجز اوس حال کے کہ فتنہ کا خوف ہو تو اوس سے معلوم ہوا کہ لڑکونکا حال عورتون کیطرح پر حرام نہین بلکہ اونکے باب مین خوف فتنہ کی پیروی کیجاتی ہی اور عورت کی آواز ان دونون اصلون پر منطبق ہوسکتی ہی تو اگر اوسکو دیکھنے پر قیاس کرین تب تو اوسکی آواز کا نہ سننا ہی چاہیے اور یہی قیاس قریب ہے مگر دیکھنے اور آواز سننے مین فرق یہی ہی اسلیے کہ شہوت اول ہی وہلہ مین دیکھنے کی مقتضی ہوتی ہی اور

آواز سننے کی داعی نہین ہوتے علاوہ ازین دیکھنے سے شہوت جمپٹنے کی زیادہ حرکت کرتی
ہی بہ نسبت آواز سننے کے اور آواز عورت کی راگ کے سوا ستر بھی نہین کیونکہ عورتین صحابہ
رضی اللہ عنہم کے وقت مین مردون سے باتین کیا کرتی تہین یعنی سلام اور استفتا اور سوال
اور مشورہ وغیرہ کرتی تہین مگر راگ کو شہوت کی تحریک مین زیادہ اثر ہی تو آواز کا قیاس
کرنا اوسکو دیکھنے پر بہتر ہی اسلیئے کہ جیسا عورتون کو آواز مخفی رکھنے کا حکم نہین ویسا ہی
مردونکو پردہ کرنیکا حکم نہین اس صورت مین خوف فتنہ پر حرمت منحصر ہوئی پس یہ ہمارے نزدیک
قرین قیاس بھی ہی اور حدیث دونون لڑکیون کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین
گانے کی اسی کی موید ہی کہ اوس سے معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
اونکی آواز سنتے رہے اور آواز سے احتراز نکیا کیونکہ فتنہ کا خوف آپکو نہ تہا غرضکہ اسکا حال
عورت اور مرد کے احوال کے لحاظ سے مختلف ہوگا جوان کا اور حکم ہوگا اور بوڑہے کا اور
ان جیسی باتون مین حکم کا مختلف ہونا کچہ بعید نہین مثلاً ہم کہتے ہین کہ اگر روزہ دار بوڑہا
ہو اور وہ اپنی بی بی کا بوسہ لیوے تو اوسکو جائز ہی اور جوان کو بوسہ لینا درست نہین
اسلیئے کہ بوسہ مقتضی جماع کا ہوگا روزہ کی حالت مین اور وہ ممنوع ہی اور سماع بھی مقتضی
دیکھنے اور قربت کا ہوتا ہی تو جس شخص کے حق مین ہو اوسکو حرام ہوگا پس سماع بھی ہر شخص
کے حق مین جدا حکم رکھتا ہی دوسرے یہہ کہ آلات سماع ایسے ہون مثلاً میخوارون اور مخنثون
کے شعار ہون جیسے مزامیر اور ڈورو اور تار کے باجے اور ان تینون کے سوا اور اپنی
اصل پر یعنی اباحت پر ہین جیسے دف گو اوسمین جہانجھ ہون اور نقارہ اور شاہین اور
لکڑی پر گت لگانا اور دوسرے آلات مین سوم یہہ کہ نظم مین خرابی ہو یعنی شعر مین اگر
فحش اور بیہودگی اور ہجو اور جو باتین کہ اللہ تعالے اور اوسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پتریا صحابہ رضی اللہ عنہم پر جھوٹ ہون جیسے رافضی اصحاب رضی اللہ عنہم کی شان مین بنا لیتے
ہیں تو اسطرح کی باتون کا سننا گیت کیطرح اور بدون گیت کے حرام ہی اور سننے والا
کہنے والیکا شریک ہی اسیطرح وہ اشعار جسمین کسی خاص عورت کا وصف ہو کیونکہ عورت کا
ذکر مردون کے سامنے جائز نہین جس سے اوسکے بدن یا اعضا کا حال معلوم ہو لیکن کافرون
اور بدعتیون کی ہجو کرنی درست ہی چنانچہ حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کیطرف سے کافرون سے خصومت کیا کرتے تھے اور
کفار کی ہجو بیان کرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اونکو اسلئے اجازت
دیدی تھی لیکن اشعار تشبیب کے یعنی ذکر خط وخال اور رخسار و قد وغیرہ عورتون کے اعضا
کا جو شروع قصائد مین معمول ہی تو اسمین تامل ہی اور صحیح یہہ ہی کہ اوسکا نظم کرنا اور پڑہنا
خواہ آواز سے ہو یا بدون آواز کے حرام نہین اور سننے والیکو چاہئے کہ اون اوصاف
کو کسی معین عورت پر نہ ڈہالے اور اگر ڈہالے تو ایسی عورت پر ڈہالے جو اوسکو حلال ہو
مثلاً اپنی منکوحہ یا حرم پر اور اگر اجنبی عورت پر ڈہالیگا تو اس ڈہالنے اور اسباب مین
فکر دوڑانے سے گناہگار ہوگا اور جس شخص کا حال یہہ ہو کہ مضامین اشعار کو اجنبی عورت
پر ڈہالتا ہو تو اوسکو سرے سے راگ نہ سننا چاہئے اسلئے کہ جس شخص پر عشق غالب ہوتا ہی وہ
جو کچھ سنتا ہی اپنے معشوق پر ڈہال لیتا ہی خواہ لفظ مناسب ہو یا نہو کیونکہ کوئی لفظ
ایسا نہین جسکو استعارہ کے طور پر بہت سے معانی پر نہ ڈہال سکین مثلاً جسکے دلپر عشق الٰہی
غالب ہوتا ہی وہ زلفون کی سیاہی سے کفر کی تاریکی خیال کرتا ہی اور سفیدی اور تازگی
رخسار سے نور ایمان اور وصال کے ذکر سے دیدار الٰہی اور فراق کے مضمون سے اوسکی
جناب سے مردود و کچہ زمرہ مین محجوب ہونا اور رقیب وصال کے مخل سے دنیا کے عوائق

آفات جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس و الفت میں خلل انداز ہین سمجھ لینا ہی اور ان الفاظ کو معانی مذکورہ پر ڈہالنے مین اوسکو کچھہ تامل اور فکر اور مہلت کی ضرورت نہین ہوتی بلکہ جو باتین اوسکے دل پر غالب ہین وہ لفظون کے ساتھہ مین جھٹ پٹ سمجھہ مین آتی ہین چنانچہ کسی کا ذکر ہی کہ بازار مین گزرے اور کسیکو کہتے سنا کہ خیار پیسے کے دس آونکو اوسوقت وجد آگیا کسی نے جو حال پوچھا تو کہا کہ جب خیار پیسے کے دس ہین تو اشرار کی کیا قیمت ہوگی یعنی خیار جو بمعنی کہیرہ کے تہا اوسکو فوراً جمع خیر بمعنی بہتر سمجھہ لیا اور ایک اور شخص کا گذر بازار مین ہوا اور کسیکو کہتے سنا یا سعتر بری تو اونکو وجد آگیا لوگون نے پوچھا کہ آپکا وجد کسطرح کا تھا کہا کہ مینے سنا کہ گویا وہ یہہ کہتا ہی اِسْعَ تَرَ بِرِّيْ یعنی تو کوشش کر میرا سلوک دیکھیگا حتی کہ فارس والون پر کبہی وجد آجاتا ہی عرب کے اشعار سے اسلئے کہ عربی کے بعض کلمات فارسی الفاظ کے ہموزن ہوتے ہین اسلئے اونسے اور معنی سمجھہ لیتے ہین مثلاً کسی نے یہہ مصرع پڑہا ع مَازَارَنِيْ فِي اللَّيْلِ اِلَّا خَيَالُهٗ اوسپر ایک فارسی نے وجد کیا اوس سے لوگون نے وجد کا سبب پوچھا اوسنے کہا کہ یہہ کیا کہتا ہی کہ مازاریم یعنی لفظ زار فارسی مین نحیف اور قریب الرگ کو کہتے ہین اور نا فیہ کو فارسی کی ضمیر جمع متکلم سمجھکر یہہ خیال کیا کہ یہہ شخص یون کہتا ہی کہ ہم سب آمادہ ہلاک ہین اور اسوقت اوسکے دل مین اندیشہ آخرت کی ہلاکی کا ہوا جو باعث وجد ہوا اور جو شخص آتش محبت الٰہی مین جل رہا ہی اوسکا وجد اوسکی سمجھہ کے موافق ہی اور اوسکی سمجھہ اوسکے خیال کے موافق اور یہہ کچھہ ضرور نہین کہ اوسکا تخیل شاعر کی مراد کے موافق پڑے یا شعر کی زبان سمجھے تو اسطرح کا وجد حق اور درست ہی اور جو کوئی آخرت کے ہلاک ہونے کا خطرہ معلوم کرے تو اوسپر جو کچھہ کیفیت نہو جائے وہ تہوڑی ہی عقل کا مختل اور اعضا کا مضطرب ہو جانا کیا بڑی بات ہی غرضکہ حقانی وجد اور

لئے الفاظ تشبیب کے بولنے مین کچھہ بڑا فائدہ نہین ہے تو جونسا لفظ جس زبان کا سنینگے اوس سے اپنا مطلب نکال لینگے چنانچہ شیخ سعدی فرماتے ہین **شعر**

چو شوریدگان می پرستی کنند		بر آواز دولاب مستی کنند

بلکہ جس شخص پر مخلوق کا عشق غالب ہوا وسکو چاہئے کہ کسی لفظ سے راگ نہ سنے اور اوس سے محترز رہے **چہارم** یہہ کہ سننے والے مین خرابی ہو یعنی شہوت غالب ہو اور عین بہار جوانی ہو اور یہہ صفت اور صفات کی نسبت کر اوسپر غالب ہو تو اوسکو راگ سننا حرام ہی خواہ اوسکے دلپر کسی معین شخص کی محبت غالب ہو یا نہین کیونکہ وہ کسی حال مین ہو اگر ے مگر جب وصف زلف و رخسار اور فراق اور وصال کا سنے گا تو اوسکی شہوت جنبش کریگی اور اون الفاظ کو کسی معین صورت پر ڈھالیگا جسکو شیطان اوسکے دلمین پہونکدیگا اور اوسکے دل مین شہوت کی آگ بہڑک اوٹھیگی اور شر کے اسباب تیز ہو جائینگے اور اسی کا نام شیطان کے لشکر کو مدد دینا اور عقل کو جو لشکر الٰہی ہی اور شیطان سے بچاتی ہی شکست دینا ہی اور دل کے اندر شیطان کے لشکر یعنی شہوات اور اللہ تعالے کے لشکر یعنی نور عقل مین ہمیشہ لڑائی رہا کرتی ہی بجز اوس دل کے جسمین ایک لشکر کی فتح ہو گئی ہو اور دوسرا بالکل مغلوب ہو گیا ہو کہ اوسمین جنگ موقوف ہو جاتی ہی اور اب تو اکثر دل ایسے ہی ہین جنکو لشکر شیطان نے جیت لیا ہی اور اونپر وہی غالب ہو رہا ہی تو اس صورت مین ضرور ہوا کہ ازسر نو سامان جنگ مہیا کیا جاوے تاکہ لشکر شیطان کا دلمین سے پاؤن اوکہڑے نہ یہ کہ شیطان کے ہتہیار ہبت کر دئے جاوین اور اوسکی تلوارون پر باڑہ رکہی جاوے اور برچہیان نوکیلی کر دیجاوین اور اس قسم کے لوگون کے حق مین راگ ایسا ہی ہی کہ شیطانی لشکر کے ہتہیار تیز کر دیتا ہی تو ایسے آدمی کو سماع کی مجلس مین سے نکلنا چاہئے ورنہ اوسکو سماع سے

ضرر کثیر ہوگا پنجم یہہ کہ سننے والا عام لوگون مین سے ہو اور اوسپر نہ محبت خدا تعالےٰ کی غالب ہو
کہ سماع اوسکو اچھا معلوم ہو اور نہ اوسپر شہوت ہی غالب ہے کہ اوسکے حق مین راگ ممنوع
ہو تو ایسے شخص کے حق مین سماع ایسا ہی جیسے اور لذتین مباح ہین لیکن اگر یہی شخص اگر سماع کو
اپنی عادت بنا لیگا اور اپنے اکثر اوقات اسی مین صرف کریگا تو یہی احمق ہی جسکی گواہی مقبول
نہوگی اسلیے کہ کھیل پر مواظبت کرنی گناہ کبیرہ ہی اور جسطرح کہ گناہ صغیرہ پر اصرار کرنے سے
کبیرہ ہو جاتا ہی اسیطرح مباح پر اصرار کرنے سے گناہ ہو جاتا ہی مثلاً زنگیون اور حبشیون
کے پیچھے پڑا رہنا اور اونکے کھیل تماشے مدام دیکھنے ممنوع ہین اگرچہ اصل اونکی ممنوع نہین
کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے اوسکو کیا ہی اور اوسی قبیل سے شطرنج
کھیلنا کہ یہہ بھی مباح ہی لیکن ہمیشہ کھیلنا سخت مکروہ ہی اور جس صورت مین کہ اوس سے کھیل
اور لذت مقصود ہو تو مباح اسیوجہ سے ہوتی ہی کہ دلکو آرام دینا ہوتا ہی اور بعض اوقات
دلکو راحت پہونچانا ہی اوسکا علاج ہوتا ہی تا کہ تھوڑا سا ستا کر باقی اوقات دنیا کے
کامون مین جد و جہد کرے مثل کار و بار تجارت کے یا دینی کامون مین مشغول ہو مثل
نماز و تلاوت کے اور بہت سی محنت مین تھوڑا سا کھیل ایسا سمجھنا چاہیے جیسے رخسار پر تل ہوتا
ہی کہ ہر چند کالا ہوتا ہے مگر اچھا معلوم ہوتا ہی اور اگر بالکل رخسار پر بہت سے تل ہو جاوین
کہ تل ہی کے کوجگہہ نہ رہے تو ظاہر ہی کہ رخسار نہایت بد صورت ہو جاویگا اور جو چیز حسن کی تہی
وہی کثرت کے سبب قباحت کی ہو جائیگی تو یہہ بات نہین کہ جو چیز اچھی ہو وہ بہت ہو کر
بھی اچھی ہوا کرے یا جو چیز مباح ہی وہ کثیر بھی مباح ہی رہے بلکہ اکثر یہی ہی کہ کثرت اسکی باعث کراہت
اور حرمت کو پہونچ جاتی ہی مثلاً روٹی مباح ہی اور کثرت سے کہانا حرام ہی تو سماع بھی اور مباحون
کیطرح ہی کہ کبھی کا مضائقہ نہین اور روزمرہ کا معمول ڈالنا مکروہ اور ممنوع ہی ایسا

اگر یہہ کہو کہ تمہاری تقریر سے پایا جاتا ہی کہ سماع بعض احوال مین مباح ہی اور بعض مین مباح
نہین تو تمنے اول اوسکو مباح مطلق کیون کہدیا تم تو خود قائل ہو کہ جس امر مین تفصیل ہو
اوسکے باب مین مطلق ہان یا نہین کہدینا خلاف اور غلط ہی پہر تمنے بدون تفصیل مطلق کیون
کہا تو اوسکا جواب یہہ ہی کہ اطلاق حکم اوس تفصیل مین ممنوع ہی کہ جو خود اوس شے مین
بدون لحاظ دوسری چیز کے پائی جاوے اور جو تفصیل کہ عوارض کے سبب سے پیدا ہو تو اوسمین
مطلق بیان کردینا ممنوع نہین دیکہو ہم سے اگر کوئی سوال کرے کہ شہد حلال ہی یا نہین
تو ہم مطلق یہی کہینگے کہ حلال ہی باوجودیکہ وہ ایسے گرم مزاج والے پر حرام ہی جسکو اوس سے
ضرر ہوتا ہو اور اگر کوئی ہم سے شراب کا حال پوچہے تو ہم یہی کہینگے کہ حرام ہی حالانکہ وہ
اوس شخص کے حق مین حلال ہی جسکے گلے مین لقمہ اٹک جاوے اور دوسری چیز اوسکے نیچے
اوتارنے کی نہ پاوے لیکن اس لحاظ سے کہ وہ شراب ہے بلاشبہ حرام ہی صرف حاجت کی
وجہ سے حلال ہو گئی اور شہد اس اعتبار سے کہ شہد ہی حلال ہی حرام صرف ضرر کے عارض
ہونے سے ہو جاتا ہی اور جو بات کہ عارض کی وجہ سے ہوتی ہی اوسکا کچہہ اعتبار نہین جیسے
بیع حلال ہی لیکن اگر جمعہ کی اذان کے وقت پڑے تو حرام ہو جاتی ہی اسیطرح اور عوارض سے
حرمت ہو سکتی ہی مگر اوسپر التفات نہین کیا جاتا پس سماع کو بہی ایسا ہی جاننا چاہئے کہ اگر
بدون لحاظ عوارض کے دیکہو تو اس نظر سے کہ وہ سننا عمدہ آواز مفہوم المعنی اور موزون کا
ہی مباح ہی اور اوسکی حرمت صرف کسی امر خارجی سے ہو جاتی ہی جو اوسکی حقیقت ذاتی
مین داخل نہین ہوتی پس جبکہ دلیل اباحت کا حال خوب واضح ہو گیا تو اب ہمکو اوس
شخص کی پروا نہین جو بعد دلیل ظاہر ہونیکے اوسکے خلاف کہے اور امام شافعی رحمہ اللہ
کا تو مذہب ہی نہین کہ راگ کو حرام کہین اور اونہونے یہہ تصریح کی ہی کہ جو کوئی اوسکو

اپنا پیشہ مقرر کرلے اوسکی گواہی درست نہین اور اسکی وجہ یہہ ہی کہ وہ اس قسم کا مکروہ ہی جو باطل کا مشابہ ہی اور جو ایسے امر کو اپنا پیشہ بنائیگا تو سفاہت اور بے مروتی کیطرف منسوب ہوگا گو سماع حرام ظاہر حرمت والا نہین اور اگر اپنے آپکو راگ والا نہ کہلائیگا اور نہ اسوجہ سے کوئی اوسکے پاس آوے اور نہ وہ خود اسکی خاطر دوسرکے یہان جائے بلکہ یون مشہور ہو کہ کبھی کبھی کچھہ گاکر دل خوش کرلیتا ہی تو یہہ امر مروت کو ساقط نہین کرتا اور نہ گواہی باطل ہوا اور استدلال امام شافعی رحمہ اللہ کا وہی حدیث دونون لڑکیون کی ہی جو اوپر گذری اور یونس بن عبد الاعلی کہتے ہین کہ مینے امام شافعی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ اہل مدینہ راگ کو مباح کہتے ہین اسکا حال فرمایئے آپنے فرمایا کہ علماء حجاز مین سے مین کسیکو نہین جانتا جسنے راگ کو مکروہ کہا ہو بجز اوس راگ کے جو اوصاف کے باب مین ہوا اور بو حدی اور منزلون اور اونکے آثار کا گانا شعرون کے نغمات کی طرح اسکے مباح ہونے مین کچھہ تردد نہین اور یہہ جو فرمایا کہ راگ وہ کھیل ہی جو باطل کے مشابہ ہی تو کھیل فرمانا درست ہی مگر کھیل اس نظر سے کہ کھیل ہے حرام نہین چنانچہ حبشیون کا کھیلنا اور ناچنا بھی ایک کھیل ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اوسکو دیکھا ہی اور برا نہین جانا بلکہ اگر کھیل کے یہہ معنی لو کہ ایسا کام کرنا جسمین کچھہ فائدہ نہین تو اوسپر خدا تعالے بھی مواخذہ نفرمائیگا مثلاً کوئی آدمی اپنا وظیفہ کرلے کہ تمام دن مین سو بار اپنا ہاتھہ سرپر رکھہ لیا کرے تو یہہ حرکت لغو بے فائدہ ہے مگر اسپر مواخذہ نہین چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہی لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَیْمَانِکُمْ تو جب خدا کا نام بطور قسم کے لینے پر بدون اوس شے پر عزم کرنیکے مواخذہ نہین تو شعر اور ناچ پر کیسے مواخذہ ہوگا اور یہہ جو آپنے فرمایا کہ باطل کے مشابہ ہے

اس سے ہی حرمت نہین سمجھی جاتی بلکہ اگر باطل ہی فرماوینے تو حرمت نہ پائی جاتی اسلیے کہ
باطل یا اوسکو کہتے ہین جسمین فائدہ نہو تو فقط اتنا ثابت ہوگا کہ اوسمین کوئی فائدہ نہین
مثلاً اگر کوئی شخص اپنی بی بی کو کہے کہ مینے اپنے آپکو تیرے ہاتھہ بیچ دیا اور وہ جواب مین
کہے مینے خرید لیا تو یہہ معاملہ باطل ہے بشرطیکہ مقصود دل لگی اور ٹھٹھول ہو حالانکہ ایسا کرنا
حرام نہین ہان اگر اس معاملہ سے اوسکے حقیقی معنی مراد لیگا اور اپنے آپکو مملوک ٹھیرائیگا
تو حرام ہوگا کہ شرع نے اوسکو منع فرمایا ہے اور یہہ جو فرمایا ہے کہ راگ مکروہ ہے تو اسکی
کراہت اونہین چند جگہون مین ہے جنکو ہمنے مذکور کیا ہے یا کراہت تنزیہی مراد ہے جیسے
آپنے شطرنج کھیلنے کی تصریح کی ہے اور یہہ بھی ذکر کیا کہ مین ہر ایک کھیل مکروہ جانتا ہون
اور آپکا علت بیان کرنا بھی اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ کراہت تنزیہی ہے یعنی آپنے
وجہ کراہت یہہ فرمائی ہے کہ یہہ امر دینداروں اور اہل مروت کی عادت نہین اور راگ
پر مواظبت کرنے سے جو آپنے گواہی نامنظور کرنیکا ارشاد فرمایا ہے تو اس سے بھی حرمت نہین
پائی جاتی کیونکہ شہادت تو بازار مین کہانے سے بھی نہین مقبول ہوتی حالانکہ اوس سے
مروت قطع نہین ہوتی بلکہ نوربانی ایک امر مباح ہے مگر اہل مروت کا پیشہ نہین اسیطرح
شہادت کبھی خسیس پیشہ کرنے سے بھی نامنظور ہوتی ہے غرضکہ بیان علت سے بھی معلوم
ہوتا ہے کہ آپنے کراہت سے کراہت تنزیہی مراد لی ہے اور گمان غالب یہہ ہے کہ اور اماموں نے بھی
مکروہ تنزیہی مراد لیا ہو اور اگر حرمت مراد لی ہو تو ہمنے جو کچھہ لکھا ہے یہی اونکا جواب ہے

چوتھا بیان اون لوگون کی دلیلون کے ذکر مین جو راگ کے حرمت کے قائل ہین اور اونکے جواب مین

اول حجت یہہ ہی کہ اللہ تعالے فرماتا ہی وَمِنَ النَّاسِ مَن یَّشْتَرِی لَھْوَ الْحَدِیْثِ الخ
حضرت ابن مسعود اور حسن بصری اور نخعی رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہی کہ لہو الحدیث راگ ہے
اور حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ
وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے حرام کیا ہی گانیوالی لونڈی کو اور اوسکی فروخت کو اور
اوسکے دام کو اور اوسکی تعلیم کو تو اسکا جواب یہہ ہی کہ اس حدیث مین گانیوالی لونڈی
سے وہ لونڈی مقصود ہے جو شراب کی مجلس مین مردون کے سامنے گاوے اور یہہ ہم پہلے
بیان کر چکے کہ اجنبی عورت کا گانا فاسقون کے اور ایسے لوگون کے سامنے جنسے فتنہ کا
خوف ہو حرام ہی اور عرب والی گانیوالی لونڈی سے ممنوع ہی گانا گواتے تہے اور اگر صرف مالک
اپنے سامنے گوانے کو لیتا تو اس حدیث سے اوسکی حرمت نہین سمجہی جاتی بلکہ غیر مالک کو
بہی راگ سننا درست ہی بشرطیکہ فتنہ نہو اور اسکی دلیل وہی حدیث دونون لڑکیون
کی ہی جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان مین گاتی تہین اور آیت مین جو لہو الحدیث
کا خریدنا مذکور ہی اوسکے آگے یہہ بہی ہی کہ اس حجت سے کہ اوس سے اللہ تعالے کی راہ سے
گمراہ کرے تو وہ واقع مین حرام اور برا ہی اور اوسمین گفتگو بہی نہین مگر ہر ایک غنا ایسا
نہین کہ دین کے عوض خریدا جاوے اور اللہ تعالے کی راہ سے گمراہ کرنے کے لیے ہو
اور مقصود آیت شریف مین حرمت ایسی ہی راگ کی ہے بلکہ راگ پر کیا موقوف ہی اگر
بالفرض قرآن کو اس نیت سے پڑہے کہ لوگ گمراہ ہون تو اوسکا پڑہنا بہی حرام ہوگا
چنانچہ کسی منافق کا ذکر ہی کہ وہ لوگون کی امامت کیا کرتا تہا اور سورہ عبس کے سوا
دوسری نہ پڑہتا تہا اس لحاظ سے کہ اوسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
پر عتاب ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اوسکے اس فعل کو حرام جانا اور اوسکے قتل کا ارادہ کیا

اس نظر سے کہ وہ نشا گمراہ کرنیکا تھا تو اگر شعر اور راگ سے غرض گمراہ کرنا ہو تو بطریق اولیٰ حرام ہو **دوم حجت** یہہ ہی کہ اللہ تعالے فرماتا ہی اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ وَاَنْتُمْ سَامِدُونَ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ زبان حمیر مین سمود راگ کو کہتے ہین جس سے سامدون نکلا ہی تو اسکا جواب یہہ ہی کہ اگر آیت مین مذکور ہونیکی وجہ سے حرمت ہی تو چاہیے کہ ہنسنا اور رونا بہی حرام ہو کہ یہہ دونون بہی آیت مین مذکور ہین اور اگر یہہ کہو کہ ہنسنے سے ہنسی مخصوص مراد ہی یعنی مسلمانون پر بوجہ مسلمان ہونیکے ہنسنا تو ہم بہی کہتے ہین کہ راگ سے اشعار اور راگ مخصوص مراد ہی جو مسلمانون کے تمسخر کے باب مین ہو جیسا اللہ تعالے فرماتا ہی وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ کہ اسمین شعراء کفار سے غرض ہے یہہ نہین پایا جاتا کہ شعر کا نظم کرنا فی نفسہٖ حرام ہو **سوم حجت** یہہ ہی کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے شیطان نے نوحہ کیا اور اوسنے ہی اول راگ گایا اس حدیث مین راگ اور نوحہ کو اکٹھا کر دیا تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ کچھ شک نہین آخر نوحہ مین سے حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا نوحہ اور گناہگارونکا نوحہ اپنی خطاؤن پر مستثنٰے ہی اسیطرح راگ مین سے وہ راگ مستثنٰے ہو گا جس سے سرور اور حزن اور شوق کی تحریک مباح چیزون کیطرف مراد ہو جیسے عید کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے گہر مین دونون لڑکیون کا گانا اور جب جناب مدینہ مطہرہ مین رونق افروز ہوئے عورتون کا اس مضمون کا گانا سنتے ہی

شعر

بدر طالع گشت بر ما از ثنایا الوداع ❊ شکر واجب هست بر ما تا دعا داعی کند

چہارم حجت یہہ ہی کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی

علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی آواز راگ مین بلند کرتا ہی تو اللہ تعالے
دو فرشتے اوسکے دونون مونڈہون پر بہیجدیتا ہی کہ وہ دونون اپنی ایڑیان اوسکے سینہ
پر مارتے رہتے ہین جب تک کہ چپکا ہو تو اسکا جواب یہہ ہی کہ یہہ حدیث راگ کی بعض قسم پر
محمول ہی یعنی جس راگ سے شیطان کی مراد کو حرکت ہوتی ہو شہوت اور مخلوق کا عشق
اوبہرے لیکن جس راگ سے شوق الی اللہ یا عید کی خوشی یا لڑکا ہونیکی مسرت یا کسی غائب
کے آنیکی فرحت پائی جاوے تو یہہ سب امور شیطان کی مراد کے مخالف ہین اور اسکی
دلیل قصہ اون دو لڑکیون اور حبشیون کا اور وہ اخبار ہین جو ہم صحاح سے نقل
کرچکے اسلیے کہ جائز ہونا ایک ہی جگہہ مین اباحت کی تصریح کردیتا ہی اور منع ہزار جگہہ مین
بہی تاویل کا محتمل ہی اور تنزیہ کا بہی احتمال رکہتا ہی مگر فعل مین کچہہ تاویل نہین ہی اسلیے
کہ جسکا کرنا حرام ہی وہ صرف زبردستی کے عارض ہونے سے حلال ہوتا ہی اور جسکا کرنا مباح
ہی وہ بہت سے عوارض سے حرام ہوجاتا ہی یہانتک کہ نیتون اور قصدون کی جہت سے بہی
پانچوین حجت یہہ ہی کہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ جتنی چیزین کہ آدمی اونسے کہیلتا ہی باطل ہین مگر اپنے گہوڑے کو
پہیرنا اور تیر کو پہینکنا اور اپنی بی بی سے چہل کرنی تو اوسکا جواب یہہ ہی کہ باطل فرمانے
سے حرمت نہین پائی جاتی بلکہ بیفائدہ ہونے پر دلالت کرتا ہی اور اگر تسلیم بہی کیا جاے
تو حبشیون کی طرف دیکہنا کا کہیل ان تینون مین داخل رہیگا اور حرام نہوگا اور محصور
مین غیر محصور کو قیاس کی وجہ سے ملا لیا جائیگا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ
ارشاد لا یحل دم امرء مسلم الا باحدی ثلث کہ اسمین چوتہا اور پانچوان ملا لیا
جاتا ہی تو ایسے ہی بی بی سے چہل کرتا ہی کہ اوس سے بجز لذت کے اور کچہہ فائدہ نہین علاوہ

انہین باغون کی سیر پرندون کی آوازون کا سننا اور دوسرے ہنسی ٹھٹے جنسے آدمی کھیلتا ہی انہین سے کوئی حرام نہین اگرچہ انکو باطل کہہ سکتے ہین ششم حجت یہہ ہی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب سے مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی ہی نہ کبھی گیت گایا نہ جھوٹ بولا نہ اپنے داہنے ہاتھہ سے آلہ تناسل کو چھوا تو اسکا جواب یہہ ہی کہ اگر یہہ قول دلیل حرمت ہی تو چاہیے کہ داہنے ہاتھہ سے آلہ تناسل کا چھونا بہی حرام ہو سوا اسکے یہہ کہان سے ثابت ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جن چیزون کو ترک کرتے تہے وہ حرام ہی ہوتی تہی ہفتم حجت یہہ ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی کہ راگ دلمین نفاق کو اوگاتا ہی اور بعضون نے اتنا اور زیادہ کہا ہی جیسے پانی ترکاری کو اوگاتا ہی اور بعض لوگون نے اس قول کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک مرفوع کیا ہی حالانکہ مرفوع صحیح نہین اور یہہ بہی کہتے ہین کہ کچھہ لوگ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے احرام باندہی ہوئے گذرے اور انمین ایک شخص راگ گاتا تہا آپنے فرمایا دوبار کہ خدا تعالے تمہاری دعا نہ سنے اور نافع سے مروی ہی کہ مین حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھہ ایک راستہ مین تہا آپنے ایک چرواہے کی بانسری سنی اور دونون اونگلیان دونون کانون مین دے لین اور اوس راہ سے دوسری طرف ہولئے اور مجھہ سے پوچھتے جاتے تہے کہ نافع وہ آواز تو سنتا ہی کہ نہین یہانتک کہ جب مینے کہا کہ اب آواز نہین آتی تو اپنے اونگلیان کانون مین سے نکال لین اور فرمایا کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو دیکھا کہ آپنے ایسا ہی کیا تہا اور فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا کہ راگ زنا کا منتر ہی اور بعض اکابر نے فرمایا ہی کہ راگ بدکاری کا ایلچی ہے اور یزید ابن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ راگ سے کنارہ کرو کہ وہ شہوت

بڑھاتا ہے اور مروت کو ڈھاتا ہے اور شراب کا قائم مقام ہے اور نشہ
کا سا اثر کرتا ہی اگر تم خواہ مخواہ سنو ہی تو راگ عورتون کا مت سنو کہ وہ زنا کا مقتضی ہے
تو ان سب اقوال کا جواب یہہ ہی کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول کہ وہ نفاق اُگاتا
ہی اوس سے یہہ غرض ہے کہ گانیوالے کے حق مین یہہ تاثیر کرتا ہی کیونکہ اوسکی غرض یہی ہوتی ہی
کہ اپنے آپکو دوسرے پر پیش کرے اور اپنی آواز اوسکو سناوے اور لوگونسے میل اسلیے کرتا
ہے کہ اوسکے راگ پر راغب ہون اور رجھین اور یہہ نفاق کی بات ہی مگر اس سے حرمت
نہین ثابت ہوتی کیونکہ نفاق اور ریا تو عمدہ پوشاک پہنے اور خوب چمکتے گھوڑے پر
سوار ہونا اور اقسام آرایش اور کھیتی اور انعام وغیرہ سے باہم فخر کرنے سے بھی دلمین
پیدا ہوتا ہی مگر ان کل اشیا کو مطلق حرام نہین کہا جاتا اور دلمین نفاق اوگنے کیوجہ سے
صرف گناہ ہی نہین ہوتے بلکہ جو مباحات کہ مخلوق کے دیکھنے کے محل ہوتے ہین وہ بھی باعث
ظہور نفاق ہو جاتے ہین اور بڑا اثر کرتے ہین اور اسیوجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے
نیچے جب گھوڑا جھم کر اور بن سنور کر آہستہ چلا تو آپ اوس پر سے اوتر پڑے اور اوسکی دم
کاٹ ڈالی کیونکہ اوسکی خوش رفتاری سے اپنے دلمین تکبر معلوم فرمایا تو یہہ نفاق مباح
سے بھی ہوتا ہی مخصوص یہ حرام نہین کہ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راگ کو حرام کیا جاوے
اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمانا کہ خدا تمہاری دعا قبول نکرے اس سے بھی حرمت
معلوم نہین ہوتی بلکہ چونکہ وہ لوگ احرام باندھے تھے اور انکو عورتون کا ذکر مناسب
نتھا اور اونکے آثار سے آپکو ظاہر ہو گیا کہ یہہ راگ وجد کے لیے اور زیارت بیت اللہ کے
شوق کیواسطے نہین بلکہ صرف کھیل کے لیے ہی اسی جہت سے اونپر انکار کیا کہ بلحاظ اونکے حال
اور احرام کے برا تھا اور ظاہر ہی کہ جتنی حالتین زیادہ ہوتی ہین اوتنی ہی صورتین احتمال

انپر زیادہ ہوجاتی ہین اور آپکے کانون مین اونگلیان دینے سے بہی حرمت ثابت نہین ہوتی کیونکہ اسی قصہ مین اسکا جواب موجود ہی کہ آپنے نافع کو ارشاد فرمایا کہ تو بہی کان بند کرلے اور مت سن اور آپنے آپ جو یہہ فعل کیا تو اوسکی وجہ یہہ ہی کہ آپنے دلکو سرور سے ایسی آواز کے سننے سے پاک رکہا کہ عجب نہین کہ لہو کی تحریک ہو کہ جس فکر مین آپ تہے اوس سے مانع ہو یا جو فکر کہ راگ کی نسبت کرا ولی تہا اوس سے باز رکہے اور اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا فعل ہی کہ آپنے بہی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو منع نفرمایا تو آپکے اس فعل سے بہی حرمت نہین پائی جاتی بلکہ یہی معلوم ہوتا ہی کہ اوسکا ترک کرنا اولی ہی اور ہمارے نزدیک اسکا ترک اکثر حالات مین بہتر ہے بلکہ دنیا کے اکثر مباح اشیا کا ترک بہتر ہی بشرطیکہ گمان غالب ہو کہ اونکا اثر دلمین ہوگا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد ابی جہم کا بہیجا ہوا کپڑا اوتار ڈالا تہا کہ اسمین نقش و نگار تہے جنسے آپکا دل مشغول ہوا اب کیا تم اس سے یہہ سمجہتے ہو کہ کپڑے پر نقش حرام ہین تو شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بہی ایسی حالت مین ہونگے کہ چرواہے کی بانسری کی آواز آپکو اوس حالت سے روکتی ہوگی جیسے نقش نے نماز مین حضور کامل سے روکا بلکہ جن لوگون کو ہمیشہ حق کی حضوری حاصل ہی اونکو راگ کے حیلہ سے اپنے دلونمین سے احوال شریفہ کا پیدا کرنا قصور ہی اگرچہ یہہ تدبیر غیرون کے لئے کمال ہی اور اسیوجہ سے حصیری نے کہا ہی کہ مین اوس راگ کو کیا کرونگا کہ گانیوالا مرجائے تو موقوف ہوجائے اسمین یہہ اشارہ ہی کہ اللہ تعالےٰ سے سننا ہمیشہ کو باقی ہی تو چونکہ انبیا علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ سننے اور دیکہنے کی لذت مین رہتے ہین اونکو حاجت کسی حیلہ سے تحریک کی نہین اور قول فضیل رحمہ اللہ کا کہ راگ زنا کا منتر ہی اور اسیطرح اور اقوال جنکا مضمون اسی کے قریب ہی تو وہ فاسقون اور جوان شہوت

پرستون کے راگ کا حال ہی اور اگر سب راگون کا یہی حال ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ واصحابہ وسلم کے خانۂ اقدس مین اون دونون لڑکیون کا راگ کیون سُنا جاتا تو یہ خبر کہ
کتاب وسنت کی دلیلون کا ہوا اور دلیل قیاسی کی غایت یہہ ہی کہ یون کہا جاوے کہ جیسے
تار کے باجے حرام ہین ویسے ہی راگ بھی حرام ہی تو راگ مین اور تار کے باجون مین فرق
پہلے مذکور ہو چکا اوسپر قیاس کرنا ٹھیک نہین یا یون کہا جاوے کہ راگ کھیل کود ہی تو اسکا
جواب یہہ ہی کہ واقع مین ایسا ہی ہی مگر دنیا سب کھیل کود ہی چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے اپنی منکوحہ کو فرمایا تھا کہ تو ایک کھلونا ہی گہر کے کونے مین اور عورتون کے ساتھ طرح
کی چہل کھیل بھی ہی بجز قربت کے کہ لڑکا ہونیکا سبب ہے اسیطرح ہنسی جسمین فحش نہو حلال ہے
اسیطرح کی ہنسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم
اجمعین سے منقول ہی چنانچہ باب آفات اللسان جلد سوم مین انشاء اللہ تعالے مذکور ہوگی
اور حبشیون اور زنگیون کے کھیل سے بڑھکر کونسا کھیل ہے اوسکی بھی اباحت نص سے ثابت
ہو گئی علاوہ ازین ہم کہتے ہین کہ کھیل دلکو راحت پہونچاتا ہی اور فکر کا بوجھ اوسپر سے ہلکا
کرتا ہی اگر دلون سے زبردستی کام لیا جاوے تب بھی کام دینگے مگر اونکو راحت دینے سے اس بات
کی اعانت ہی اچھی طرح محنت کے ساتھ کام دیوین مثلاً جو شخص فقہ پڑھتا ہو اوسکو چاہیے
کہ جمعہ کے روز تعطیل کرے اسلیے کہ ایک روز کی تعطیل اور ایام کے لیے باعث نشاط ہوتی
ہی اور دل تھکتا نہین اسیطرح جو شخص نوافل پر سب وقتون مین مواظبت کرے چاہیے کہ
بعض اوقات مین سستا لیوے اور یہین لحاظ کچھہ وقت شریعت نے ایسے مقرر کردیے کہ اونمین
نماز مکروہ ہوتی ہی حاصل یہہ کہ تعطیل سے عمل پر اعانت ہوتی ہی اور کھیل محنت اور جد وجہد
پر اعانت کرتا ہی اور محض جد وجہد اور تلخی امر حق ہے بجز انبیا علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام

کے نفوس قدسیہ کے دوسرا صبر نہین کرسکتا تو چونکہ کھیل دل کے لئے تھکن اور ماندگی کا علاج ہے واسطے
اوسکا مباح ہونا چاہیے مگر اوسکی کثرت نکرنی چاہیے جیسے دوا کثرت سے نہین پیتے ہین تو
اس نیت سے کھیل ثواب ہوجائیگا اور یہہ اوس شخص کے حق مین ہی کہ راگ اوسکے وجہ سے
کوئی صفت محمودہ پیدا کرے جسکی تحریک منظور ہو بلکہ بجز لذت اور صرف استراحت کے اور
کچھ فائدہ نہو تو اوسکے لئے راگ مستحب ہونا چاہیے تاکہ اوسکے ذریعے سے منزل مقصود کو
پہونچے ہان اسمین شک نہین کہ یہہ امر رتبہ کمال سے ناقص ہونے پر دلالت کرتا ہی بلکہ
کامل وہ ہی کہ جو اپنے نفس کی راحت دینے مین سواے حق کے دوسری چیز کا محتاج نہو
مگر چونکہ نیک بندون کی نیکیان مقربون کے حق مین برائیان ہین تو گو راگ مقربون
کے لحاظ سے برا ہو مگر ابرار کے لئے کارآمد ہی اور جو شخص کہ دلون کے علاج کے علم پر محیط ہو اور
لطائف الحیل سے حق کیطرف اونکا لیجانا جانتا ہو وہ یقیناً جان لیگا کہ ان جیسی باتون سے
دلونکو راحت دینا ایسی دوا نافع ہی کہ بدون اوسکے کوئی چارہ نہین ٭

دوسری فصل سماع کے آثار اور آداب کے بیان مین

واضح ہو کہ اول درجہ سماع کا یہہ ہی کہ جو سنا جاوے وہ جو سمجھ مین آوے اور جو بات کہ سننے والے
کے ذہن مین آوے اوسکو اوسپر ڈھال لے پھر سمجھنے کے بعد وجد ہوتا ہی اور وجد اعضا پر حرکت
پیدا کرتا ہی تو اس نظر سے ان تینون باتونکو علحدہ علحدہ بیان کیا جاتا ہی تین مقامون
مین **پہلا مقام** سمجھنے کے ذکر مین جو سننے والے کے حالات کے اختلاف کے موافق مختلف
ہوتا ہی اور سننے والے کی چار حالتین ہین **حالت اول** تو یہہ ہی کہ سننا صرف طبیعی ہو
یعنی بجز نغمات اور الحانات کی لذت کے اور کچھ سماع کی کیفیت نجانے اور یہہ سننا مباح ہے

ہی مگر سماع کے مراتب مین سب سے یہہ کمتر ہی کیونکہ اس امر مین تو اوسکا شریک اونٹ اور بہائم بہی ہین بلکہ اہل ذوق کے لئے تو صرف زندگی ہی چاہیے کہ ہر ایک حیوان کو آواز خوش سے ایک طرح کی لذت حاصل ہوتی ہی دوسری حالت یہہ ہی کہ سمجہہ کے ساتھہ سنے مگر مضمون کو کسی مخلوق معین یا غیر معین پر ڈہالتا جائے اور یہہ سننا جوانون اور شہوت والون کا ہی کہ جو کچہہ سنتے ہین اوسکے موافق اپنی شہوتون اور مقتضاے احوال کے ڈہال لیتے ہین اور یہہ حالت بہی ایسی نہین کہ اسکا کچہہ ذکر کیا جاوے بلکہ اوسکی برائی اور اس سے ممانعت پر ہی بس کرنا کافی ہی تیسری حالت یہہ ہی کہ جو کچہہ سنے اوسکو اپنے حال پر ڈہال لے یعنی خدا تعالے کے معاملہ مین جو اوسکے حالات بدلتے ہین کبہی تمکن ہوتا ہی اور کبہی تعذر تو اونہین پر ڈہالتا جاوے یہہ سماع مریدونکا خصوص مبتدیون کا ہوتا ہے کیونکہ مرید کا کوئی نہ کوئی مطلب ضرور ہوگا اور اوسکا مقصود خدا تعالے کی معرفت اور اوسکا دیدار اور مشاہدہ باطنی کے طریق سے اوس تک پہونچنا اور حقیقت واضح ہوتی ہی اور اس مقصد کا ایک راستہ ہی جسکو وہ چلتا ہی اور جو کچہہ معاملہ مین جنپر مواظبت کرتا ہی اور کچہہ حالات ہین جو اوسکے پیش آتے ہین تو جب عتاب یا خطاب کا ذکر سنتا ہی یا قبول خواہ رد کا یا وصل و ہجر کا یا قرب و بعد کا یا افسوس فوت شدہ چیز کا یا اشتیاق متوقع کا یا شوق کسی آنیوالے کا یا طمع کا یا خوف کا یا گہبرانے کا یا دل لگنے کا یا ایفاے وعدہ خواہ عہد شکنی کا یا خوف فراق خواہ سرور وصال کا یا حبیب کے دیکہنے کا یا رقیب کے برطرف ہونیکا یا اشک فشانی یا متواتر سرگردانی کا یا طول فراق خواہ وعدہ وصال کا یا اور کسی بات کا ذکر سنتا ہی جسکا بیان اشعار مین ہوتا ہی تو ضرور ہی کہ بعض ان حالات مین سے مرید کے مطابق حال ہون تو اونکا سننا ایسا ہوتا ہی جیسا چقماق سے آگ کا پیدا ہونا کہ فوراً دل کی آگ

بھڑک اوٹھتی ہی اور شوق کا اوبھار اور غلبہ زور پکڑ جاتا ہی اور اسکے سبب حالات اوسکی عادت کے مخالف اوسپر ہجوم کرتے ہین اور الفاظ کو اپنے احوال پر ڈہالنے کی اسکو بڑی گنجایش ہی تو یہہ ضرور نہین کہ وہ اشعار سے وہی معنی سمجھے جو شاعر کی مراد ہو بلکہ ہر کلام کئی جہتون پر محمول ہوسکتے ہین اور ہر ذی فہم اوس سے اپنی سمجھ کے موافق معنی نکال سکتا ہی اب ہم کچھ مثالین لکھتے ہین کہ لوگون نے الفاظ کو اپنے مقصود پر کیسے ڈہال لیا تاکہ کوئی جاہل یہہ نہ گمان کرے کہ جن شعرون مین ذکر غم اور رخسار اور زلف کا ہوگا اونسے تو ظاہری ہی معنی سمجھ مین آوینگے اور بات کوئی کیا سمجھے گا اور ہمکو اسکی حاجت نہین کہ اشعار سے سمجھنے کی کیفیت کو بھی بیان کرین اسلئے کہ یہہ امر سماع والون کی حکایات سے معلوم ہی ہوجاتا عیان راچہ بیان چنانچہ کہتے ہین کہ کسی صوفی نے ایک شخص کو کہتے سنا شعر

مجھ سے کہا رسول نے کل کو ملوگے تم	مینے کہا کہ کہتا ہی کیا کچھ خبر بھی ہے

اس آواز سے اوسکو اشتغال کہ ہوئی اور وجد مین آکر یہہ مصرعہ اول مکرر پڑہنے لگا اور صیغہ مخاطب کی جگہہ متکلم کہنے لگا یہانتک کہ شدت سرور اور لذت سے بیہوش ہوگیا جب ہوش مین آیا تب اوس سے وجد کا سبب دریافت کیا کہا کہ مجھکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد یاد آیا کہ جنت والے اپنے پروردگار کی زیارت ہر ہفتہ مین ایک بار کرینگے اور رقی نے ابن دراج سے نقل کی ہی کہ اوسنے کہا کہ مین اور ابن خوطی بصرہ اور ابلہ کے درمیان دجلہ پر چلے جاتے تھے کہ اتنے مین ایک محل خوبصورت نظر آیا اوسکے برآمدہ مین ایک شخص بیٹھا ہوا اور اوسکے سامنے ایک لونڈی یہہ گا رہی تھی شعر

ہے تغیر تیرے احوال مین ہر روز نیا	مجھکو تو اسکے سوا اور بھی کچھ ہے زیبا

اتفاقاً ایک جوان رعنا ڈول ہاتھ مین گدڑی پہنے برآمدہ کے نیچے نکلتا تہا کہ یہہ آواز

اوسکے کان مین پڑی اوس لونڈی سے کہا کہ تجھے قسم ہو خدا کی اور اپنے مولی کی حیات کی کہ اسکو دوبارہ کہدے اوسنے وہی شعر دوبارہ پڑہا پس کہا جوان نے کہ بخدا حق کے ساتھہ میرے حال کا تلون یہی ہو پہر ایک نعرہ جانسوز مار کر مر گیا راوی کہتا ہو کہ ہم نے کہا کہ ابتو ایک امر فرض ہمپر پیش ہو گیا یہان ٹہیرنا چاہیے اوسکی تجہیز و تکفین کے لیے ہم ٹہیر گئے صاحب مکان نے اوس لونڈی سے کہا کہ تو لوجہ اللہ آزاد ہی پہر بصرہ والے نکلے اور اوس جوان پہ نماز پڑہی اور جب دفن سے فارغ ہوئے تو صاحب مکان نے اونسے کہا کہ مین تمکو گواہ کرتا ہون کہ جتنی چیزین میری ہین مع اس محل کے سب وقف ہین اور میری سب لونڈیان آزاد ہین پہر اوسنے اپنے کپڑے اوتار ڈالے اور ایک تہد باندہکر دوسرا بدن پہ ڈال لیا اور جدہر کو منہہ ہوا چلدیا لوگ دیکھتے رہگئے یہانتک کہ اونکی نظر سے غائب ہو گیا سب اوسکے فراق سے روتے تہے پہر اوسکا حال کچہہ نہ سُنا کہ کہان گیا اور کیا ہوا اور مقصود یہہ ہے کہ وہ جوان ہر وقت اپنے حال مین حق کے ساتھہ مستغرق تہا اور معاملہ کے اندر حسن ادب پہ ثابت رہنے سے اپنے آپکو عاجز جانتا تہا اور اپنے دل کے عدم استقلال اور طریق حق سے مائل ہونے پر متاسف تہا تو جب اوسکے کان مین وہی بات پڑی جو اوسکے حال کے موافق تہی تو اوسکو یون خیال گیا کہ اللہ تعالی کیطرف سے مجھکو یون خطاب ہے کہ تو ہر لمحہ نئے رنگ بدلتا ہی اگر ایسا کرے تو تیرے حق مین اچہا ہو اور جس شخص کا سماع من اللہ اور علی اللہ اور فی اللہ ہو اوسکو چاہیے کہ معرفت الہی اور اوسکی صفات کی معرفت کا علم خوب منضبط کرلے ورنہ سماع سے اوسکے حق مین خطر ہی کہ شاید اللہ تعالے کے حق مین ایسی بات تصور کرے جو اوسکے حق مین محال ہو اور اس سے کافر ہو جاتا ہے تو جو مرید مبتدی ہو اوسکو سماع مین خطرہ ہی ہان اگر جو کچہہ سنے اوسکو اپنے حال پر ڈہالے اسطرح کہ خدا تعالے کے صفات

متعلق نہو تو مضائقہ نہین ورنہ دقت ہی مثلاً شعر مذکور مین خطا اسلیے ہوسکتی ہی کہ اپنے آپکو بحکم بیت اور خدا تعالے کو مخاطب اور اوسکی طرف تلون کو نسبت کرے تو کافر ہو جائیگا اور ایسی تاویل کبھی تو محض جہالت سے ہوتی ہی جسمین کہ تحقیق کی آمیزش نہین ہوتی اور کبھی ایسی جہالت سے ہوتی ہی کہ اوسمین گو تحقیق بھی ہوتی ہی اوسکی صورت یہہ ہی کہ مثلاً اپنے حالات کا بدلنا بلکہ تمام عالم کا متغیر ہونا خدا تعالے کیطرف سے جانے تو اتنی بات حق ہی کیونکہ خدا تعالے کبھی آدمی کا دل کشادہ کرتا ہی اور کبھی تنگ اور گاہے نورانی فرماتا ہی اور گاہے ظلمانی اور کبھی اوسکو سخت کرتا ہی اور کبھی نرم اور گاہی اوسکو اپنی طاعت پر ثابت اور مستحکم کر دیتا ہی اور کبھی اوسپر شیطان کو مسلط کرتا ہی کہ اوسکو طریق حق سے پھیردے اور یہہ سب باتین اللہ تعالے کیطرف سے ہین جس شخص سے کہ اوقات قریبہ مین مختلف احوال سرزد ہوا کرتے ہین اوسکو عادۃ اور عرف مین غیر مستقل اور متلون بولا کرتے ہین اور غالباً شاعر نے اپنے محبوب ہی کو تلون کیطرف نسبت کیا ہی اس نظر سے کہ کبھی قبول کرتا ہی اور کبھی مردود اور گاہی نزدیک کرتا ہی اور گاہی دور مگر سماع سے اس امر کو خدا تعالے کیطرف منسوب کرنا کفر محض ہے بلکہ اللہ تعالے شانہ کے ساتھ یہہ عقیدہ چاہیے کہ وہ دوسرے کو بدلتا ہی خود متلون نہین ہوتا اوسکی طرف سے تغیر ہی اور اوسکو تغیر نہین بخلاف بندون کے کہ وہ متغیر ہوتے ہین اور یہہ علم مرید کو تقلیدی اور ایمانی سے حاصل ہوا کرتا ہی اور عارف کو یقین کشفی حقیقی سے اور یہہ صفات خداوند حقیقی کا کہ دوسرے کو بدلدینا اور خود نہ بدلنا اوصاف عجیب مین سے ہی اور اوسکے سوا دوسرے مین نہین ہوسکتا کیونکہ جتنے بدلدینے والے اوسکے سوا ہین وہ اوسیوقت دوسرے کو بدلتے ہین کہ خود بھی بدل جاوین اور بعض ارباب وجد وہ ہین جنپر ایسا حال غالب ہوتا ہے جیسا نشا بیہوش کر دیتا ہی ایسے حال مین اونکی زبان اللہ تعالے کے ساتھ عتاب پر کھلجاتی

ہی اور اسباب کو بعیہ جانتے ہین کہ دلکو اوسنے اپنا مطیع کر رکھا ہی اور اونکے حالات کو مختلف
طور پر تقسیم کیا ہی کہ صدیقین کے دلکو صفائی اور حضوری عنایت کی اور منکرون اور
مغرورون کے دلکو دوری اور مہجوری تو اوسکی دی ہوئی چیز کا نہ کوئی روکنے والا
اور نہ اوسکی روکی چیز کا کوئی دینے والا کفار سے جو توفیق منقطع کر دی تو کسی پہلے
قصور کی جہت سے نہین اور انبیا علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام کو جو اپنی توفیق اور
نور ہدایت سے مدد دی تو کسی سابق کے ذریعہ سے نہین بلکہ اپنے آپکو یون فرمایا وَلَقَدۡ
سَبَقَتۡ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الۡمُرۡسَلِينَ اور فرمایا وَلٰكِنۡ حَقَّ الۡقَوۡلُ مِنِّي لَأَمۡلَأَنَّ
جَهَنَّمَ مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجۡمَعِينَ اور فرمایا اِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتۡ لَهُمۡ مِّنَّا الۡحُسۡنٰى
أُولٰٓئِكَ عَنۡهَا مُبۡعَدُونَ اب اگر تمہارے دلمین یہہ خطرہ گذرے کہ تقدیر سابق کیون
مختلف ہوئی بندہ ہونے مین تو سب مشترک ہین تو پہر تمکو سراپردہ جلال سے للکارا جاویگا
کہ حد ادب سے باہر مت ہو یہہ وہ ذات پاک ہی جسکی شان لَا يُسۡأَلُ عَمَّا يَفۡعَلُ وَهُمۡ يُسۡأَلُونَ ہے
اور اصل تو یہہ ہی کہ زبان سے اور ظاہر مین ادب کرنے پر تو اکثر قادر ہین مگر دلمین ایسے خلاف
ظاہری بعید نہ معلوم ہوتا کہ کوئی تو ہمیشہ کو شقی ہی اور راندہ درگاہ اور کوئی سعید
جاوید اور مقبول بارگاہ اس امر پر بجز راسخ علم کے قدمون کے ثابت نہین اور یہین
وجہ حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے جو کسی نے خواب مین راگ کا حال پوچھا
تو آپنے فرمایا کہ وہ صاف نتہرا ہی اوسپر بجز علما کے قدمونکے اور لوگونکے قدم نہین جمتے اور
یہہ اسوجہ سے فرمایا کہ راگ دلونکے اسرار مخفی کو تحریک کرتا ہی اور جیسے نشہ مدہوش کرنیوالا آدمی
کو پریشان کر دیتا ہی اور ادب کا عقدہ کہولدیتا ہی اسیطرح راگ بہی دلون کو پریشان کرتا
ہی اس درجہ تک کہ عجب نہین کہ ادب باطنی بالاے طاق ہو جائے مگر جسکو خدا تعالے اپنے نور ہدایت

اور معصیت سے بچا لیوے اور اسیوجہ سے کسی نے کہا ہی کہ کاش ہم راگ سے جوں کے توں بچ جاوین کہ
نہ ہمکو کچھہ ثواب ہو نہ عذاب غرضکہ اس قسم کے سماع مین اوس سماع سے زیادہ خطرہ ہی جو شہوت کا
محرک ہو کیونکہ محرک شہوت کی غایت یہہ ہی کہ مرتکب معصیت ہو جائے یہہ تو نہین کہ کافر ہیو جاوے
جو اس راگ کی غایت ہی اب یہہ معلوم کرنا چاہئے کہ سمجھہ کبھی سننے والے کے حالات کے لحاظ سے
مختلف ہوتی ہی حتی کہ ایک ہی شعر کے دو سننے والونکو وجد ہوتا ہی حالانکہ ایک کی سمجھہ
درست ہوتی ہی اور دوسرے کی خطا یا دونون کی سمجھہ درست ہوتی ہی مگر ایک کچھہ معنی سمجھا
اور دوسرا کچھہ اور ہر چند یہہ دونون معنی ایک دوسرے کی ضد ہین مگر ان دونون شخصون
کے حالات کے لحاظ سے ضد نہین جیسے عتبہ غلام سے مروی ہی کہ اونہون نے کسیکو گاتے سنا

پاک ہی قدوس ذات کبریا	رنج مین رہتا ہی عاشق مبتلا

تو کہا کہ سچ کہتا ہی اور ایک اور شخص نے جو اوسکو سنا تو کہا کہ جھوٹ کہتا ہی کسی اہل دل نے
فرمایا کہ دونون درست و سچا کہتے ہین اسلئے کہ اول کا قول اوس عاشق کا ہی جسکو مراد
پر دسترس نہین ہوتی بلکہ اعراض اور انکار محبوب سے مبتلائے آلام فراق ہی اور دوسرا
کلام اوس عاشق کا ہی جسکو محبت سے انس ہے اور فرط محبت مین ع انچہ از دوست میرسد
نیکوست ؛ پر کاربند ہی درد و تکلیف کا اثر نہین معلوم کرتا ہی بلکہ اوس سے مزہ اور لذت
اوٹھاتا ہی یا ایسے عاشق کا کلام ہی جو اپنی مراد سے فی الحال کامیاب ہوا اور آیندہ کو خطر
اعراض سے واقف نہین یعنی رجا اور حسن ظن اس درجہ کو اوسکے دلپر غالب ہوا ہی کہ خطر تغیر
سے بالکل غافل ہی تو اسطرح حالات کے مختلف ہونے سے سمجھہ مین اختلاف ہو جاتا ہی اور
ابو القاسم بن مروان جو ابو سعید خراز رحمہ اللہ کی صحبت مین رہتے تھے اور بہت برسون
راگ سننا چھوڑ دیا تھا اونکی حکایت ہی کہ کسی دعوت مین گئے وہان ایک شخص کو یہہ گاتے سنا

برلب جو تشنہ لب استادہ ام		جام از دستش نمی یابم ہنوز

حاضرین اوٹھے اور وجد کیا جب ساکت ہوئے تو اونہون نے لوگون سے پوچھا کہ اسکے معنی آپ کیا سمجھے سب نے کہا کہ معنی یہہ ہین کہ احوال شریفہ کا اشتیاق ہے اور باوجود اونکے سامان موجود ہونیکے اونسے محرومی ہے اس جواب سے اونکی تشفی نہوئی لوگون نے کہا کہ آپکے نزدیک کیا مقصود ہے فرمایا کہ یہہ مراد ہے کہ حالات کے بیچ مین ہوا ور کرامات مرحمت کیجاوین مگر اصل حقیقت سے کچھہ نہ عطا کیا جائے اور اوسمین اشارہ ہے کہ حقیقت احوال اور کرامات کے سوا اور چیز اونکے بعد ہے اور اوس سے پیشتر احوال ہوتے ہین اور کرامات اوسکے مبادی ہین کرامات کے ہونے پر بھی حقیقت پر وصول نہین ہوتا منزل مقصود دور رہتی ہے اب ان معنون مین جو اونہون نے سمجھے اور اونمین جو لوگون نے سمجھے تہے اتنا ہی فرق ہے کہ وہ اور جگہہ کا اشتیاق بیان کرتے تہے اور ابوالقاسم نے اور رتبہ کی تشنہ لبی بیان کی اور دونون صحیح ہین اسلئے کہ جو شخص احوال شریفہ سے محروم ہوتا ہے وہ اول اونہین کا مشتاق ہوتا ہے جب اونپر دسترس ہوجاتی ہے تو اونکے بعد کے مقامات کا اشتیاق کرتا ہے تو جس مقام پر سالک کو پہونچنا نصیب ہوگا اوسکے نیچے کے مقامات کا اشتیاق نرہیگا اوپر کے مقامات کا راغب ہوگا اور شبلی رحمہ اللہ اکثر اس مضمون کے شعر پر وجد کیا کرتے تہے شعر

ہجرست الفت تو محبت عداوتست		وصل تو قطع باشد و صلحت ستیزہ

اس شعر کو کئی مختلف صورتون پر سمجھہ سکتے ہین کہ اونمین سے بعض حق ہین اور بعض باطل سب سے ظاہر تر وجہ یہہ ہے کہ اسکو خلق کے باب مین بلکہ تمام دنیا اور ماسوا اللہ کے باب مین سمجھا جاوے اسلئے کہ یہہ حال دنیا ہی کا ہے کہ دغاباز فریبی اور اپنے اربابکی قاتل باطن مین اونکی دشمن اور ظاہر مین دوست ہے جس مکان مین کہ اوس سے عیش بالاہال ہے آخر کو اوسی کا برا حال ہے ایسی مکان والے

شادان اور رنجان ہین اور اپنی نالہ کنان اور گریان چنانچہ حدیث مین بہی اسکا انقلاب
مذکور ہی اور ثعالبی نے اسکا وصف اس مضمون سے بیان کیا ہی **شعر**

بہاگ دنیا سے نکر نسبت کا اوسکے تو خیال
قاتل شوہر جو بلی ہووے اسکی بیاہتا

اوسکے خوفون کے مقابل ہین ہین امیدین قلیل
سختیان زائد ہین اوسکی بے تردد لاکلام

خوب کثرت سے کئی ہین واصفو مدح اوسکی وصف
لیک مین کہتا ہون اوسکے حق مین تشبیہ تمام

بادۂ گلگون ہے وہ لیکن ہے موت اوسکا خمار
بادپا ہی پر چڑہا ہو اوسپر تو ہووے بدلجام

ہی وہ مہ پارہ کہ جسکا حسن ہے مردم فریب
لیک باطن مین وہ رکہتی ہی خباثت تمام

غرضکہ شعر مذکور الصدر کے سب مضمون دنیا پر منطبق ہو سکتے ہین اور دوسرے معنی یہہ ہین
کہ اس شعر کو اپنے نفس پر اچہی طرح ڈہالے کہ خدا تعالے کے حقوق مین نفس کا یہی حال ہے
مثلاً اوسکی معرفت جہالت ہی اسلیے کہ اللہ تعالے خود فرماتا ہی وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ
اور طاعت اوسکی ریا ہی اسوجہ سے کہ اللہ تعالے سے کما ینبغی ڈرتا نہین اور محبت بالکل دکہاوے کی
کیونکہ اللہ تعالے کی محبت مین کوئی شہوت اپنی شہوتون مین سے چہوڑتا نہین اسیطرح اور
اوصاف کمال کو قیاس کر لینا چاہیے اور جس شخص کے ساتہہ اللہ تعالے کو بہتری کرنی منظور
ہوتی ہی اوسکو اوسکے نفس کے عیبون پر واقف کر دیتا ہی وہ اس شعر کو اپنے حال کا مصداق
سمجہتا ہی گو غافلون کی نسبت کردہ عالی رتبہ ہو اور یہین وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم نے فرمایا لَا اُحْصِی ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ اور
دوسری حدیث مین فرمایا انی لاستغفر اللہ فی الیوم واللیلۃ سبعین مرۃ
اور آپکا استغفار اسی وجہ سے تہا کہ ہر وقت مقامات واحوال کے منازل آپ طے فرماتے
تہے اور مدارج عالیہ کی نسبت اون مقامات کو بعید سمجہکر استغفار کرتے تہے گو وہ مقامات

اپنے ماقبل کی نسبت کر درجات قرب مین تھے مگر قرب اور بعد امور اضافی ہین کوئی
قرب ایسا نہین کہ اوسکے آگے اور قرب نہو بلے انتہا درجے ہین جیسا کہ مولوی روم
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین **شعر**

اے برادر بے نہایت درگہیست		ہر چہ بروے میرسی بروے مایست

اور درجات قرب کے اعلے درجہ پر پہونچنا محال ہی اور تیسرے معنی یہہ ہین کہ اپنے
احوال کے مبادی کو دیکھکر اونپر راضی ہوا ور پسند کرے اور پہر اونکے انجامون کو دیکھکر
اون حالات کو حقیر جانے یعنی ہر ایک مین پوشیدہ مغالطہ پاوے اور اس امر کو خدا
تعالے کیطرف سے جانکر جب یہہ شعر سنے تو اوسکے قضا و قدر کی شکایت پر ڈہال دے
تو یہہ کفر ہی جیسا اوپر ہمنے لکہا ہی اور کوئی شعر ایسا نہین جسکا ڈہالنا کسی معنو پر ممکن
نہو اور یہہ امر سننے والے کی کثرت علم اور دل کی صفائی پر موقوف ہی چوتھی حالت یہہ ہی
کہ راگ سننے والا احوال و مقامات کو طے کرکے ماسوی اللہ کے سمجھنے سے جاتا رہا ہو یہانتک
کہ اپنے نفس اور احوال اور معاملات سب سے بیخبر ہوا اور ایسا مدہوش ہو کہ گویا عین شہود
کے دریا مین مستغرق ہی اور اوسکا حال اون عورتون کے مشابہ ہو جنہون نے حضرت
یوسف علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جمال دیکھتے وقت اپنے ہاتھہ کاٹ ڈالے
اور ایسی مدہوش ہوئی تہین کہ ہاتہونکا کٹنا معلوم نہوا اور اس جیسی حالت کو صوفی
فنا عن النفس بولتے ہین یعنی خودی سے جاتا رہتا ہی اور جب اپنے نفس سے فنا ہو گیا
تو ظاہر ہی کہ دوسرے سے زیادہ تر فنا ہوگا تو وہ گویا بجز واحد مشہود کے اور سب چیز سے
فنا ہو جاتا ہی یہانتک کہ مشاہدہ کرنے سے بہی فنا ہو جاتا ہی اسلیے کہ دل اگر مشاہدہ
کرنے کیطرف التفات کریگا اور اپنے نفس کیطرف متوجہ ہوگا کہ مین مشاہدہ کر رہا ہون

تو شہود سے غافل ہوگا بلکہ عاشقان بشہود کو مشاہدہ سے سروکار نہین رہتا جیسے کوئی مرئی چیز کا حریص جب اوسکے دیکھنے مین زیادہ مستغرق ہوتا ہی تو اوسکو نہ اپنے دیکھنے کیطرف التفات رہتا ہی اور نہ آنکھ کیطرف جس سے رویت ہوتی ہی اور نہ دل کیطرف جس سے لذت معلوم ہوتی ہی اسیطرح مستو لے کو اپنے نفس کی خبر نہین ہوتی اور نہ لذت یا نیوالے کی لذت پانے کیطرف توجہ ہو بلکہ جس سے لذت ہوتی ہی فقط اوسی کا حال جانتا ہی اسیطرح کسی چیز کا جاننا اور چیز ہی اور اوسکے جاننے کا علم ہونا اور ہی تو جو شخص ایک چیز کا عالم ہو جب اوسکے دہیان مین اوسکے عالم ہونیکا علم ہوگا تو وہ اوس چیز سے اعراض کنندہ ٹھیریگا اور یہہ حالت فنا عن النفس کی کبہی تو مخلوق کے حق مین طاری ہوتی ہی اور کبہی خدا تعالے کے حق مین بہی ہوتی ہی مگر اکثر یون ہے کہ یہہ حالت بجلی کی ہی چمک ہوتی ہی کہ ثابت اور دائم نہین رہتے اور اگر ثابت رہی تو اوسکے تحمل کی تاب قوت بشری مین نہین بلکہ بعض اوقات اوسکے بوجھہ مین ایسا اضطراب کرتا ہی کہ اوس سے اوسکا نفس ہلاک ہوجاتا ہی چنانچہ ابو الحسین نوری رحمہ اللہ کا حال لکہتے ہین کہ وہ ایک مجلس سماع مین موجود تہے کہ اس مضمون کا شعر سنا شعر

پہونچتا ہون تیری الفت سے دائم ایسی منزل پر	اُترتے وقت جسمین ہوتی ہی عقلونکو حیرانی

سنتے ہی اوٹہے اور وجد مین آکر بے ہوش ہوا چلے اتفاقاً ایک جنگل مین پہونچے کہ اوسمین سے بانس کاٹ لئے تہے اونکی جڑین تیز دہار دار کہڑی تہین بس اوسمین یہین کو دتے دوڑتے رہی اور دوسری صبح تک شعر مذکور کا اعادہ کرتے رہی اور پاؤن مین سے خون نکلتا جاتا تہا یہانتک کہ دونون پاؤن اور پنڈلیان ورم کرگئین اور بعد اسکے آپ چند روز زندہ رہکر واصل بحق ہوگئے رحمہ اللہ تو اسطرح کی بہ

اور وجد صدیقون کا درجہ ہی اور یہہ سب درجون مین اعلےٰ ہی کیونکہ سماع احوال
کے ہونے پر درجۂ کمال سے ناقص ہے اور وہ صفات بشری سے مخلوط رہتا ہی جو
ایک طرح کا قصور ہی بلکہ کمال اسکا نام ہی کہ اپنے نفس اور احوال سے بالکل فنا ہوجاوے
یعنی نہ نفس کی یاد رہے نہ احوال کی اور اونکی طرف التفات بھی نرہے جیسے کہ مصر
کی عورتونکو ہاتھون اور چھری پر التفات نرہا تھا اور راگ کو للہ اور باللہ اور فی اللہ
سنے اور یہہ رتبہ اوس شخص کا ہی کہ ساحل احوال اور اعمال سے پار ہوکر بحر حقیقت مین
گرے اور صفائی توحید اور اخلاص محض مین رل مل جائے اور خودی کا نشان
کچھہ اوسمین نرہے بشریت بالکل منتفی اور صفات بشری کیطرف التفات یکقلم منفی
ہو اور ہماری غرض فنا سے فناے جسم نہین بلکہ فناء دل مقصود ہی اور دل سے
مراد گوشت و خون نہین بلکہ وہ سر لطیف مراد ہی جسکو قلب ظاہری کے ساتھہ ایک علاقہ
مخفی ہی اور اوسکے بعد سر روح ہی جو خداے عز وجل کے حکم سے ہی اوسکو جو جانتا ہی وہی
پہچانتا ہی اور جو جاہل ہی وہ نہین جانتا اور اوس سر کے لئے ایک وجود ہی اور صورت
اوس وجود کی وہ ہی جو اوسمین موجود ہو تو جب اوسکے اندر غیر چیز موجود ہوگی
تو گویا بجز اوس حاضر چیز کے اور چیز کا وجود نرہیگا اور اوسکی مثال جلا والے آئینہ
کی سی ہی کہ بذات خود اوسمین کوئی رنگ نہین ہوتا بلکہ جو چیز اوسمین حاضر ہوتی ہے
اوسی کا رنگ اوس آئینہ کا رنگ ہوتا ہی اور یہی حال شیشہ کا ہوتا ہی کہ خاص اوسمین
کوئی رنگ نہین ہوتا بلکہ جو چیز اوسکے اندر قرار پائے اوسی کے رنگ سے رنگین ہوجاتا
ہی تو اوسکا رنگ یہی ہی کہ سب رنگون کے قبول کرنے کی استعداد اوسمین موجود ہے
اور سر قلب کی حقیقت بلحاظ اوسکے اندر کی چیز کے کسی شاعر کے اس قطعہ سے خوب

معلوم ہوتی ہی قطعہ

صہبا اور آبگینہ مے دونون ہین رقیق	ہی ایک شکل دونون کی اور ایک آب ہو
گویا کہ ہی شراب نہین جام کا وجود	یا یہ کہو کہ ساغر مے ہے نہین شراب

اور یہ امر علوم مکاشفہ کے اون مقامات مین سے ہی جنسے بعض لوگون نے حلول اور اتحاد وذات حق کا دعوی کرکے انا الحق کہدیا اور فرقہ نصاری جو عالم لاہوت اور ناسوت کے اتحاد کا دعوی کرتے ہین یا اول کا لباس دوسرے کو بتاتے ہین یا اول کا حلول دوسرے مین کہتے ہین اونکے قول کی اصل بہی یہی امر ہی اور یہ انکی غلطی ہی انکا کلام ایسا ہی جیسے کوئی آئینہ کے اندر کی سرخی کو دیکھکر اوسکو سرخ رنگ بتادے اور یہ نہ جانے کہ یہ رنگ آئینہ کا نہین بلکہ اوس چیز کا ہی جو اوسکے سامنے ہی اور جسکا عکس اوسکے اندر پڑا ہی اور چونکہ یہ تقریر علم معاملہ سے مناسبت نہین رکہتی اسلئے اب اصل مقصد کیطرف رجوع کرتے ہین کہ فرق سمجھنے کے درجات کا لکہہ چکے ہین ؛

دوسرا مقام وجد کا جو سمجھنے اور ڈہالنے کے بعد ہوتا ہے

صوفیہ کرام اور وہ حکما جو سماع کو ارواح سے مناسبت ہونے کی وجہ مین تقریرین کرتے ہین دونون فرقون کے وجد کی ماہیت مین بہت سے اقوال ہین اول ہم اونکے اقوال نقل کرتے ہین پہر جو امر محقق ہی اوسکو بیان کرینگے صوفیون کے اقوال تو اس باب مین یہ ہین کہ ذوالنون مصری رحمہ اللہ سماع کے لئے فرماتے ہین کہ وہ حق کا وارد ہی اسلئے آتا ہی کہ دلون کی تحریک حق کیطرف کرے تو جو کوئی اوسکو حق کے سبب سے سنے وہ محقق ہی اور جو نفس کے باعث سنیگا وہ زندیق ہی تو گویا اونکے نزدیک وجد سماع کی نسبت

کہ دلونکا میل حق کیطرف ہو یعنی جب سماع کا وارد آوے تو حق موجود پاوے کہ اوسکا
نام ہی وارد حق ہے اور ابوالحسین دراج سماع مین وجد کا حال یون فرماتے ہین کہ وجد
اوس حالت کا نام ہی جو سماع کے وقت پائی جاوے اور کہا کہ سماع مجھکو رونق کے میدانون
مین دوڑالیگیا اور عطا کے وقت حق کے واجب ہونے نے مجھکو وجد مین ڈالا پھر
جام صفا سے مجھکو پلایا اور اوسی سے رضا کے مراتب مینے حاصل کئے اور ریاض نزہت او
فضا کین مجھکو سیر کرائی اور شبلی رحمہ اللہ نے فرمایا ہی کہ سماع کا ظاہر تو فتنہ ہے اور باطن
عبرت تو جو کوئی اشارہ کو پہچانتا ہی اوسکو عبرت کا سننا حلال ہے ورنہ وہ خواستگار فتنہ
کا ہی اور بلا مین پڑنا چاہتا ہی اور اکابر فرماتے ہین کہ اہل معرفت کے لئے سماع غذا ارواح
کی ہے اسلئے کہ یہہ ایسا وصف ہی کہ سب اعمال سے باریک ہے اور اپنے رقیق ہونیکی وجہ
سے طبیعت کی رقت ہی سے حاصل ہوتا ہی اور بانیوجہ کہ جو اوسکے اہل ہین اونکے نزدیک
یہہ صاف اور لطیف ہی تو بجز سر قلبی کی صفائی کے اور کسی بات سے نہین دریافت ہوتا
اور عمرو ابن عثمان مکی رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ وجد کی کیفیت کو کوئی عبارت ادا نہین
کرسکتی اسلئے کہ وہ ایماندار یقین والون کی عبادت کے وقت کا راز الٰہی ہے اور بعض
فرماتے ہین کہ وجد حق کیطرف کے مکاشفات کا نام ہے اور ابوسعید بن اعرابی فرماتے
ہین کہ وجد یہہ ہی کہ حجاب کا دور ہونا اور دوست کا مشاہدہ کرنا فہم کا موجود ہونا
اور غیب کا دیکھنا اور راز قلبی سے گفتگو کرنا اور مقصود کو انس دینا یعنی اپنی خودی
کو زائل کرنے سے مانوس ہوجانا اور یہہ بھی اونہین کا قول ہے کہ وجد خصوصیت کے
درجات مین سے اول ہے اور سبب امور غائبہ کی تصدیق کا ہی کہ جب سالک وجد کا
مزا چکھتے ہین اور اونکے دلونپر اوسکا نور چمکتا ہی تو اونکو کوئی شک اور شبہ باقی نہین رہتا

اور یہہ بھی اونکا ہی قول ہے کہ نفس کے آثار کا دیکھنا اور علایق اور اسباب کا تعلق
وجد کا مانع ہوتا ہی اسلئے کہ نفس اپنے اسباب کے باعث سے محجوب ہے، تو جب اوسکے اسباب
منقطع ہوجائین اور ذکر خالص ہو اور دل ہوشیار اور رقیق اور صاف ہو اور نصیحت
اوسمین اثر کرے اور مناجات کے اجنبی مقام مین پہونچ جاوے اور اوسکو ہر سے خطاب
ہونے لگے اور خطاب کو گوش ہوش اور دل حاضر اور سر ظاہر سے سُنے اور جو بات
اپنے آپ مین نہ تھی اوسکو مشاہدہ کرے تو اوسکا نام وجد ہے کہ جو بات معدوم تھی
اوسکو خود مین موجود پایا اور یہہ بھی اونکا قول ہے کہ وجد وہ ہے جو امور مفصلہ ذیل
کے وقت ہو یعنی ذکر محرک کے وقت یا خوف قلق مین ڈالنیوالے کیوقت یا لغزش پر
توبیخ کرنی یا کوئی لطیفہ کہنے یا کسی فائدہ کیطرف اشارہ کرنے یا غائب کیطرف مشتاق
ہونے یا گم شدہ پر افسوس کرنے یا گذشتہ پر نادم ہونے یا کسی حال کیطرف کہنچ جانے
یا کسی واجب کیطرف مائل ہونے یا سر قلبی سے سرگوشی کرنے کے وقت اور وجد کی کیفیت
یہہ ہے کہ ظاہر کو ظاہر کے مقابل کرنا اور باطن کو باطن کے اور غیب کو غیب کے اور سر
کو سر کے اور جو کچھہ تقدیر مین فائدہ لکھا ہے ہر چیز کے بدلے مین اوسکو پیدا کرنا تاکہ
بندہ کی سعی اسباب مین اوسکے لئے لکھہ لیجاوے اور اوسی کی جانب سے شمار کیا جاوے
تو اس صورت مین بدون سعی کے تو اوسکے پاس سعی ہو جائیگی اور ذکر بدون ذکر
کے اسلئے کہ شروع مین نعمت دینے والا اور ذمہ دار تو وہی کفیل مطلق تھا اور تمام معاملہ
آیندہ کو اوسکی طرف رجوع کریگا تو علم وجد کا ظاہر یہہ ہے کہ جو بیان ہوا اور صوفیہ کے اقوال
وجد کے باب مین اسی طرح کے بہت ہین اب حکما کے اقوال کو سنو کہ بعض تو یہہ کہتے ہین
کہ دلمین ایک عمدہ فضیلت تھی جسکو قوت نطق لفظون سے نکال نسکی پس اوسکو نفس نے نغمون

باہر نکالا اور جب وہ ظاہر ہوئی تو نفس خوش ہوا اور اوسکے سامنے طرب مین آیا تو تم
نفس سے مناکرو اور راوس سے سرگوشی کرو اور ظاہری مناجات کو ترک کرو اور بعض یہہ
کہتے ہین کہ سماع کا نتیجہ یہہ باتین ہین کہ رائے سے عاجز رہا کا طالب متعد بنجاوے اور
جو فکر سے خالی ہوا وسکو فکر حاصل ہوجائی اور جو فہم کا کند ہوا وسکی فہم تیز ہوجائے
حتی کہ جو بات نرہی ہو وہ پہر چلی آوے اور جو تھک گیا ہو وہ چست بنجاوے اور جو
میلا ہو وہ صاف بنے اور ہر رائے اور نیت مین جولانی کرے اور درست کہے خطا نہو اور
کام کرے مگر تاخیر نکرے اور دوسرے حکیم نے کہا ہی کہ جیسا فکر علم کو معلوم کیطرف سے راہ
بتاتا ہے ویسا ہی سماع دل کو عالم روحانی کی راہ بتاتا ہے اور حکیم سے
سوال ہوا کہ نغمون مین وزن اور رگت پر ہاتہہ پاؤن کا بالطبع
ہلجاتا کس وجہ سے ہی تو اوسنے کہا کہ یہہ عشق عقلی ہی عاشق عقلی اسباب کا محتاج نہین کہ اپنے
معشوق سے زبان ہی سے گفتگو کری بلکہ وہ اوس سے کلام اور سرگوشی تبسم اور پلک جہپکنے اور
ابرو اور آنکہہ کے لطیف اشارہ سے کیا کرتا ہی اور یہہ سب چیزین باتین کرتی ہین مگر روحانی
زبان مین ہین کہ بدون عقل کے اور طرح نہین سمجھی جاتین اور جو عاشق بہیمی ہین وہ جسمی
زبان کو مستعمل کرتے ہین تاکہ اپنے شوق ضعیف اور کہوٹے عشق کو تقریر زبانی سے ملمع
کرین اور ایک اور حکیم کا قول ہی کہ جو شخص حزین ہوا وسکو نغمات کا سننا چاہیے اسلیے کہ نفس
پر جب غم آتا ہی تو اوسکا نور بجھہ جاتا ہی اور جب خوش ہوتا ہی تو اوسکا نور مشتعل ہوتا ہی اور
اوسکی رونق جگمگاتی ہی اس صورت مین جسقدر آدمی مین استعداد ہوگی اور آلودگی اور
ناپاکی سے صفائی ہوگی اوسیقدر اشتیاق پیدا ہوگا اور سماع اور وجد کے باب مین اقوال
بہت سے ہین اون سبکے بیان کرنے سے کچھہ فائدہ نہین معلوم ہوتا اسلیے ہم امر محقق کو لکہتے

ہین جسکو وجد کہنا چاہیے پس واضح ہو کہ وجد اوس حالت کا نام ہی جو سماع کا ثمرہ ہوتا ہی
یعنی ایک نئی حالت راگ سننے کے بعد سننے والا اپنے نفس کے اندر پاتا ہی اور یہ حالت دو
قسمون سے خالی نہین یا تو اسکا انجام وہ مشاہدات اور مکاشفات ہون جو منجملہ علوم اور
تنبیہات گنے جاوین اور یا تغیرات اور احوال ہون کہ وہ از قبیل علوم نہون بلکہ
مثل شوق اور خوف اور حزن اور قلق اور سرور اور افسوس اور ندامت اور بسط
اور قبض کے ہون اور سماع ان احوال کو یا تو جوش مین لاتا ہی یا قوی کر دیتا ہی پس
اگر سماع ایسا ضعیف ہو کہ نہ تو ظاہر بدن کو حرکت یا سکون دے نہ کوئی سننے والے کی حالت
بدلے کہ خلاف عادت ہلنے لگے یا گردن جھکالے یا دیکھنے اور بات کرنے سے ساکن ہو جائے
تو ایسی حالت کو وجد نہ کہین گے اور اگر ظاہر بدن پر حال کا متغیر ہونا معلوم پڑے گا
تو اوسکو وجد کہین گے اور جسقدر اوسکا ظہور اور ظاہر حال کو بدلنا ہوگا اوسی نسبت سے
وجد کو ضعیف یا قوی ہوگا اور اوسکی تحریک اوسقدر زور سے ہوگی جسقدر قوت
کہ وہ حالت آویگی اور ظاہر کو تغیر سے محفوظ رکھنا بقدر وجد والے کے زور اور ہاتھ پاؤن
کے قابو مین رکھنے کے ہوتا ہی تو اکثر ایسا ہو جاتا ہی کہ وجد باطن مین قوی ہوتا ہی مگر ظاہر
مین تغیر نہین آتا کہ وجد لینے والا قوی ہوتا ہی اور بعض اوقات اوس حالت جدید کے ضعیف
ہونے سے ظاہر مین اثر نہین کرتا کہ وہ حالت تحریک مین اور عقدۂ ضبط کو کھولنے مین
قاصر ہوتی ہی اور اسی بات کیطرف اشارہ کیا ہی ابو سعید ابن اعرابی نے وجد کی تعریف مین
کہ رقیب کا مشاہدہ اور حضور فہم اور غیب کا ملاحظہ ہوتا ہی چنانچہ اوپر بیان ہوا اور
بعید نہین کہ سماع ایسی چیز کے منکشف ہونے کا سبب ہو جو پہلے سے کشوف نہوا تھا کیونکہ
کشف کئی سببون سے ہوتا ہی اول تنبیہ سے اور سماع تنبیہ کرنیوالا ہی دوم احوال کا بدلنا

اور اونکا مشاہدہ اور ادراک کہ اونکے ادراک مین کبھی ایکطرح کا علم ہو جو ایسی باتونکا
واضح کر دیتا ہو جو پیشتر معلوم نتہے سوم دل کی صفائی اور راگ سبب دل کی صفائی
کو چہارم دل کا قوی ہونا اور قوت سماع سے دل کا سرور اتنا برانگیختہ ہوتا ہے کہ اس
شدت سرور مین اون اشیا کا مشاہدہ کر سکتا ہے جنکے مشاہدہ سے پیشتر عاجز تہا جیسے شتر راگ
کے باعث وہ بوجہہ اوٹہا سکتا ہے جسکے اوٹہانے کی پیشتر اوسکو طاقت نہ تہی تو چونکہ دل کا
عمل کشف ہونا اور اسرار ملکوت کا ملاحظہ کرنا ہے تو جب دل قوی ہوگا تو اوسکا عمل بہی زیادہ
ہوگا جیسے شتر کے قوی دل ہونے سے اوسکا عمل زیادہ ہوتا ہے یعنی بوجہہ کا اوٹہانا پس
انہین اسباب کے وسیلہ سے سماع کشف کا سبب ہوتا ہے بلکہ دل جب صاف ہوتا ہے تو بعض اوقات
امر حق اوسکے سامنے صورت پکڑ کر سوجہنے لگتا ہے یا الفاظ منظوم بنکر اوسکے کان مین پڑتا ہے
اور اس آواز کو اگر بیداری مین ہوتی ہے تو آواز ہاتف کہتے ہین اور سونے کی حالت
مین ہوتی ہے تو خواب کہتے ہین اور یہہ نبوت کے چہیالیس حصون مین سے ایک حصہ ہے کہ امر حق
اسطرح آدمی پر واضح ہو جاوے اور علم معاملہ اس علم کی تحقیق خارج ہے مگر تجربہ شاہد ہے کہ
صلحا کو اسطرح کے معاملات پیش ہوتے ہین چنانچہ محمد بن مسروق بغدادی رحمہ اللہ کہتے
ہین کہ جوانی مین جاہل تہا ایکرات نشہ کی حالت مین اس شعر کو گاتا ہوا باہر نکلا شعر

گذر کرتا ہون مین جسدم باغ زیر طور سینا کے	تعجب کرتا ہون اون لوگون پر جو پیتے ہین پانی

پس مینے سنا کہ کوئی یون کہتا ہے شعر

جہنم مین وہ پانی ہے اگر کوئی پیے اوسکو	تو اک دم مین گلا ڈالے وہ امعاء نہانی کو

تو یہی آواز میرے لئے توبہ کرنے اور علم و عبادت مین مشغول ہونے کا باعث ہوئی تو اب دیکہو
کہ راگ نے اوسکے دل کی صفائی مین کیسے اثر کیا کہ حق بات کی حقیقت جہنم کی صفت مین حدیث

پکر ذکر اور الفاظ موزون ہوکر اوسکے گوش ہوش مین پڑگئی اور مسلم عبادانی کہتے ہین کہ ہمارے پاس ایکبار صالح مری اور عتبہ غلام اور عبد الواحد بن زید اور مسلم اسواری تشریف لائے اور ساحل دریا پر فروکش ہوئے تینے ایک رات اونکے لئے کہانا تیار کرایا اور اونکی دعوت کی چنانچہ سب صاحب تشریف لائے جب کہانا سامنے آچکا تو اتنے مین کسی نے غیب سے پکارکر یہہ شعر پڑہا شعر

یاد تمکو نہین کہانون کے مزہ مین مبتلے		کچہہ نہ کام آویگی یہہ لذت نفس آخرکار

اسکو سنکر عتبہ غلام نے ایک چیخ ماری اور بیہوش ہوکر گر پڑے اور دوسرے لوگ بہی رونے لگے کہانا جون کا تون رکہا رہا کسی نے ایک لقمہ نہ کہایا اور جسطرح کہ قلب کی صفائی کے وقت ہاتف کی آواز سنائی دیتی ہے اسی طرح آنکہہ سے صورت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی بہی سوجہتی ہے کہ وہ اہل دل کے سامنے مختلف صورتون مین شکل پکڑتے ہین اور اسی جیسی حالت مین فرشتے انبیا علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام کے سامنے صورت پکڑتے ہین خواہ اپنی حقیقی صورت مین خواہ ایسی شکل مین کہ کسیقدر اونکی صورت اصلی سے مشابہت رکہتی ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو دوبار اونکی صورت پر دیکہا اور ارشاد فرمایا کہ اونہون نے افق کو روک لیا اور وہی صورت مراد ہے ان آیتون مین عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَى ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَى وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَى آخر آیات تک اور انہین جیسے احوال مین دلون کا حال آدمی کو معلوم ہوجاتا ہے اور اس معلوم ہونیکو تفرس کہتے ہین اور یہین وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله کہتے ہین کہ کوئی یہودی مسلمانون کے پاس جاتا اور پوچہتا تہا کہ اس حدیث کے کیا معنی ہین

اتقوا عن فراسة المؤمن تو لوگ اوسکے معنی بیان کردیتے مگر اوسکی تشفی نہوتی آخرکار
وہ کسی صوفی صاحب باطن کے پاس گیا اور اونسے بہی وہی سوال کیا اونہونے فرمایا
کہ اسکے یہہ معنی ہین کہ جو زنار تیرے کپڑون کے اندر کمر مین بندہا ہی اوسکو توڑ ڈال اوسنے
کہا کہ آپنے سچ کہا اسکے یہی معنی ہین اور مسلمان ہوگیا اور کہا کہ اب مینے جانا کہ آپ
ایماندار ہین اور آپکا ایمان حق ہی اسیطرح ابراہیم خواص فرماتے ہین کہ جامع بغداد مین
چند درویشون کے ساتہہ مین بیٹہا تہا کہ اتنے مین ایک جوان ظریف خوبصورت اچہی
خوشبو کا آیا مینے اپنے یارون سے کہا کہ مجہکو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہہ شخص یہودی ہی سبکو یہہ
بات بُری معلوم ہوئی آخر مین باہر چلا آیا اور وہ شخص بہی چلا گیا پہر اون لوگون سے
آکر دریافت کیا کہ شیخ نے میرے باب مین کیا فرمایا تہا اونہونے بتانے مین تکلف کیا مگر
اوسنے اصرار کیا کہ سچ بتادو تب اونہونے کہا کہ یون کہا تہا کہ تم یہودی ہو پہر وہ
شخص میرے پاس آیا اور میرے ہاتہون پر جہکا اور سر کو بوسہ دیا اور مسلمان ہوگیا
اور کہا کہ ہمنے اپنی کتابون مین یہہ مضمون دیکہا ہی کہ صدیق کی فراست خطا نہین
کرتی تو مینے دلمین کہا کہ مسلمانون کا امتحان لون پہر جو مسلمانون کو تامل کیا تو کہا کہ
اگر مسلمانون مین صدیق ہوتا ہوگا تو درویشون کے فرقہ مین ہوگا کہ یہہ خدا تعالے
کا ذکر کرتے ہین اس نظر سے مین تمہارے مجمع مین صورت بدلکر آیا جب شیخ نے فراست سے
میرا حال دریافت کرلیا تو مینے جانا کہ وہ صدیق ہین راوی کہتا ہی کہ پہر وہ جوان بہی
صوفیون مین سے ہوگیا اور اسی طرح کے کشف کیطرف اس حدیث مین اشارہ ہے قولہ
ان الشیٰطین یحومون علی قلوب بنی ادم لنتظروا الی ملکوت السماء اور
شیطانون کا دورہ دلونپر اوسیوقت ہوتا ہی کہ صفات مذمومہ سے بہرے ہون کیونکہ شیطانونکے

تماشاگاہ وہی ہین اور جو شخص ان صفات سے اپنے دل کو خالص اور صاف کرے شیطان اوس
کے گرد نہین پہرتا چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہی لاغوینہم اجمعین الا عبادک منہم المخلصین اور فرمایا
ان عبادی لیس لک علیہم سلطان اور سماع دل کی صفائی کا سبب ہے اور جو بندہ
کے حق کو جان ہوا کرتا ہی کہ اوسین حق ہی سماتا ہی اور اس بات پر یہہ روایت دلالت کرتی
ہی کہ حضرت ذوالنون مصری بغداد مین داخل ہوئے اونکے پاس کچہہ صوفی جمع ہوئے
جنکے ساتہہ ایک قوال تہا اور آپ سے اجازت چاہی کہ یہہ شخص ہمارے سامنے کچہہ گاوے
آپنے اجازت دی تو اوسنے ان مضمون کے اشعار پڑہے **شعر**

تری چہوٹی ہی الفت نے ستایا	بڑی ہوگی تو ہوگی کس غضب کی
اکہٹی کردی تونے دلمین میرے	محبت جو کہ باہم مشترک تہی
نہ ترس آئیگا تجہکو اوس حزین پر	کہ جب بیغم ہنسی کرتا ہے زاری

ذوالنون مصری اسکو سنکر کہڑے ہوئے اور موہنہ کے بل گر پڑے پہر ایک اور شخص کہڑا
ہوا آپنے فرمایا الذی یریک حین تقوم وہ شخص بیٹہہ گیا آپکو اوسکے دل کا حال
معلوم ہوگیا تہا کہ یہہ تکلف سے وجد کرتا ہی اسلئے اوسکو جتا دیا کہ اگر غیر اللہ کے لئے اوٹہوگے
تو وہی تمہارا مدعی ہوگا جو اوٹہتے وقت تمکو دیکہتا ہی اور اگر وہ مرد سچا ہوتا تو ہرگز نہ بیٹہتا
غرض وجد کا انجام اسپر آرہا کہ وجد یا مکاشفہ ہوتا ہی یا حالت اب انمین ہر ایک کی دو قسمین
ہین ایک وہ کہ افاقہ کے بعد اسکو بیان کرسکین اور ایک وہ کہ بیان نکرسکین اور
شاید تم اس امر کو بعید جانو کہ ایسی حالت اور علم کیسی ہو جسکی حقیقت بیان نکیجاوے
تو اسکو بعید مت جانو کیونکہ تمکو اسکی نظیر اپنے حالات مین مل سکتی ہین علم کی مثال
تو یہہ ہی کہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ کسی فقیہہ کے سامنے دو مسئلہ ایکسی صورت کے پیش ہوتے

ہین اور وہ اپنے ذہن مین اون دونون کا فرق حکم مین جانتا ہی لیکن اگر اوس سے
کوئی فرق پوچھتا ہی تو زبان یاری نہین کرتی کہ فرق بیان کر دے گو کیسا ہی فصیح ہو
اور فرق کا معلوم کرنا ایک علم ہی جو اوسکا دل سے ذوق دریافت کر لیتا ہی اور اسمین
بھی شک نہین کرتا کہ دلمین اوسکے پڑنے کا کوئی سبب ہے اور خدا تعالے کے نزدیک اوسکی
کوئی حقیقت ہی مگر اوسکو بتا نہین سکتا نہ اسوجہ سے کہ اوسکی زبان مین قصور ہی بلکہ اسوجہ
کہ خود وہ معنی ہی دقیق ہین کہ لفظون مین نہین آسکتے اور جو لوگ ہمیشہ مشکلات کی
بحث کرتے رہتے ہین اونکو یہہ امر معلوم ہی کہ ایسا ہوا کرتا ہی اور حال کی مثال یہہ ہی کہ
اکثر آدمیونکو جس وقت دلمین قبض یا بسط ہوتا ہی معلوم ہو جاتا ہی مگر اوسکا سبب نہین
جانتے اور بعض اوقات آدمی ایک چیز مین فکر کرتا ہی اور اوس سے اوسکے دلمین اثر ہوتا ہے
پھر اوس سبب کو بھول جاتا ہی اور اثر دلمین معلوم ہوتا ہی اور باقی رہتا ہی اور کبھی یہی
حالت سرور ہوتی ہی کہ کسی ایسے سبب کے سوچنے سے جو موجب سرور ہو دلمین قرار پکڑتی ہی
یا حالت حزن کسی غم کی بات مین تامل کرنے سے پیدا ہوتی ہی اور جس بات مین فکر
کی تھی وہ یاد سے اوتر جاتی ہی لیکن اوسکے بعد اوسکا اثر باقی رہتا ہی اور یہی
حالت کبھی ایسی عجیب و غریب ہوتی ہی کہ نہ اوسکو سرور کہہ سکتے ہین نہ حزن اور نہ کوئی
اور لفظ ملتا ہی جو ٹھیک اوسکے معنی بتاوے اور مقصود ظاہر کرے بلکہ ذوق موزون
شعر کا اور موزون اور ناموزون مین تمیز کرنیکا ایسا ہی کہ کسی مین ہوتا ہی اور کسی
مین نہین ہوتا یہہ بھی ایک حالت ہی کہ ذوق والے اوسکو معلوم کر لیتے ہین کہ یہہ موزون
ہی اور یہہ زحاف والی ہی مگر جسکو ذوق نہین اوسکے سامنے ایسی طرح بیان نہین کر سکتے
کہ جس سے مقصود واضح ہو جائے اور نفس مین احوال عجیب و غریب ہین کہ اون سب کی یہی

سدرۃ المنتہیٰ اور فردوس بریں مین ہوئے وہ اوسکے مشتاق الیہ ہین مگر اسکے خیال ہین
ان باتون کا علم بجز صفات اور ناموں کے اور کچھ نہین جیسے کوئی لفظ جماع اور عورتون
نام سنلے اور کسی عورت کی صورت کبھی نہ دیکھی ہو نہ مرد کی اور نہ اپنی صورت آئینہ مین دیکھی
ہو اوس پر قیاس کرکے جان لے تو اب راگ سننے سے اوسکا شوق حرکت کرتا ہی مگر چونکہ
زیادتی جہل اور دنیا مین مشغول ہونے سے وہ اپنے نفس کو اور اپنے پروردگار کو بہول
گیا ہی اور اپنا وہ ٹہکانا ہی یاد نہین جسکی طرف اوسکا شوق طبعی ہی اسلیئے اوسکا دل ایسے
امر کا خواہان ہوتا ہی کہ جانتا نہین کہ وہ کیا ہی پہر مدہوش اور متحیر اور مضطرب ہوتا ہی اور
اوس کا گلا گہونٹے ہوئے کیطرح ہوجاتا ہی جسکو کیفیت اوس ورد کے چہوٹنے کی معلوم نہو غرضکہ
اسطرح کے حالات کی حقیقت پوری معلوم نہین ہوتی اور نہ حال والا اونکو تقریر سے بیان
کرسکتا ہی اس تقریر سے واضح ہوگیا کہ وجد دو طرح کا ہی ایک وہ کہ اوسکا بیان لفظون مین
ہوسکے اور ایک وہ کہ نہوسکے پہر معلوم کرنا چاہیئے کہ وجد کی دو قسمین ہین ایک وہ کہ خود
بخود دل پر ہجوم کرے دوسرا وہ کہ بتکلف وجد کیا جاے اس دوسری صورت کو تواجد یعنی
حال لینا کہتے ہین اور تواجد مین اگر مقصود ریا ہو یا احوال شریفہ کا اپنے آپ مین ظاہر
کرنا حالانکہ واقع مین اون سے مفلس ہے تب تو برا ہی اور اگر اسلیئے ہی کہ احوال شریفہ کا اپنے
اندر حاصل ہونا اور اونکو کسب کرنا اور تدبیر سے کہینچ لانا چاہتا ہے تو اچہا اس نظر سے کہ آخر کسب
کو احوال شریفہ کے کہینچ لانے مین دخل ہی اور اسی نظر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے تلاوت قرآن مجید مین فرمایا کہ جس شخص کو رونا نہ آوے وہ روتی صورت بناوے اور
بتکلف حزن کرے کیونکہ یہہ احوال ہرچند ابتدا مین تکلف کیئے جاتے ہین مگر انجام مین
ثابت اور متحقق ہوجاتے ہین اور اسکا انکار نہین ہوسکتا کیونکہ جو شخص قرآن مجید کے حفظ کا

اوّل بڑے تکلف سے یاد کرتا ہی اور تکلف کے ساتھ خوب سوچ سوچکر ذہن لگا کر پڑھتا ہی
مگر خوب یاد ہونے کے بعد زبانپر ایسا چڑھ جاتا ہی کہ نماز وغیرہ مین غفلت کی حالت مین
بھی تمام سورت پڑھ جاتا ہی اور تمام ہونیکے بعد جب ہوشیار ہوتا ہی تو جانتا ہی کہ فلانی سورت
پڑھا اسیطرح کاتب اول مین بڑی محنت لکھنے پر کرتا ہی پھر جو مشق چڑھ جاتی ہی تو لکھنا
سرسری ہو جاتا ہی حتی کہ ورق کے ورق لکھتا اور نقل کرتا چلا جاتا ہی اور دل دوسری
فکر مین ڈوبا رہتا ہی حاصل یہہ کہ جن صفات کو نفس اور اعضا قبول کرتے ہین اونکے
اکتساب کی صورت اول مین یہی ہوتی ہی کہ تکلف اور بناوٹ کرنا پڑتا ہی اور آخر کو
عادت سرشت ہو جاتی ہین اور یہی غرض ہے اس قول سے کہ عادت طبع پنجم ہے پس اگر احوال نفس
کسی شخص کے اندر مفقود ہون تو اوسے ناامیدی کرنی نہ چاہیے بلکہ چاہیے کہ اونکو تکلف
راگ سے اور کسی تدبیر سے حاصل کرے کیونکہ عادت مین ایسا دیکھا گیا ہی کہ جس شخص نے کسی
دوسرے پہ عاشق ہونا چاہا ہی اور پہلے سے عاشق نہین تھا تو اوسنے یہہ تدبیر کی کہ اپنے نفس
کے سامنے اوسکا ذکر مدام کرنا اور جو باتین اوسمین عمدہ اور اخلاق حمیدہ تھین اونکا ذکر
کرنا اور علی الدوام اوسکی طرف دیکھنا شروع کیا یہانتک کہ اوسپر عاشق ہو گیا اور عشق اوسکے
دل مین ایسا جمگیا کہ اوسکے حد اختیار سے نکلگیا پھر اوسنے اوسکے بعد اوس سے چھوٹنا چاہا
تو نہ چھوٹ سکا تو اسیطرح اللہ تعالے کی محبت اور اوسکے دیدار کا شوق اور اسکی خشیت
کا خوف اور دوسرے احوال شریفہ اگر آدمی مین نہون تو چاہیے کہ اونکے حاصل کرنیکی تدبیر
کرے اسطرح کہ جو لوگ ان حالات سے موصوف ہون تو انکے پاس بیٹھکر اونکے احوال دیکھا کرے اور اونکی صفات کو دلمین اچھا کہا
کرے اور راگ سننے مین اونکا شریک ہو اور خدا تعالے کی جناب مین دعا اور تضرع کرے کہ وہ
حالت مجھکو بھی مرحمت کر اور اوسکے سامان میرے لیے مہیا فرما اور ان احوال کے سامانون

مین سے ایک یہہ بھی ہی کہ راگ سُنے اور نیکبخت بندون اور خوف کرنیوالون اور محبون اور مشتاقون اور خاشعین کے پاس بیٹھے اسلیئے کہ جو شخص دوسرے کے پاس بیٹھتا ہی اوسکی صفات اوسکے اندر بھی سرایت کر جاتی ہی ایسی طرح کہ اوسکو خبر بھی نہین ہوتی اور اسباب کی جہت سے محبت وغیرہ احوال کے حاصل ہونے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا یہہ ارشاد دلیل ہی کہ آپنے دعا مین فرمایا اللھم ارزقنی حبک وحب من یحبک وحب من یقربنی الی حبک تو دیکھو اس دعا مین آپنے محبت کی طلب فرمائی اگر یہہ امر سرشتی ہوتا تو اوسکی درخواست کیسے ہوتی یہانتک کہ بیان سے معلوم ہوا کہ وجد کی دو قسمین ہین مکاشفہ اور حالات اور پھر دو قسمین ہین ایک وہ کہ اوسکا اظہار ممکن ہو دوسرے وہ کہ اوسکا اظہار ممکن نہو اور نیز وجد کی دو اور قسمین ہین ایک وہ کہ بتکلف ہو دوسرے وہ کہ طبعی ہو اب اگر یہہ کہو کہ یہہ کیا بات ہی کہ صوفیون کو قرآن مجید کے سننے سے جو اللہ تعالے کا کلام ہی وجد نہین ہوتا اور راگ پر جو کلام شعرا کا ہی وجد ظاہر ہوتا ہی اگر بالفرض وجد خدا تعالے کی عنایت ہی سے ہوتا اور حق ہوتا اور شیطان کے فریب سے اور باطل نہوتا تو چاہیے تھا کہ راگ کی نسبت قرآن مجید سے بطریق اولی ہوا کرتا تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ جو وجد حق ہوتا ہی وہ اللہ تعالے کی فرط محبت اور صدق ارادت اور اوسکے شوق دیدار سے پیدا ہوتا ہی اور اسیطرح کا وجد قرآن مجید کے سننے سے بھی جوش کرتا ہی اور جو وجد کہ خلق کی محبت اور مخلوق کے عشق سے ہوا کرتا ہی وہ البتہ قرآن مجید کے سننے سے جوش مین نہین آتا اور قرآن مجید سے وجد ہونے پر خود قرآن مجید گواہ ہی کہ اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا الا بذکر اللہ تطمئن القلوب اور فرمایا مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ تو طمانیت اور بدن پر رونگٹا کھڑا ہو جانا

اور خوف اور دل کی نرمی جو ان آیتون مین مذکور ہین وہ وجد ہی ہین اسلئے
کہ وجد وہی ہوتا ہی جو سننے کے سبب سننے کے بعد نفس مین پایا جاوے اور دوسری
جگہہ یون ارشاد ہوا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ
اور فرمایا لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ
خَشْيَةِ اللّٰهِ تو ان آیتون مین ترس اور خشوع وجد ہی حالات قبیل سے گو مکاشفات
کے قبیل سے نہین مگر کبھی مکاشفات اور تنبیہات کا سبب ہوجاتا ہی اور اسی لحاظ سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ زینت دو قرآن کو اپنی آوازون سے اور
حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی شان مین فرمایا لقد اوتی مزمارا من
مزامیر آل داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام اور جن حکایات سے معلوم ہوتا
ہی کہ اہل دلکو قرآن مجید سننے کے وقت وجد ہوا ہی وہ بہت ہین چنانچہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا شَيَّبَتْنِيْ سُوْرَةُ هُوْدٍ تو یہ بھی وجد کی خبر ہی
اسلئے کہ بڑھاپا حزن اور خوف سے حاصل ہوتا ہی اور حزن اور خوف وجد مین داخل ہی
اور مروی ہی کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
کے سامنے سورہ نسا پڑہی جب اس آیت پر پہونچے فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ
بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا آپنے فرمایا کہ بس کرو اور دونون آنکھون
سے اشک جاری تھے اور ایک روایت مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
نے خود پڑہا یا کسی اور شخص نے آپکے سامنے یہ آیہ پڑہی اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا
وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا پس آپ بیہوش ہوگئے اور ایک روایت مین
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اس آیہ کو پڑہکر روئے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ

فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ الآیہ اور یہہ آپکا دستور تہا کہ آیت رحمت پر گزرتے تو دعا مانگتے اور بشارت کی درخواست کرتے اور بشارت کی التجا وجد ہی اور جو لوگ قرآن مجید پر وجد کرتے ہین اونکی تعریف خدا تعالے نے کی ہی چنانچہ فرمایا وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ اور مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نماز پڑہا کرتے تہے آپکے سینہ مبارک مین ایسا جوش ہوتا تہا کہ ہنڈیا کی کہدبدہ ہونے کی آواز ہوتی ہی اور صحابہ اور تابعین نے جو قرآن پر وجد کیا ہی اونکی نقلین بہت سی ہین کہ بعضون نے پچہاڑ کہائی اور کچہہ روئے اور کچہہ بیہوش ہوگئے اور بعضے غشی کی حالت مین مرگئے چنانچہ کہتے ہین کہ ذرارہ بن ابی اوفی رقہ مین لوگونکو نماز پڑہاتے تہے کہ کسی رکعت مین یہہ آیت پڑہی فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ اسکو پڑہتے ہی بیہوش ہوکر گرپڑے اور محراب ہی مین مرگئے یہہ بزرگ تابعین مین سے تہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو پڑہتے سنا اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ آپنے ایک چیخ ماری اور بیہوش ہوکر گرپڑے لوگ مکان پر اوٹہا لائے ایک مہینے بہر آپ بیمار رہی اور ابو جریر تابعی کے سامنے صالح مری نے قرآن مین سے کچہہ پڑہا وہ چیخ مارکر مرگئے اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے کسی قاری کو یہہ پڑہتے سنا هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ آپکو غش آگیا اور علی بن فضیل رحمہ اللہ نے کسی قاری کو پڑہتے سنا يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تو غش کہا کر گرپڑے حضرت فضیل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی کا شکر ہی تجہکو وہ بلکا جو اللہ تعالے نے تجہہ سے معلوم کرلیا ہی اسیطرح بہت سے لوگون سے اسطرح کی حکایتین

منقول ہین اور ایسا ہی صوفیون کا حال ہو چنانچہ کہتے ہین کہ شبلی رحمہ اللہ رمضان کی شب مین ایک امام کے پیچھے اپنی مسجد مین نماز پڑھتے تھے امام نے یہہ آیہ پڑہی و لئن شئنا لنذھبن بالذی اوحینا الیک حضرت شبلی نے ایک چیخ ایسی ماری کہ لوگونکو گمان ہوا کہ آپکا طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا اور آپکا رنگ زرد ہو گیا اور شانے تھرانے لگے اور یہی بار بار کہتے تھے کہ احباب کو ایسی ہی طرح خطاب کیا کرتے ہین اور حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ حضرت سری سقطی رحمہ اللہ کے پاس گئے کہتے ہین کہ مینے وہان دیکہا کہ ایک شخص کو غش آیا ہوا ہی مجہہ سے فرمایا کہ یہہ ایک شخص ہے کہ قرآن مجید کی آیت سنکر اسکو غش آگیا ہی مینے کہا کہ اسپر وہی آیت دوبارہ پڑہو جب وہ آیت پڑہی گئی تو اسکو افاقہ ہو گیا حضرت سری سقطی نے پوچہا کہ یہہ مضمون تمنے کہان سے کہا مینے کہا کہ حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی نابینائی مخلوق کے باعث سے تہی تو مخلوق ہی کے سبب سے اچہے ہو گئے اگر آپکا نابینا ہونا حق کے واسطے ہوتا تو مخلوق کے سبب سے بینا نہوتے حضرت سری سقطی نے اس جواب کو اچہا کہا اور جو تدبیر کہ حضرت جنید رحمہ اللہ نے فرمائی تہی اوسی کیطرف شاعر کا قول اشارہ کرتا ہی **شعر**

دور ثانی ہے یہ موجب کہ ہو دور خمار		مین نے اول تو پئے جام مزہ مین آکر

اور کسی صوفی کا قول ہو کہ مین ایک شب اس آیت کو پڑہ رہا تہا کل نفس ذائقۃ الموت مین نے اسکو مکرر پڑہنا شروع کیا اتنے مین غیب سے ایک آواز آئی کہ کہانتک اس آیت کو مکرر پڑہیگا چار جن کو تو نے قتل کر دیا جنہون نے روز ولادت سے اپنا سر آسمان کیطرف نہین اوٹہایا تہا اور ابو علی مغازلی نے شبلی رحمہ اللہ سے کہا کہ بعض اوقات میرے کان مین کوئی آیت قرآن مجید کی پڑتی ہی تو مجہہ کو دنیا سے اعراض کرنے کی

کشش کرتی ہے پہر جو اپنے کاروبار اور لوگون کیطرف رجوع کرتا ہون تو کیفیت صدر
پر باقی نہین رہتا حضرت شبلی نے فرمایا کہ اگر قرآن سنکر تم متوجہ اور مائل الی اللہ ہوتے
ہو تو یہہ بہی خداتعالے کی توجہ اور عنایت ہی اور اگر تمکو تمہارے نفس کیطرف رجوع کردیتا
ہی تو یہہ بہی اوسکی شفقت اور رحمت ہی کیونکہ اوسکی طرف متوجہ ہونے مین تمکو بجز اس امر کے
اور کچہہ شایان نہین کہ اپنی تدبیر اور قوت سے بری ہو جاؤ اور کسی صوفی نے ایک
قاری کو یہہ پڑہتے سنا یٰاَیَّتُہَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً
مَّرْضِیَّۃً تو اوسکو قاری سے دوبارا پڑہوا کر کہا کہ نفس کو کب تک کہے جاؤن کہ رجوع
کر اور یہہ رجوع نہین کرتا پہر حالت مین آکر ایسی چیخ ماری کہ جان نکل گیی اور بکر بن معاذ
نے کسیکو پڑہتے سنا وَاَنْذِرْہُمْ یَوْمَ الْاٰزِفَۃِ الآیہ تو مضطرب ہوئے پہر چیخ مار کر
کہا کہ رحم کر اوسپر جسکو تو نے ڈرایا آخر ڈرانے کے بعد بہی وہ تیری طاعت پر متوجہ نہوا
اتنا کہکر اونکو غش آگیا اور ابراہیم ادہم رحمہ اللہ جب کسیکو اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ پڑہکر
سنتے تو آپکے جوڑ ایسے مضطرب ہوتے کہ گویا بند بند کانپتا ہی اور محمد بن صبیح کہتے ہین کہ
ایک شخص فرات کے اندر غسل کرتا تہا کہ اتنے مین ایک آدمی کنارہ پر یہہ آیہ پڑہتا ہوا
نکلا وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّہَا الْمُجْرِمُوْنَ تو وہ نہانیوالا تڑپنے لگا یہانتک کہ ڈوبکر
مرگیا اور کہتے ہین کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کسی جوان کو تلاوت کرتے
دیکہا اور جب وہ ایک آیت پر پہونچا تو اوسکے رونگٹے کہڑے ہوگئے حضرت سلمان کو اوس سے
محبت ہوگیی چند روز جو اوسکو نہ دیکہا تو لوگون سے اوسکا حال دریافت کیا کسی نے کہا
کہ وہ بیمار ہی آپ اوسکی عیادت کو تشریف لیگئے دیکہا تو وہ دم نزع مین تہا اوس نے حضرت
سلمان سے کہا کہ جو پہریری کہ آپنے میرے بدن پر ملاحظہ فرمائے تہے وہ بہت اچہی صورت بنکر میرے

پاس آئے اور مجھہ سے کہا کہ خدا تعالے نے تیرے سب گناہ بخشدئے حاصل یہہ کہ اہل دل قرآن سننے کے وقت بھی وجد سے خالی نہین ہوتے اور اگر قرآن کا سننا اوسمین ہرگز اثر کچھہ نکرے تو اوسکو اس آیہ کا مصداق سمجھنا چاہیے مَثَلُ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَاءً وَّنِدَاءً ط صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ط بلکہ اہل دلکو تو کلمۂ حکمت بھی اثر کرتا ہی چنانچہ جعفر خلدی کہتے ہین کہ ایک شخص خراسانی حضرت جنید کی خدمت مین حاضر ہوا اوسوقت آپکے پاس کچھہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے آپنے اوس سے پوچھا کہ آدمی کے نزدیک اوسکے ثنا خوان اور برائی کہنے والے یکسان کب ہوجاتے ہین کسی درویش نے کہا کہ جب آدمی شفاخانہ مین جاتا ہی اور دو قیدون مین مقید ہوتا ہی حضرت جنید رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہہ جواب تمہارے شان کے شایان نہین پہر آپ اوس خراسانی کیطرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے کہ یہہ نوبت اوسوقت ہوتی ہی کہ یقین کرلے کہ مین مخلوق ہون اوس شخص نے ایک چیخ ماری اور مرگیا اب اگر یہہ کہو کہ اگر قرآن کا سننا وجد پیدا کرتا ہی تو صوفی قوالونکے راگ سننے پر کیون جمع ہوتے ہین قاریون سے قرآن مجید اکٹھے ہوکر کیون نہین سنتے مناسب تو یہہ تھا کہ اونکا اجتماع اور حال لینا قاریون کے حلقہ مین ہوتا نہ قوالون کے طائفہ مین اور یہہ بھی چاہئے تھا کہ ہر ایک دعوت مین اجتماع کے وقت کوئی قاری بلایا جاتا نہ قوال کیونکہ اللہ تعالے کا کلام راگ سے بلا شبہ افضل ہی تو اسکا جواب یہہ ہی کہ گو قرآن مجید کا سننا باعث وجد ہی مگر اوسکی نسبت کروجد کا جوش سماع سے زیادہ ہوتا ہی سات وجہون کے سبب سے وجہ اول یہہ ہی کہ قرآن مجید کی سب آیتین سننے والے کے مناسب حال نہین اور نہ اس قابل ہین کہ سبکو سمجھکر جس حال مین وہ مبتلا ہی اوسپر ڈھال لے مثلاً جس شخص پر حزن اور شوق

اور ندامت غالب ہو تو اوسکے حال کے مناسب یہہ آیہ کیسے ہو گی یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْ
اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ ط اور یہہ آیہ وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ
اور اسیطرح اور آیتین جنمین احکام میراث اور طلاق اور حدود وغیرہا کے ہین اور دل
کی بات کی محرک وہی چیز ہوتی ہے جو اوسکے مناسب ہو اور اشعار کو جو شعرا نے نظم کیا ہے
تو حالات دل کے ہی ظاہر کرنے کے لئے ہے اون اشعار سے حال کے سمجھنے مین کچھہ تکلف نہین
کرنا پڑتا ہان جس شخص پر حالت زبردست غالب ہو کہ اوسکے ہوتے ہوئے دوسری حالت
کی گنجایش ہی نہو اور اوسکی تیزی طبع اور ذکاء ذہن اتنا ہو کہ الفاظ مین سے دور دور
کے معنی سمجھہ لیا کرے تو ایسا شخص البتہ ہر قول کے سننے پر وجد کر سکتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص
یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ کو سے موت کی حالت سمجھے جس سے وصیت کی حاجت ہوتی ہے اور
یہہ کہ ہر انسان کو ضرور ہے کہ اپنا مال و اولاد جو دنیا کے اندر دو محبوب چیزین ہین انمین
سے ایک محبوب کو دوسرے کے قبضہ کے لئے چھوڑے اور دونون سے مفارقت کر جائے تو اس خیال سے
اوسپر خوف اور فزع غالب ہو جائے یا یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ مین صرف اسم ذات سنکر مدہوش
ہو جائے نہ اوسکے آگے کے مضمون کی خبر رہی نہ پیچھے کے معنون کی یا دل مین یہہ گذرے
کہ اللہ تعالے کی رحمت اور شفقت کو دیکھنا چاہئے کہ بندون کی میراثون کی تقسیم کا متولی
بھی خود ہوا کہ زندگی اور موت دونون حالتون مین بندہ پر عنایت رہے اور اس سے
یہہ خیال کرے کہ جب اللہ تعالے نے ہمارے مرنے کے بعد ہماری اولاد پر شفقت فرمائی ہے تو
بیشک وہ ہمپر بھی نظر رحمت فرمائیگا اور اس خیال سے رجا کی حالت جوش کر گئی اور موجب اوسکے
سرور اور استبشار کا ہو گی یا لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ سے دلمین یہہ خیال بندھے
کہ مرد کو مردیت کے باعث سے عورت پر فضیلت ہے اور آخرت مین فضیلت اون مردونکو

ضعیف ہو جاتا ہی اور تیسری بار تو گویا رہتا ہی نہین اور اگر بالفرض کسی ایسے شخص کو کہا جائے
جسپر وجد غالب ہو کہ ہمیشہ ایک ہی شعر پر تہوڑے تہوڑے عرصہ مین ایک دن یا ہفتہ تک
اندر حال لیا کرے تو اوس سے کبہی نہو سکیگا اور اگر شعر بدل دیا جاویگا تو البتہ اوسکا اثر
اوسکے دل مین نیا پیدا ہوگا گو مضمون وہی ہو جو پہلے شعر کا تہا مگر لفظ اور وزن و
قافیہ کا پہلے سے جدا ہونا نفس کو حرکت دیتا ہی گو قوال وہی ہو اور قاری سے ممکن
نہین کہ ہر وقت نیا قرآن پڑہے اور ہر دعوت مین نئی تلاوت کرے اسلیے کہ قرآن تو
محصور ہی اوسمین کچہہ بڑہ نہین سکتا نہ الفاظ بدل سکین وہ تو کل محفوظ ہی اور بہت دفعہ
سنا جاتا ہی اور یہی وجہ تہی کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب اعراب کو دیکہا کہ
قرآن مجید پڑہتے ہین اور اوسکو سنتے ہین اور روتے ہین تو فرمایا کہ ہم بہی کبہی ایسے ہی تہے
جیسے تم ہو مگر اب ہمارے دل سخت ہوگئے تو اوس سے یہہ گمان نکرنا کہ صدیق رضی اللہ عنہ کا
دل اجلاف عرب سے بہی زیادہ سخت تہا یا آپکو اللہ تعالے اور اوسکے کلام سے محبت اتنی نہ تہی
جتنی اون لوگونکو تہی بلکہ اصل یہی تہی کہ دلپر مکرر گزرنے سے عادی سے ہوگئے تہے اور
کثرت استماع کی جہت سے اوس سے اتنا انس تہا کہ اثر کم معلوم ہوتا تہا کیونکہ عادت مین محال
ہی کہ کوئی سننے والا ایک آیت سے جسکو پہلے نہ سنا ہو اور گریہ کرے پہر بیس برس تک ہمیشہ
اوسیکو مکرر پڑہکر رویا کرے حالانکہ آیت وہی ہی مگر چونکہ نئی بات نہین ہوتی اسلیے کچہہ اثر
نہین ہوتا اور یہہ مشہور ہی کہ لکل جدید لذۃ ہر نئی بات کا ایک صدمہ ہوتا ہی اور ہر
مالوف کے ساتہہ انس ہوتا ہی جو صدمہ کے مخالف ہی اور اسیوجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
قصد کیا تہا کہ لوگون کو خانہ کعبہ کا طواف کثرت سے نکرنے دین اور فرمایا کہ مجہکو خوف ہی
کہ لوگ کہین پاس گہر سے مانوس نہو جائین اور پہر وقعت دلمین کم ہو جاوے اور جو شخص

حج کو جاتا ہی اور پیشتر خانہ کعبہ پر اوسکی نگاہ پڑتی ہی تو روتا ہی اور چلاتا ہی اور بعض وقت
دیکھتے ہی غش آجاتا ہی اور پہر جو اتفاقاً کلمہ نغمہ مین ہمیشہ بہر ٹہرتا ہی تو وہ بات اپنے دل کے
نہین پاتا حاصل یہہ کہ قوال اجنبی اور نئے اشعار ہر وقت پڑہ سکتا ہی اور آیتون مین
قاری سے ایسا نہین ہو سکتا تیسری وجہ یہہ ہی کہ کلام کے موزون ہونے سے شعر کا رنگ
بدل جاتا ہی اور دل مین اثر جدا گانہ کرتا ہی کیونکہ اچھی آواز موزون اور ہوتی ہے
اور کلام طیب بے وزن اور ہوتا ہی اور یہ وزن اشعار ہی مین پایا جاتا ہی آیات مین نہین
ہوتا اور وزن کو اس باب مین اتنا دخل ہی کہ اگر قوال جس شعر کو پڑہتا ہو اوسمین زحاف
کر دے یا غلطی کرے یا لَے کی حد سے جو نغمہ مین ہوتی ہی مائل ہو جائے تو سننے والے کا دل گھبرا جائیگا
اور اوسکا وجد و سماع باطل ہو جائیگا طبیعت کو عدم مناسبت کی جہت سے وحشت ہوگی اور
جب طبیعت پریشان ہوگی تو دل پہلے پریشان ہوگا غرضکہ باین لحاظ کہ وزن کو دخل
ہوا کرتا ہی راگ مین شعر ہی مطلوب ہوا چوتھی وجہ یہہ ہی کہ شعر موزون کی تاثیر دل مین
نغمون کی جہت سے مختلف ہوتی ہی جنکو سُر اور لَے کہتے ہین اور یہہ باتین حروف مقصورہ
کو بڑہانے اور ممدودہ کو گہٹانے اور کلمات کے بیچ مین وقف کرنے اور بعض کو منقطع اور بعض
کو موصول کرنے سے ہوتے ہین اور یہہ تصرفات شعر مین درست ہین مگر قرآن مجید مین
جائز نہین کیونکہ اوسمین تلاوت اوسی طرح چاہئے جیسے خداوند کریم نے نازل فرمایا
اگر مقتضائے تلاوت کے خلاف اوسمین مد کی جگہہ قصر یا اسکا عکس یا وقف یا وصل یا قطع
ہوگا تو وہ حرام یا مکروہ ہوگا اور اگر قرآن مجید کو سادہ طور پر جیسے نازل ہوا ہی پڑہا
جائیگا تو اوسمین وہ اثر نہوگا جو نغمون کے سُر و لَے سے ہوتا ہی حالانکہ تاثیر مین وہ نسبتاً
مین گو سمجھے نہ جاوین جیسے تارون کے باجے اور نفیری اور شاہین اور تمام آوازیں

جو سمجھ مین نہ آوین اثر دیکھا جاتا ہی پانچوین وجہ یہہ ہے کہ نغمات موزون کی تاکید اور آواز
موزون سے بھی ہو جاتی ہی جو حلق سے نہین نکلتی مثلاً لکڑی سے گت لگانے یا ڈہولک کے تال وغیرہ
سے اثر دوبالا ہو جاتا ہی اسلئے کہ وجد ضعیف جب ہی ابہرتا ہی کہ اوسکا سبب قوی ہو اور
سبب اِن سب باتون کے یکجا ہونے سے قوی ہو جاتا ہی اور انہین سے ہر واحد کو تاثیر مین دخل
ہی اور واجب ہے کہ قرآن مجید ان جیسے قرائن سے بچایا جاوے اسلئے کہ عوام کے نزدیک ان
قرائن کی صورت کہیل کی سی ہی اور قرآن تمام خلق کے نزدیک کہیل نہین پس حق محض مین
ایسی چیز ملانی جو عوام کے نزدیک کہیل ہو یا خواص کے نزدیک کہیل کی سی صورت ہو گو وہ
اسکو اوس نظر سے نہ دیکہتے ہون کہ کہیل ہی جایز نہو گی بلکہ قرآن کی تعظیم کرنی چاہیے
کہ راستو نپر نہ پڑہا جاوے اور نہ جنابت کے حال مین اور نہ بے وضو ہونے کے وقت مین
بلکہ ایسی مجلس مین پڑہا جاوے جسمین سکون اور سکوت ہو اور ظاہر ہی کہ حق حرمت قرآن کا
بجز اون لوگون کے اور کسی سے پورا نہین ہو سکتا جو اپنے احوال کے نگران رہین اسی لحاظ
سے راگ کیطرف میل کیا جاتا ہی جسمین حاجت اس نگرانی اور لحاظ کی نہین اور یہی وجہ
شادی کی شب مین دف بجانا مع قرآن کی تلاوت کے درست نہین حالانکہ دف بجانیکا
حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہی کہ نکاح کو ظاہر کرو گو چلنے ہی بجانے
سے ہو یا کسی اور عبارت سے ارشاد کیا جسکے معنی یہہ ہین اور دف بجانا شعر کے ساتھہ درست
ہی نہ قرآن کیساتھہ اور اسیوجہ سے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ربیع بنت معوذ
کے گہر مین اونکی شادی کے روز تشریف لیگئے اور اونکے پاس کچھہ لونڈیان گا رہی تہین
پس آپنے ایک کی آواز سنی کہ وہ یہہ کہتی ہی

شعر

خدا نے بہیجا ہی وہ سید الرسل ہم مین
کہ جو معاملہ کل ہوگا اوسکو ہے معلوم

آپنے فرمایا کہ اسکو ترک کرو اور جو پہلے کہتی تھی وہی کہہ اور اسکی وجہ یہی تھی کہ یہ نبوت کی
شہادت تھی اور راگ کھیل ہے اور شہادت نبوت کھیل نہیں تو اوسکو ایسی چیز سے ملانا
نہ چاہیے جو کھیل کی صورت پر ہو کہ اس صورت میں اون اسباب کی تقویت دشوار ہوگی جنسے
سامع دل کی تحریک کرتا ہے تو اسلیے اوسکو اس قول سے منع فرمایا اور راگ کی اجازت دیدی
پس جیسے اوس لونڈی پر شہادت نبوت سے راگ کیطرف انحراف واجب ہوا اسیطرح حرمت
قرآن مجید اسکے مقتضی ہے کہ اوس سے بھی راگ کیطرف منحرف ہونا چاہیے جسکی وجہ یہ ہے کہ قوال
کبھی کوئی شعر ایسا پڑھتا ہے کہ سننے والے کے حال کے موافق نہیں پڑتا اسلیے وہ اوس کو
برا جانتا ہے اور قوال کو روک دیتا ہے کہ اسکو مت کہو دوسرا شعر پڑھو کیونکہ ہر کلام ہر حال کے
موافق نہیں ہوا کرتا پس اگر دعوتوں میں قاری سے کچھ پڑھوایا کرتے تو عجب نہیں کہ وہ
ایسے آیت پڑھتا جو اونکے حال کے موافق نہ ہوتے اسلیے کہ قرآن مجید ہر چند سب لوگوں
کے لیے شفا ہے مگر باعتبار حالات کے ہے مثلاً رحمت کی آیتیں خائف کے حق میں شفا ہیں اور
عذاب کی آیتیں بیخوف اور مغالطہ میں پڑے ہوئے شخص کی شفا ہیں اسیطرح ہر آیت کو
معلوم کرنا چاہیے تفصیلوار لکھنا بہت طول چاہتا ہے تو آب قرآن پڑھنے میں خیال رکھنا
کہ کہیں ایسا نہو کہ کوئی آیت حاضر مجلس کے حال کے موافق نہ پڑھی اور اوسکا نفس اوسکو
برا سمجھا اور کلام الہی کے برا جاننے کے خطرہ میں مبتلا ہو جاوے کہ پھر اوس سے چھوٹنے کی کوئی
سبیل ہی نہ ملے اس خطرہ سے احتراز کرنا نہایت واجب اور بہت ضروری ہے اسلیے اوس سے
خلاصی ہونے کی تدبیر یہی ہے کہ کلام کو اپنے حال پر ڈہال لے اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو
اسی صورت پر ڈہال سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو مقصود ہو اور نہ ہی صورت پر اوسکا ڈہالنا
جائز نہیں اور شاعر کے شعر کو جائز ہے کہ اوسکی مراد کے سوا پر بھی محمول کر لیا جائے غرضکہ

قرآن مجید مین یا تو خطرہ اوسکے بڑا جاننے کا ہی یا تاویل غلط کا جو حال کے موافق ہو تو کلام
الٰہی کو ان دونون باتون سے محفوظ رکھنا اور اوسکی توقیر کرنی واجب ہے یہہ وجہہ وجیین
قرآن مجید کے نہ سننے اور راگ کیطرف فرقہ صوفیہ کے میل کرنے کی مجھکو سوجھی ہین وجہ ساتون
وہ ہی جسکو ابو نصر سراج طوسی نے ذکر کیا ہی اور قرآن سے سماع نکرنیکا عذر اسطرح لکھا ہے
کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہی اور ایک صفت ہی اوسکی صفات مین سے اور چونکہ وہ حق ہی اور
غیر مخلوق ہی تو بشریت جو مخلوق چیز ہی اوسکو اوسکی تاب نہین اور اگر ایکذرہ قرآن مجید
کے معانی اور ہیبت کا واضح ہوجائے تو بشریت کی صفات پھٹ جائین اور مدہوش
و متحیر ہوجائین مگر نغمات عمدہ کو طبیعتون سے مناسبت ہی اور اونکی نسبت لذتون کی
سی نسبت ہی نہ امور حقہ کی سی اور شعر کی نسبت بھی حظوظ کی سی ہی تو جب اشعار کے
اشارات اور لطیفے نغمون اور آوازون سے ملتے ہین تو ایک دوسرے کے ہمشکل ہوجاتے ہین
اور لذتون سے قریب تر اور دلو نپر ہلکے معلوم ہوتے ہین اس نظر سے کہ مخلوق کا جوڑ مخلوق
سے خوب ہوتا ہی تو جب تک بشریت رہتی ہی اور ہم اپنی صفات اور حظوظ پر ہین تو ہمکو
راحت نغمات دلکش اور اصوات خوش سے ملتی ہی اسلیے ان حظوظ کے بقا کے مشاہدہ کے
لیے یہی بہتر ہی کہ ہم اشعار کیطرف راغب ہون اور کلام الٰہی سے جو اللہ تعالیٰ کی صفت
ہی اور اوسی سے اوسکا آغاز اور اوسی پر اوسکا انجام ہی حظوظ کے جو یا نہون یہہ خلاصہ
ہی ابو نصر کی تقریر اور عذر کا اور ابو الحسن دراج کہتے ہین کہ مینے بغداد سے یوسف بن
حسین رازی کی زیارت اور سلام کے لیے سفر کیا جب رے مین داخل ہوا تو جس سے
اونکا حال پوچھا اوسنے یہی کہا کہ اوس زندیق سے تمکو کیا کام ہی میرا دل تنگ ہوا اتنیکا
کہ ارادہ واپس آنیکا کیا پہر دلمین سوچا کہ اتنا بڑا سفر مینے کیا ہی اور کچھہ نہو تو اونکو

دیکھہ تو لون غرض پوچھتا پوچھتا اونکے پاس گیا دیکھا تو وہ ایک مسجد کی محراب مین بیٹھے
ہین اور اونکے سامنے ایک شخص ہی اور خود قرآن ہاتھہ مین لیے تلاوت کرتے ہین نہایت
خوبصورت اور چپ دنگ کے آدمی مقطع ڈاڑہی والے ہین مینے سلام کیا اونہون نے میری
طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ تم کہان سے آئے ہو مینے کہا بغداد سے پوچھا کہ کس لیے آئے ہو مینے
کہا کہ آپکے سلام کرنے کو آیا ہون فرمایا کہ اگر بالفرض ان شہرون مین جہانکو تم آئے ہو کوئی
تم سے یون کہتا کہ تم ہمارے پاس ٹہرجاؤ ہم تمہارے لیے گہر یا لونڈی مول لیے دیتے ہین
تو یہہ امر تمہارے آنیکا مانع ہوتا یا نہین مینے کہا کہ ابتک تو اللہ تعالے نے میرا امتحان
کسی بات سے نہین لیا لیکن اگر اسطرح میرا امتحان لیتا تو نہ معلوم اوسوقت مین کیا
ہوتا پھر اونہون نے مجھہ سے کہا کہ تمکو کچھہ گانا آتا ہی مینے کہا ہان آتا ہے اونہون نے کہا کہ تو کچھہ
کہو مین نے یہہ قطعہ پڑہا

قطعہ

بنائے ہجر تو کرتا ہے دیکھتا ہون مدام — جو ہوش ہوتا تجھے کرتا یہہ بنا مسمار
پڑا ہے کام مجھے تم سے اوس گھڑی جسدم — کہ لفظ لیت سے بہتر نہین تہین گفتار
تو کاش پڑتا مجھے پالا ایسی ساعت مین — نباہ جولی سے تمکو نہوتا کچھہ سروکار

اونہون نے قرآن مجید تو بند کر دیا اور اتنا روئے کہ ڈاڑہی اور رومال تر ہو گیا
حتی کہ رونے کی کثرت سے مجھے بھی اونکے حال پر ترس آگیا پھر فرمایا کہ بیٹا رے کے لوگ
مجھکو ملامت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یوسف زندیق ہی اور میرا یہہ حال ہی کہ صبح کی نماز
سے قرآن پڑہتا تہا مگر میری آنکھہ سے ایک قطرہ بہی نہین گرا اور ان اشعار دون سے مجہپر
قیامت ٹوٹ پڑی حاصل یہہ کہ دل ہر چند خدا تعالے کی محبت مین ہونکے ہوئے ہون
تاہم شعر ابنہی اونہین وہ جوش پیدا کرتا ہی جو قرآن مجید کی تلاوت سے نہین ہوتا

اور یہہ بات شعر کے وزن اور طبیعتون کے ساتھ اوسکے ہمشکل ہونیسے ہوتی ہی اور چونکہ اصوات بشری کے مناسب ہوتے ہین اسلیے آدمی شعر بنانے پر قادر ہی لیکن قرآن چونکہ کلام بشری کے اسلوب اور طریق سے باہر ہے اسلیے قوت بشری مین نہین کہ ویسا کلام کہہ سکے کیونکہ اوسکی طبیعت کے ہمشکل نہین اور کہتے ہین کہ ایک شخص ذوالنون مصری رحمۃ اللہ کے اوستاد اسرافیل کے پاس آیا اور اونکو دیکہا کہ زمین اپنی اونگلی سے کریدتے ہین اور ایک شعر گارہے ہین پہر اوس سے پوچہا کہ تجہکو کوئی چیز اچہی طرح گانی آتی ہی اوسنے کہا کہ نہین آپنے کہا کہ تو بیدل کا آدمی ہی اس مین یہہ اشارہ تہا کہ جو شخص دل والا ہی اور اپنی طبیعت کو جانتا ہی اوسکو معلوم ہی کہ دلکو اشعار اور نغمون سے وہ حرکت ہوتی ہی جو دوسری چیز سے نہین ہوتی اسلیے وہ تحریک کا طریق تہر کلف پیدا کرتا ہی خواہ اپنی آواز سے ہو خواہ غیر کی آواز سے یہانتک ہم دو مقامون کا حکم لکہ چکے یعنی سماع کے سمجہنے اور ڈالنے کا اور وجد کا جو دل مین معلوم ہوتا ہی اب ہم وجد کا اثر ظاہری یعنی چیخنا گریہ کرنا اور ہلنا اور کپڑونکا پہاڑنا وغیرہ بیان کرتے ہین ؛

تیسرا مقام سماع کے آداب ظاہری اور باطنی کے ذکر مین اور اس باب مین کہ وجد کے آثار مین سے کون اچہا ہی اور کونسا برا ہی

سماع کے آداب تو پانچ ہین اوّل ادب یہہ ہی کہ وقت اور جگہہ و یاران جلسہ کا لحاظ کرنا چنانچہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ فرماتے ہین کہ سماع تین باتون کی حاجت رکہتا ہی ورنہ سننا نہ چاہیے وقت اور جگہہ اور یاران جلسہ وقت کی رعایت سے یہہ مراد ہے کہ کہانا موجود ہونے کے وقت یا جہگڑنے کے وقت یا نماز کے وقت یا اور کسی وقت جسمین کوئی مانع پیش ہو اور دل نہ لگنے دے سماع سے کچہہ فائدہ نہین اور مکان کی رعایت سے

دیکھ تو لیں ہے کہ چلتا رستہ یا بُری صورت کا مکان نہو یا اوس مین کوئی ایسا سبب نہو کہ
جس سے دل اوسطرف بٹے تو ایسے مکانون سے اجتناب چاہیے اور یاران جلسے یہہ غرض ہے
کہ کوئی غیر جنس سماع کا منکر زاہد خشک ولوگ لطائف سے بے بہرہ مجلس مین نہو کیونکہ ایسے
شخص کا موجود ہونا گران گذریگا اور دل اوسکی طرف مشغول ہوگا اور یہی صورت ہے
اگر کوئی منکر دنیا دار ہوگا کہ اوسکا لحاظ پاس کرنا پڑیگا یا کوئی بنا ہوا صوفی کہ وجد
اور ناچنا اور کپڑے پھاڑنا نمود کے لئے کرے تو اسطرح کے لوگ دل کو پریشان کرتے ہین
انسے بہی اجتناب چاہیے حاصل یہہ کہ اگر یہہ شرطین نہون تو راگ کا نہ سننا بہتر ہے تو سننے
والے کو انکا لحاظ چاہیے دوسرا ادب یہہ ہے کہ شیخ کو حال موجودین کا دیکھ لینا چاہیے یعنی
اگر اوسکے مریدون کو سماع سے ضرر ہوتا ہو تو اونکے سامنے راگ نہ سنے اور اگر سنے بہی تو
اونکو کسی اور شغل مین لگا دے اور جس مرید کو سماع سے ضرر ہوتا ہے وہ تین طرح کے شخصون
مین سے ایک ہوتا ہے اول جو سب مین کم رتبہ ہے وہ مرید ہے جسنے طریق سلوک مین بجز اعمال
ظاہری کے اور کچہہ نہین معلوم کیا اور اوسکو سماع کا مزہ ہی نہین تو ایسے مرید کا سماع
مین مشغول ہونا بیفائدہ ہے اسلئے کہ نہ تو وہ کہیل والون مین ہے تا کہ کہیل ہی کہیلے اور
نہ ذوق والون مین ہے کہ سماع کے ذوق سے مزہ پائے تو ایسے شخص کو ذکر مین یا اور
کسی کام مین مشغول ہونا چاہیے ورنہ راگ مین صفت تضییع اوقات ہوگی دوم وہ
کہ اوسکو سماع کا ذوق تو ہے مگر ابہی تک اوسمین کچہہ حظ نفس اور شہوات اور صفات
بشری کیطرف التفات باقی ہے اور ایسا منکسر ہوا کہ صفات بشری اور شہوات کی آفات سے
مامون ہو جائے تو بعض اوقات عجب نہین کہ سماع اوسکے حق مین مقتضی لہو اور شہوت
کا ہو جائے اور جس طریق مین وہ مصروف ہے اوس سے باز رکہے اور تکمیل سے روکدے

سوم وہ مرید ہے کہ اوسکی شہوت بہی ٹوٹ گئی ہے اور اوسکی آفتون سے بہی محفوظ ہے اور بصیرت
مفتوح اور دلپر محبت الٰہی غالب ہے مگر اوسنے علم ظاہر کی تحصیل بخوبی نہین کی اور نہ اللہ تعالے
کے اسما اور صفات سے واقفیت بہم پہونچائی اور نہ یہہ معلوم کیا کہ خدا تعالے پر کون
چیز جائز ہے اور کون محال تو ایسے شخص کے سامنے اگر باب سماع مفتوح ہوگا تو جو کچہہ سنیگا
اوسکو خدا تعالے کے حق مین ڈہالیگا خواہ واقع مین جائز ہو یا ناجائز پس اس صورت مین اگر
سے جو فائدہ ہوتا اوسکی نسبت کہین زیادہ ہوگا کیونکہ اکثر باتین جو لایق جناب کبریائی
نہین اوسکے ڈہالنے سے کافر ہو جائیگا سہل تستری رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ جس وجد کا
شاہد قرآن اور حدیث نہو وہ باطل ہے پس ایسے شخص سماع کے قابل نہین اور نہ وہ جنکا
دل دنیا کی محبت اور لوگون کی تعریف و ثنا کے شوق مین ملوث ہے اور نہ وہ لایق ہین
جو محض لذت اور بالطبع اچہا معلوم ہونیکو سنتے ہین اسلیے کہ سماع اونکی عادت ہو جاتی ہے اور عبادات اور دل کی
نگرانی سے روکدیتا ہے اور جس راہ کی طے کرنے کے درپے تہا وہ متروک ہو جاتا ہے حاصل یہہ کہ سماع قدم کے لغزش کرنیکی جا ہے
ضعیفون کو اوس سے علیحدہ رہنا واجب ہے حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہین
کہ مینے خواب مین شیطان کو دیکہا اور اوس سے پوچہا کہ تجہکو ہمارے یارون پر بہی کچہہ قابو
چلتا ہے اوسنے کہا کہ ہان دو وقتون مین ایک سماع کے وقت دوسرے نظر کے وقت کہ ان
دونون مین مجہکو اونپر دخل ملجاتا ہے آپنے جو اس خواب کو بیان کیا تو کسی بزرگ نے
فرمایا کہ اگر مین اوسکو دیکہتا تو یون کہتا کہ تو بڑا احمق ہے بہلا جو کوئی سننے کے وقت
خدا تعالے ہی سے سنے اور دیکہنے کے وقت اوسکی طرف دیکہے تو اوسپر تو کیسے جیتے گا آپنے
فرمایا کہ تمنے درست کہا تیسرا ادب یہہ ہے کہ قوال جو کچہہ کہے اوسکو خوب دل لگا کر سنے اور ادہر
اودہر التفات کم کرے اور سننے والونکو نہ تاکے اور جو کچہہ اونپر وجد کی کیفیت ظاہر ہو اوسکو

دیکہے بلکہ اپنی طرف دہیان کرے اور دل کی نگرانی کرے اور دیکہے کہ خدا تعالے
غیب باطن مین اپنی رحمت سے کیا چیز ظاہر کرتا ہی اور حرکت کو روکے رہی جو یاران جلسہ کا دلکو
پریشان کرتی ہی بلکہ ایسی طرح بیٹہے کہ اعضاء ظاہری سے کچہ نہ ہلے کہنکار نے اور جماہی
لینے سے احتراز کرے اور گردن نیچے کو ڈال لے جیسے کوئی بڑی گہری فکر مین ڈوبا ہو اور
تالی بجانا اور ناچنا اور تمام حرکتین بناوٹ کی اور نمود کی کچہ نکرے اور اثناء سماع
مین وہ کلام نکرے جسکی ضرورت نہو اور اگر وجد غالب ہوا اور بے اختیار ہلا تو وہ
وہ مجبور ہے کچہ ملامت کے قابل نہین مگر جب افاقہ ہوا اور سید وقت پر سکون اور وقار اختیار
کرے یہ نہین چاہیے کہ اوسی حالت پر باقی رہے اس شرم سے کہ لوگ یہ کہینگے کہ اچہا
وجد تہا جو ذراسی دیر مین جاتا رہا اور نہ یہ چاہیے کہ زبردستی وجد ظاہر کرے تاکہ
لوگ یہ نہ کہین کہ بڑا سخت دل ہی اور صفائی اور رقت سے بے بہرہ ہی کہتے ہین کہ
ایک جوان حضرت جنید رحمہ اللہ کے ساتہہ رہتا تہا جب کوئی ذکر سنتا تو چلانے پڑتا
آپنے ایک روز اوسکو فرمایا کہ اب اگر ایسا پہر کروگے تو میرے ساتہہ مت رہنا اسکے بعد
وہ اپنے نفس کو اتنا روکنے لگا کہ ہر بال مین اوسکے پانی کا قطرہ نکلتا چیخ نہ مارتا
ایک روز جو اوسنے اپنے نفس کو بہت روکا تو گلا گہٹنے لگا آخر ایک نعرہ ایسا مارا کہ اوسکا
دل پہٹ گیا اور جان نکل گئی اور مروی ہی کہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ
والسلام نے بنی اسرائیل مین وعظ کہا اونمین سے ایک شخص نے اپنا کپڑا یا کرتا پہاڑ ڈالا
اللہ تعالے نے حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو وحی بہیجی کہ اوسکو
کہدو کہ ہمارے لئے اپنے دل کے ٹکڑے کرے کپڑے نہ پہاڑے ابو القاسم نصر آبادی
نے ابو عمر بن عبید رحمہم اللہ سے کہا کہ مین یہ کہتا ہون کہ اگر کچہ لوگ جمع ہون اور

اونکے ساتھہ مین کوئی قوال کچھہ گاوے تو یہہ امر اس سے بہتر ہی کہ وہ لوگون کی غیبت کرین
اور ابو عمرو نے کہا کہ راگ مین نمود کرنے یعنی جو حالت اپنے اندر نہو اوسکو ظاہر کرنا تیس
برس کی غیبت کرنے سے بھی برا ہی اب اگر یہہ کہو کہ افضل وہ شخص ہے کہ جو ضبط کئے بیٹھا
رہی اور سماع اوسکے ظاہر مین کچھہ اثر نکرے یا وہ افضل ہی جسپر اثر ظاہر ہو تو اسکا جواب
یہہ ہی کہ اثر کا نظاہر ہونا کئی طرح سے ہوتا ہی کبھی تو اسوجہ سے ہوتا ہی کہ وجد ہی کم ہو
تب تو البتہ نقصان مین داخل ہی اور کبھی اسطرح ہوتا ہی کہ وجد تو باطن مین قوی ہوتا
ہی مگر چونکہ ضبط اعضا کی قوت سالک مین بدرجہ کمال ہوتی ہی اسلئے ظاہر نہین ہوتا تو
یہہ درجہ کمال کا ہی اسمین نقصان نہین اور کبھی اسلئے ظاہر نہین ہوتا کہ حالت وجد کی
سالک کو ہر وقت اور ہر حال مین یکسان رہتی ہی تو سماع سے کچھہ زیادہ اثر معلوم نہین
ہوتا یہہ درجہ نہایت اعلےٰ ہی کمال کا کیونکہ وجد والونکا وجد غالباً ہمیشہ نہین رہا کرتا
تو جو شخص وجد دائمی مین ہو تو وہ حق سے وابستہ اور عین شہود کا ملازم ہی اوسکو
احوال عارضی بدل نہین سکتے اور عجب نہین کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جو عرب
سے فرمایا تھا کہ ہم بھی کبھی ایسے ہی تھے جیسے کہ تم ہو مگر اب ہمارے دل سخت ہو گئے اس قول
سے وجد دائمی کا اشارہ ہو یعنی ہمارے دل قوی اور مضبوط اس درجہ کو ہو گئے ہین
کہ ہر حال مین وجد کے ملازم رہنے کی طاقت رکھتے ہین اسیوجہ سے ہم گویا قرآن کے معنی ہمیشہ
سنتے رہتے ہین ہمارے حق مین قرآن کوئی نئی بات اور عارضی نہین کہ اوس سے ہم متاثر
ہوون غرضکہ وجد کی قوت تحریک ظاہر کیا کرتی ہی اور عقل ورروک کی قوت اوسکو
ضبط کیا کرتی ہے اور بعض اوقات ان دونون مین سے ایک چیز دوسرے پر غالب
ہو جاتی ہی یا تو اسوجہ سے کہ خود نہایت درجہ کو قوی ہوتی ہی یا اسوجہ سے کہ طرف مقابل

کہ دور ہوتی ہی اور نقصان اور کمال اسکے بموجب ہوا کرتا ہی تو تمکو یہہ گمان کرنا چاہیے
کہ جو شخص خود زمین پر تڑپتا ہی وہ تو وجد مین کامل ہی اور جو اپنے اضطراب کو ضبط کرے
ہی وہ ناقص ہی بلکہ بہت سے صابر بہ نسبت تڑپنے والے کے وجد مین کامل ہوتے ہین چنانچہ
حضرت جنید رحمہ اللہ شروع سماع مین کچھہ حرکت کیا کرتے تھے اور آخر کو بالکل جنبش کرتے
تھے کسی نے جو اسکا سبب پوچھا تو آپنے یہہ آیہ پڑہی وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً
وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ صُنْعَ اللَّهِ الَّذِي أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ اسمین یہہ اشارہ ہی کہ
دل تڑپ رہا ہی اور ملکوت مین جولانیان کرتا ہی اور ظاہر مین اعضا ساکن اور ٹہیرے
ہوئے ہین اور ابو الحسن محمد بن احمد جو بصرہ مین تھے کہتے ہین کہ مین ساٹھہ برس سہل
تستری رحمہ اللہ کے ساتھہ رہا مینے اونکو کبھی نہین دیکھا کہ کبھی کسی ذکر یا قرآن کی آیت
سنکر اونمین کچھہ تغیر ہوا ہو جب وہ آخر عمر مین پہونچے تو ایک شخص نے اونکے سامنے یہہ آیہ
پڑہی فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ الآیہ تو مینے دیکھا کہ کانپ اوٹھے اور قریب
تہا کہ گر پڑین جب وہ اصلی حالت پر آئے تو مینے پوچھا کہ یہہ کیا بات تھی آپنے فرمایا کہ
مشتق ہین اب ہم ضعیف ہو گئے اسیطرح ایکبار یہہ آیہ سنی اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ
لِلرَّحْمٰنِ تو تڑپ گئے ابن سالم جو آپکے مرید تھے اونہون نے اسکی وجہ پوچھی فرمایا کہ مین
ضعیف ہو گیا کسی نے اونسے عرض کیا کہ اگر یہہ بات ضعف سے ہی تو حال کی قوت کیا ہی
آپنے فرمایا کہ قوی الحال وہ ہی کہ جو وارد اوسپر آوے اوسکو اپنے حال کے زور سے نگل جاے
کوئی واردات کیسی ہی زبردست کیون نہو اوسکو متغیر نہ کرسکے اور باوجود وجد کے
ضبط ظاہر پر قادر ہونے کا سبب یہہ ہوتا ہی کہ ہر وقت کے شہود سے سب حالتین یکسان
ہو جاتے ہین چنانچہ سہل تستری رحمہ اللہ کا قول منقول ہی کہ میری حالت نماز سے پیشتر

اور اوسکے بعد ایسا ہی اسلیے کہ آپ ہر وقت حل کے نگران اور خدا تعالے کے ساتھ حاضر رہا کرتے
تھے تو اسطرح کا شخص سماع سے پہلے اور پیچھے یکسان رہیگا کیونکہ اوسکا وجد اور حال دائمی
ہوگا اور اشتیاق برابر اور ذوق متواتر رہیگا اسطرح کہ سماع سے اوسمین کچھہ ترقی
نہوگی چنانچہ مروی ہو کہ ممشاد دینوری ایک جماعت پر گذرے کہ اونمین قوال کچھہ
کہہ رہا تھا وہ آپکو دیکھکر چپ ہو گئے آپنے فرمایا کہ تم اپنا کام کرو میرے کان مین تو اگر تمام
دنیا کے ملاہی اکٹھے ہونگے تب بھی میری ہمت کو نہ روکین گے اور نہ میری حالت مین
کچھہ ترقی ہوگی اور حضرت جنید رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ علم کے فضل کے ہوتے ہوئے وجد
کا نقصان کچھہ ضرر نہین کرتا اور علم کا فضل وجد کے فضل سے زیادہ کامل ہو اب اگر یہہ
کہو کہ ایسا شخص پھر سماع مین کیون آتا ہی تو اسکا جواب یہہ ہی کہ ان لوگون مین سے
بعض نے تو سماع کو بوڑھاپے مین چھوڑ دیا تھا اور بہت کم سماع مین آتے تھے یعنی کسی
بھائی کی خاطر اور اوسکے دل خوش کرنیکو کبھی اتفاق ہو جاتا تھا اور بعض اوقات اسلیے
شریک ہوتے تھے کہ لوگ اونکی قوت کے کمال کو دیکھین اور جانین کہ ظاہر کا وجد کچھہ کمال
کی بات نہین اور ظاہر کا ضبط کرنا اونسے سیکھین کہ تکلف اور بناوٹ سے اسطرح علحدہ
رہتے ہین گو اونسے اونکی پیروی نہو سکے اسوجہ سے کہ یہہ امر اونسے مثل سرشت ہو رہا ہی اور
اگر وہ لوگ اتفاق ابنا جنس کے سوا اور کسی سماع مین جاتے ہین تو بدنون سے اونکے شریک
رہتے ہین اور دلون سے اون سے دور رہتے ہین جیسے بدون سماع کے غیر جنسون مین اگر
کسی ضرورت سے بیٹھتے ہین تو وہان بھی یہی حال ہوتا ہی کہ ظاہر اونمین ہوتا ہی اور باطن
ملکوت مین اور کچھہ لوگون سے سماع کا ترک منقول ہی اور گمان ہوتا ہی کہ اونھونے اوسکو
برا جانا ہی مگر واقع مین سبب ترک کا یہی ہی کہ اونکو سماع کی حاجت نہ تھی دائم الوجد تھے اور

بعض لوگ اسوجہسے زاہد تھے کہ اونکو سماع مین حظ روحانی نتہا اور نہ اہل لہو تھے تو اسلیئے ترک کردیا کہ بیفایدہ بات مین کیون مشغول ہون اور بعضون نے اسلیئے ترک کیا کہ اونکو یاران جلسہ میسر نہوئی چنانچہ کسی شخص سے پوچہا گیا کہ تم راگ کیون نہین سنتے اوسنے جواب دیا کہ کس سے سنون اور کسکے ساتہہ چوتہا اوب یہہ ہیکہ جب اپنے نفس کو روک سکتا ہو تو نہ کہڑا ہو اور نہ رونے مین آواز بلند کرے لیکن اگر ناچنے اور رونی صورت بناوے تو مباح ہے بشرطیکہ ریا منظور نہو کیونکہ رونی صورت بنانے سے حزن پیدا ہوتا ہے اور سرور نشاط کی تحریک کا سبب رقص ہوا کرتا ہے اور سرور مباح کی تحریک جایز ہے اور اگر ناچنا حرام ہوتا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہہ حبشیونکو ناچتے نہ دیکہتین چنانچہ آپ بعض روایات مین یون ہی فرماتے ہین کہ وہ ناچ رہے تہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے بہی بعض اکابر کا ناچنا سرور کیوقت مروی ہے اور وہی سرور موجب اونکے رقص کا ہوا ہے چنانچہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے قصہ مین جب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت جعفر آپکے بہائی اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم مین جہگڑا ہوا کہ اس لڑکی کی پرورش کون کرے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تو یہہ فرمایا کہ تو مجہہ سے ہے اور مین تجہہ سے انکو سنکر حضرت علی رضی اللہ عنہ اوچہلنے لگے اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو میری صورت اور سیرت کے مشابہ ہوگیا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بہی زیادہ اوچہلے اور آپنے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تو ہمارا بہائی اور مولیٰ ہے تو وہ حضرت جعفر سے بہی زیادہ اوچہلے پہر آپنے فرمایا کہ یہہ لڑکی جعفر پاس رہیگی کیونکہ اوسکی خالہ جعفر کی منکوحہ ہے اور خالہ گویا والدہ ہی ہے اور ایک

حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تجکو حبشیون کا ناچ پسند ہی غرضکہ ناچ اور اوچہلنا خوشی کے سبب سے ہوتا ہی تو اوسکا حکم بہی خوشی ہی پر مترتب ہوگا یعنی جس صورت مین کہ خوشی اچہی ہو اور ناچ سے اوسکو ترقی اور تاکید ہو تو وہ ناچ محمود اور اچہا ہوگا اور اگر خوشی مباح ہوگی تو ناچ بہی مباح ہوگا اور اگر بری ہوگی تو وہ بہی برا ہوگا ہان یہہ حرکت اکابر اور مقتدا لوگون کی شان کے لایق نہین کیونکہ یہہ امر اکثر لہو ولعب کے طور پر ہوتا ہی اور جو بات کہ لہو ولعب کی صورت پر لوگون کی نظرون مین ہو تو اوس سے مقتداؤن اور پیشواؤن کو اجتناب کرنا چاہیے تاکہ لوگون کی نظرون مین حقیر نہون اور لوگ اونکا اقتدا نہ چہوڑین باقی رہا کپڑونکا پہاڑنا تو اوسکی اجازت نہین مگر اوس صورت مین کہ آدمی اپنے اختیار مین نرہے اور یہہ کچہہ بعید نہین کہ دلپر وجد کا غلبہ اس درجہ کو ہو کہ وہ اپنے کپڑے پہاڑ دے اور وجد کے نشہ مین اوسکو معلوم نہو یا معلوم ہی ہو مگر یہہ ولن کپڑے پہاڑنے کے نفس کو ضبط نکر سکتا ہو تو اوس شخص کا حال ایسا ہوگا جیسے زبردستی کسی سے کوئی کام لیا جاوے کیونکہ وہ تو تڑپنے اور کپڑے پہاڑنے مین بچاؤ کی صورت دیکہکر مجبوری سے اوسکو اختیار کرتا ہی جیسے بیمار آہ مجبوری سے کرتا ہی اگر کوئی اوسکو بزور آہ سے روکے تو ہرگز اوس سے صبر نہوسکے گا باوجودیکہ فعل اختیاری ہی کیونکہ یہہ ضرور نہین کہ جن فعلون کا حاصل ہونا ارادہ سے ہو انسان اوسکے ترک پر قادر بہی ہو مثلاً سانس لینا بہی ارادہ سے حاصل ہوتا ہی لیکن اگر کسی سے کہا جاوے کہ ایک ساعت کو سانس روک لو تو وہ اپنے اندر سے گہبراکر سانس لینا اختیار کرے گا یہی حال چیخنے اور کپڑے پہاڑنے کا ہے کہ یہہ بہی کبہی ایسی ہی طرح ہوتے ہین تو اونکو

حرام نہین کہہ سکتے چنانچہ سری سقطی رحمہ اللہ کے سامنے ذکر تیز وجد اور غالب کا ہوا آپنے
فرمایا کہ ہان وجد غالب ہوتا ہی کہ اگر وجد والے کے موںہہ پر تلوار لگے تو اوسکو خبر نہو کسی
نے دوبارہ پوچہا اور اپنے گمان مین بعید جانا کہ اس حد کو وجد ہو جائے اسلیے بہت سا
اصرار کیا مگر آپنے پہر کچہہ نہ کہا اور اوسکے معنی یہہ ہین کہ بعض اوقات مین بعض شخصون
کو ایسا ہی وجد غالب ہوتا ہی کہ کیسی ہی ایذا اونکو دیجاوے وہ معلوم نہین کرتے
اب اگر یہہ کہو کہ سماع کے بعد اور وجد سے فارغ ہونے پر جو صوفی نے کپڑے چیر کر اور
چہوٹے چہوٹے ٹکڑے کر کے لوگونکو دیتے ہین اور اوسکو نام خرقہ کہتے ہین تو اس باب
مین تم کیا کہتے ہو یہہ امر کیسا ہی تو اسکا جواب یہہ ہی کہ پہاڑنا مباح ہی بشرطیکہ پارچہ پہٹا ہوا
مربع قابل پیوند لگانے کپڑون یا جانماز کے ہو اسلیے کہ پہاڑنے مین کچہہ ممنوع بات
نہین آخر تہان کو بہی پہاڑ کر ہی کپڑا یا کرتہ بناتے ہین اور مال کا ضائع کرنا بہی نہین
اسلیے کہ اس پہاڑنے سے ایک غرض متعلق ہی یعنی پیوند لگانا کہ وہ چہوٹے ہی ٹکڑے
لگایا جاتا ہی اور سبکو بانٹنا اس نظر سے کہ خیر مین سب شریک ہون مباح اور مقصود ہی
اسلیے کہ ہر مالک کو اختیار ہی کہ اپنے تہان کے سو ٹکڑے کر کے مثلاً سو فقیر ونکو دیدے
لیکن ہان یہہ چاہیے کہ وہ ٹکڑے ایسے ہون جو پیوندون مین کام آوین اور سماع
مین جو ہمنے کپڑے پہاڑنے کو منع لکہا ہی تو اوسے پہاڑنیکو منع کیا ہی جس سے کچہہ کپڑا بگڑ
جاوے اور کسی کام کا نرہے کیونکہ یہہ محض ضائع کرنا ہی تو اختیار کے ساتہہ جائز نہین بیخودی
مین مجبوری ہی پانچوان ادب یہہ ہی کہ کہڑا ہونے مین لوگون کی موافقت کرنی چاہیے
یعنی اگر کوئی شخص وجد صادق مین آکر بدون نمود اور بناوٹ کے کہڑا ہو جاوے
یا بدون اظہار وجد کے باختیار خود کہڑا ہو اور لوگ اوسکے لیے کہڑے ہو جاوین تو

اونکے ساتھ آپ بھی کھڑا ہو جائے کہ یاران جلسہ کی موافقت آداب صحبت مین سے ہے
اسیطرح اگر لوگون کی عادت یہہ ہو گئی ہو کہ اگر وجد والے کی پگڑی گر جائے تو وہ بہی
اپنی پگڑیان اوسکی موافقت کو اوتار لین یا اوسکی چادر اوتر جائے تو اپنی بہی اوتار لین
تو ایسی باتون مین سبکے موافق کام کرنا خوبی آداب صحبت اور عشرت مین داخل ہی کیونکہ
ہمراہیون کی مخالفت کرنی موجب وحشت ہی اور ہر قوم کی رسم جداگانہ ہی تو جیسا دیس
ویسا بھیس کرنا چاہیے جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہی خالقوا
الناس باخلاقہم یعنی لوگون سے اونکی عادتون کے موافق ملو خصوص جب ایسے اخلاق
ہون کہ اونمین حسن عشرت اور دلون کا خوش کرنا موافقت کرنے سے پایا جاتا ہو تو
اونکا استعمال ضروری ہی اور یہہ جو معترض کہتا ہی کہ یہہ امر بدعت ہی صحابہ رضی اللہ عنہم
کے وقت مین نہ تہے تو یہہ اوس صورت مین صحیح ہو کہ جتنے مباحات ہین وہ سب صحابہ
رضی اللہ عنہم سے منقول ہون حالانکہ کچہہ ضرور نہین کہ مباحات صحابہ رضی اللہ عنہم سے
منقول ہون بلکہ ممنوع وہ بدعت ہی جو مخالف کسی سنت کے ہو جسکے کرنیکا حکم شارع علیہ الصلوۃ
والسلام نے دیا ہو اور امر متنازع فیہ مین کسیطرح کی ممانعت منقول نہین اور آنیوالے کے
لئے آنیکے وقت کھڑا ہو جانا عرب کی عادت مین نتہا یہانتک کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے لئے بہی بعض احوال مین کہڑے نہوتے تہے جیسا کہ حضرت
انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہی مگر چونکہ اسمین کوئی نہی عام ثابت نہین ہوئی تو
جن شہرونمین آنیوالے کی تعظیم کی عادت کہڑے ہونے سے ہی اونمین کسی کے لئے کہڑا ہونا
کچہہ مضائقہ نہین اسلئے کہ مقصود تو اوسکی تعظیم اور عزت اور دل خوش کرنا ہی تو جس
بات مین موافقت کرنیسے دوسرے کا دل خوش کرنا مقصود ہو اور لوگونے اوسکو دل خوش کرنیکی اصطلاح ٹہرالی ہو تو ایسی چیزمین

اونکی موافقت کرنے مین کچہ مضائقہ نہین بلکہ بہتر یہی ہی کہ موافقت کرے بجز اوس صورت کے جسپر شرع وارد ہوا اور اوسکی تاویل کچہ نہوا اور ایک ادب یہہ ہی کہ لوگون کے ساتہہ ناچنے کو منع اوسی ہے اگر وہ لوگ اوسکا ناچ برا جانتے ہون اور اونکے احوال مین ابتری نہ ڈالے اسلئے کہ جو ناچ بدون اظہار وجد لینے کے ہو تو وہ مباح ہی اور جو تواجد کے نام سے ہوتا ہی اوسمین سبکو بناوٹ کا اثر معلوم ہوتا ہی اور جو صدق کے ساتہہ کہڑا ہوتا ہی اوسکو طبیعتین ثقیل نہین جانتی ہین غرضکہ حاضرین جلسا گر اہل باطن ہوتے ہین تو اونکے دل راستی اور تکلف کی کسوٹی ہوتے ہین چنانچہ کسی بزرگ سے پوچہا گیا کہ وجد صحیح کیا ہی اونہون نے فرمایا کہ اوسکا صحیح ہونا یہہ ہی کہ وجد والے اوسکو قبول کرین بشرطیکہ اوسکے موافق ہون مخالف نہون اب اگر یہہ کہو کہ کیا بات ہی کہ طبیعتین رقص سے نفرت کرتے ہین اور ظاہراً یہہ گمان ہوتا ہی کہ رقص باطل اور لہو اور دین کے مخالف ہی کہ جب کوئی دین مین کوشش کرنیوالا اوسکو دیکہتا ہی تو اوسکا انکار ہی کرتا ہی تو اسکا جواب یہہ ہی کہ کوئی کتنا ہی لہو کا زاہد ہوا وسکے جد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے زیادہ نہو گی حالانکہ آپنے مسجد مین حبشیون کو ناچتے دیکہا اور انکار نفرمایا کیونکہ وہ وقت بہی اوسکے لائق تہا اور وہ لوگ اوسکے لایق تہے یعنی عید کا دن تہا اور حبشی ناچ رہی تہے ہان ناچ سے باین لحاظ طبیعتین متنفر ہین کہ اکثر اوسکے ساتہہ لہو ولعب ہوتا ہی اور لہو ولعب ہرچند مباح ہی مگر ایسون ہی کے لئے جیسے زنگی اور حبشی ہین اور منصب والون کے لئے مکروہ ہی کہ اونکی شان کے لایق نہین اور جو چیز اسوجہ سے مکروہ ہو کہ منصب والون کے لایق نہین آوسکو حرام نہین کہہ سکتے مثلاً اگر کوئی سائل کسی فقیر سے کچہہ مانگے اور وہ اوسکو ایک روٹی دیدے تو یہہ دنیا عمدہ طاعت ہے اور اگر کوئی بادشاہ

کچھہ سوال کرے اور بادشاہ اوسکو ایکپارہ روٹی دے تو تمام خلق کے نزدیک برا ہوگا اور
تاریخون مین لکہا جائیگا کہ منجملہ بادشاہ کی برائیون کے ایک یہہ حرکت تہی اور اوسکی اولاد و خلفا
کو اوسکے سبب سے لوگ ننگ دلائین گے مگر باوجود اسکے یون نہین کہہ سکتے کہ بادشاہ مذکور نے
جو حرکت کی وہ حرام تہی اسلئے کہ اوسنے باین لحاظ کہ فقیر کو دیا اچہا فعل کیا ہی مگر اپنی شان کے
اعتبار سے ایکپارہ روٹی کا دینا مثل نہ دینے کے ہی اور برا ہی اسیطرح ناچ اور دوسرے
مباحات کا حال ہی کہ عوام کے حق مین مباح ہین اور نیک بندون کے حق مین برائیان
ہین اور نیکون کی بہلائیان مقرب بندون کے حق مین برائیان ہین لیکن یہہ حکم
اوسی صورت مین ہی کہ اوسکو بلحاظ منصب کے دیکہین ورنہ اگر بلالحاظ کسی منصب وغیرہ کے
دیکہین تو یہی حکم کرنا واجب ہوگا کہ بذات خود اسمین کچھہ حرمت نہین واللہ اعلم تفصیل گذشتہ
سے یہہ ثابت ہوا کہ سماع چار قسم ہی حرام اور مباح اور مکروہ اور مستحب سماع حرام اون
لوگون کے حق مین ہی جو جوان ہون اور جنپر دنیا کی شہوت غالب ہو کہ سماع اونمین کسی قسم
کی تحریک نکریگا بجز اسکے کہ جو بری صفتین اونکے دل پر غالب ہین وہ حرکت مین آجاوینگی
اور مکروہ اون لوگون کے حق مین ہی کہ جو سماع کو مخلوق کی صورت پر تو نہین ڈہالتے مگر
اکثر اوقات اوسکو عادت ٹہرالیا ہی لہو کے طور پر اور مباح اون لوگون کے حق مین ہی جنکو
سماع سے کوئی بہرہ سوا خوش آوازی سے مزہ پانیکے نہین اور مستحب اون لوگون کو ہی
جنپر خدا تعالے کی محبت غالب ہے اور سماع بجز صفات محمودہ کے اور کسی چیز کی تحریک اونمین
نہین کرتا والحمد للہ اولا و آخرا و ظاہرا و باطنا وصلی اللہ علی کل عبد مصطفی
تمام ہوئی عبارت کتاب مذاق العارفین ترجمہ احیاء العلوم کی اور یہہ ترجمہ پورا آٹہوین
باب کا بالاستیعاب ہے اور اب یہان سے بعض اور کتابون معتبر کا ترجمہ عبارت درج

ہوتا ہی تو اول رسالہ قشیریہ کے ترجمہ کا اتفاق ہوا و ہو ہذا ۞

باب بیان سماع میں

فرمایا اللہ تعالے و تقدس نے فَبَشِّرْ عِبَادِيَ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ
اَحْسَنَهٗ ط یعنی پس خوشخبری دے اون میرے بندونکو جو سنتے ہین قول کو پہر اتباع کرتے
ہین اوسمین سے احسن اور بہتر اوسکا اور حرف لام لفظ قول مین تعمیم اور استغراق کا ہی اور
دلیل اسپر یہہ ہے کہ اونکی مدح کی ہی ساتھ اتباع احسن کے اور فرمایا اللہ تبارک و تعالے نے
فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ط اور تفاسیر مین ہے کہ یحبرون یعنی سماع کے ہی اور
جان کہ سننا اشعار کا ساتھ الحان طیبہ اور نغمہ ہاے متلذذہ کے اگر سننے والا معتقد کسی
امر ممنوع کا نہو اور کسی صفت مذمومہ فی الشرع پر سماع نکرتا ہو اور اوسکا سماع ایسا نہو کہ طرف
خواہش نفسانی کے کہینچے اور نہ داخل کرے لہو مین تو یہہ سماع مباح ہی فی الجملہ اور اختلاف
نہین ہی اسمین کہ تحقیق اشعار پڑہے گئے ہین روبرو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و صحابہ
وسلم کے اور آپنے اشعار کو سنا ہی اور کبہی پر اشعار مین انکار اور منع نفرمایا سو جبکہ جائز
ہو سننا اشعار کا بدون الحان طیبہ اور خوش آوازی کی تو حکم نہین بدلتا سننے مین
ساتھ الحان کے اور یہہ امر ظاہر ہی پہر یہہ بات کہ واجب کرے سننے والے پر وفور رغبت
کو طاعات پر اور یاد کرنے ایسی چیزونکو جو مہیا اور طیار کی ہین اللہ تبارک سبحانہ نے واسطے
اپنے بندون متقی کے درجات سے جبکہ یہہ امر باعث ہوتا ہی آدمی کو اوپر بچنے کے معاصی
اور پہونچاتا ہی طرف قلب کے فی الحال صفائی واردات کو تو یہہ بات مستحب ہے دین مین اور
مختار ہی شرع اطہر مین اور تحقیق کہ جاری ہوئے ہین لفظ جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی زبان مبارک سے ایسے کہ قریب ہین شعر سے اور نہین مقصود کہ وہ شعر ہون یعنی بلا ارادہ قریب شعر کے صادر ہوتے ہین اور خود بنفس نفیس قصد موزون کرنے شعر کا نہین کیا چنانچہ غزوہ خندق مین حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ انصار رضی اللہ عنہم خندق کہود رہے تہے اور یہہ وزن کہہ رہے تہے ؎

نحن الذین بایعوا محمدا	علی الجہاد ما بقینا ابدا

پس جواب دیا اونکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ ؎

اللہم لا عیش الا عیش الآخرہ	فاکرم الانصار والمہاجرہ

اور یہہ لفظ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے نہین ہین اوپر وزن شعر کے اور نہ اوپر ارادہ شعر کے لیکن قریب شعر کے ہین اور تحقیق کرسنے ہین سلف متقدمین اور اکابر رحمہم اللہ نے ابیات ساتھہ خوش آوازی کے پس منجملہ قائلین بالا باحت کے سلف حضرت مالک بن انس اور اہل حجاز ہین کہ یہہ سب مباح رکہتے ہین غنا اور راگ کو لیکن راگ جدا ہے پس اجماع ہی انکا اسکے جواز پہ اور تحقیق کہ وارد ہین اور پہونچے ہین آثار اس باب مین اور مروی ہی ابن جریج رحمہ اللہ سے کہ یہہ رخصت اور اجازت دیتے تہے سماع کی تو اونسے کہا گیا کہ جب آپ روز قیامت کے میدان حشر مین بلائے جاؤگے اور آپکے حسنات اور سیئات حاضر کیے جاوینگے تو یہہ سماع آپکا کونسی جہت اور جانب مین ہوگا تو فرمایا کہ نہ جانب حسنات مین اور نہ جہت سیئات مین ہوگا یعنی مطلب یہہ ہی کہ سماع منجملہ مباحات کے ہی لیکن حضرت امام شافعی رحمہ اللہ سو آپ اسکو حرام نہین فرماتے تہے بلکہ اکثر اور عوام روایات مین مکروہ فرماتے ہین یہانتک کہ اگر کسی شخص نے اپنے حرفت اور پیشہ راگ کا کیا ہو اور متصف ہو علی الدوام سماع کا بوجہ لہو کے تو رد فرمائی ہی آپنے شہادت اوسکی اور ٹہرایا ہی اوسکو منجملہ السی چیزون

کے کہ جنسے مروت جاتی رہتی ہی اور ساقط ہوتی ہی اور لاحق نہین کیا ہی اسکو سات محرمات کے اور ہمارا کلام نہین ہی اس قسم کے سماع مین کیونکہ یہہ طائفہ بزرگ اور بلند درجہ مین اوس سے کہ سماع کو بطور لہو کے سنین اور جیسے راگ کے بسو فرما دین اور بیہودین ساتھ دلون اپنے کے فکر کرنیوالے مضامین لغو مین یا سنین بطور صنعت کے اور کفر کے اور تحقیق کہ مروی ہین حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے آثار اباحت سماع مین اور اسیطرح عبید اللہ بن جعفر بن ابیطالب سے اور اسیطرح عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مدار وغیرہ مین اور پڑہے گئے روبرو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اشعار پس نہی نفرمائی آپنے اوس سے اور مروی ہی جناب علیہ الصلوۃ والسلام سے کہ پڑہوا کے آپنے اشعار منجملہ مشہور اور ظاہر کے یہہ ہی کہ آپ داخل ہوئے خانہ جناب صدیقہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مین اور وہان دو لڑکیان گاتی تہین سو آپنے منع نفرمایا اونکو چنانچہ بطول اسناد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہی کہ تحقیق حضرت ابوبکر داخل ہوئے انکے پاس اور وہان لڑکیان گا رہی تہین ایسے واقعے جو ہوئے تھے انصار مین روز بعاث کے سو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہ یہہ مزمار شیطان کا خانہ دولت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین پس فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ چہوڑ دو انکو اے ابوبکر پس تحقیق کہ واسطے ہر قوم کے ایک عید ہوتی ہی اور ہماری عید یہہ روز ہی اور نیز بطول اسناد حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہی کہ اونہون نے نکاح کیا تہا ایک اپنے رشتہ دار عورت کا انصار سے پس تشریف لائے جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور کہا کہ آیا رخصت کر دیا تمنے لڑکی کو سو عرض کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ہان پھر فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ کسی گانیوالیکو

اوسکے ہمراہ پہونچایا ہی غرض کی کہین پس فرمایا جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ تحقیق انصار مین غزل ہوتے ہین پس اگر پہونچا دیتے تم کوئی ایسا کہتا ع اتینا کم اتینا کم فحیانا وحیاکم یعنی تو خوب تہا اور بہی بطول اسناد مروی ہی حضرت برار بن عازب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ سنا مینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کہ فرماتے تہے حسن زیادہ کرو تم قرآن مجید کا ساتہہ اپنی آوازونکے پس تحقیق کہ خوش آوازی زیادہ کرتی ہی قرآن مجید کا حسن پس دلالت کی اس خبر نے اوپر فضیلت خوش آوازی کے اور بہی بطول اسناد مروی ہی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ واسطے ہر چیز کے ایک زیور ہوتا ہی اور زیور قرآن مجید کا خوش آوازی ہی اور بہی بطول اسناد مروی ہی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ دو آواز ملعون ہین ایک تو آواز ویل کا وقت مصیبت کے اور دوسرا آواز مزمار کا وقت راگ کے پس مفہوم خطاب کا مقتضی ہی اباحت سوا ان دو آواز غیر ان دونون حالون مین یعنی حالت مصیبت اور حالت راگ مین والّا باطل ہوگی وجہ خاص کرنے کی اور اخبار اس باب مین بہت ہین اور زیادتی اسقدر پہ ذکر روایات سے خارج کرتی ہی ہمکو مقصود سے کہ جو اختصار ہی اور تحقیق مروی ہی کہ ایک شخص نے یہ اشعار پڑہے روبرو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے **شعر**

اقبلت فلاح لہا	عارضان کالسبج
ثم ادبرت فقلت لہا	والفواد فی الوھج
عادلی وعجلہا	قد عرفت فی اللجج

	ان عشقت عن حجاج		ھل علی یمکان	

پس فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ لاحرج انشاء اللہ
تعالے اوسکہا مصنف کتاب رسالہ قشیریہ یعنی اوستاد ابوالقاسم عبد الکریم بن ہوازن
قشیری رحمہ اللہ نے کہ کہا اوستاد رحمہ اللہ نے کہ تحقیق خوش آوازی منجملہ انعامات
الٰہی تعالے شانہ کے ہی جسکو کہ ملے آدمیون سے اور فرمایا اللہ تعالے نے یَزِیدُ فِی الْخَلْقِ
مَا یَشَآءُ کہا گیا تفسیر مین کہ مراد اس زیادتی سے جو آیہ شریفہ مین مذکور ہی خوش آوازی
ہی اور مذمت کی اللہ تعالے وتقدس نے آواز بد کی اور فرمایا تعالے سبحانہ نے اِنَّ اَنْکَرَ
الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ یعنی تحقیق کہ منکرتر آوازون کی آواز گدہے کی ہے
اور لذت پانا دلونکا اور مانوس ہونا اونکا ساتہہ آواز طیبہ کے اور راحت پانا ساتہ
اوسکے ایسا ہی کہ اسمین انکار کرنا امکان نہین رکہتا کیونکہ لڑکا بچہ ساکن ہوتا ہی آواز
طیبہ سے اور اونٹ تحمل کرتا ہی سختی سیر اور شدت بوجہ کا اور آسانی پاتا ہی ساتہہ حدی
کے فرمایا اللہ تعالے نے اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ اور حکایت کیا
گیا ہی اسمعیل بن علیہ سے کہا کہ مین جارہا تہا ہمراہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے وقت
دوپہر سو پہونچے ہم ایک موضع مین کہ وہان ایک شخص کچہہ کہہ رہا تہا تو آپنے فرمایا کہ چلو
اور میل کرو طرف اوسکے پہر مجہہ سے فرمایا کہ کیا طربناک کرتا ہی تجہکو یہہ تو مینے کہا کہ نہین پس
فرمایا کہ تجہے قوت حس کی نہین ہی اور فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم نے کہ نہین کان لگایا اللہ تعالے نے ساتہہ کسی چیز کے مثل کان لگانے اوسکے کے
واسطے نبی کے کہ تغنی کرے ساتہہ قرآن مجید کے مروی ہی ساتہہ طول اسناد کے حضرت
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ

نہین کان لگایا آخر حدیث تک اور کہا گیا ہی کہ سنتے تہے قرات حضرت داؤد علی نبینا و
علیہ الصلوۃ والسلام کی جن اور انس اور وحش اور طیور جبکہ پڑہتے تہے آپ زبور اور
اوٹہائے جاتے تہے آپ کی مجلس سے چارسو جنازہ اون لوگون کے کہ جو مرتے تہے بسبب
سننے قرات آپکی کے اور فرمایا جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت ابوموسی
اشعری رضی اللہ عنہ کو کہ تحقیق دی گئی ہی تمکو ایک مزمار منجملہ مزامیر آل داؤد سے اور
کہا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم سے کہ اگر مین جانتا کہ تحقیق آپ سنتے ہین تو البتہ آراستہ کرتا مین قرات کو اور
بطول اسناد مروی ہی حکایت ابوبکر بن داؤد دینوری رحمہ اللہ سے کہا کہ مین
ایک جنگل مین تہا سو پہونچا مین ایک گروہ کے نزدیک قبائل عرب سے کہ ضیافت کی ایک
نے اون گروہ سے میری سو دیکہا مینے اوسکا ایک سیاہ غلام قید وہان اور دیکہا
مینے اونٹون کو مردہ صحن گہر مین پس کہا مجہہ سے اوس غلام نے کہ تم آج کی رات مہمان
اور میرے مالک کے نزدیک گرامی ہو تو میری سفارش کرنا کہ وہ
تمہاری سفارش رد نکریگا پس کہا مینے صاحب خانہ سے کہ مین کہانا نہ کہاؤنگا
جب تک کہ تو رہا کرے اس غلام کو تو اوسنے جواب دیا کہ اس غلام نے فقیر اور محتاج کردیا
مجہے اور برباد کیا مال میرا پس مینے اسکی حقیقت اوس سے دریافت کی تو کہا اوسنے اور
جواب دیا کہ یہہ غلام خوش آواز ہی اور مین اپنا گزارہ ان اونٹون سے کرتا تہا سو لادا
اسنے اونپر بوجہ بہاری اور گایا اونکے واسطے راگ حدا تو کاٹا اونہون نے راستہ تین
روز کا ایکدن مین پس جبکہ اوتارا اونپر سے بار تو مرگئے وہ سب لیکن بخیر مین نے
بخشا اوسے تمکو اور کہولدی غلام سے قید پہر جبکہ صبح ہوئی تو چاہا مینے کہ سنون اوسکی

آمانا او رسوال کیا مالک نے اسکا اور امر کیا اوسنے غلام کو کہ کے حدار واسطے ان اونٹون
کے جو وہان کنوئے پر تھے اور پانی بہرتے تھے سو کہا اوسنے راگ حدار اور رگڑے اونٹ
اپنے موہو نپر اور توڑ ڈالین رسیان اپنی اور مین گمان نہین کرتا کہ مینے سنی کوئی
آوازا وس سے بہتر اور گرا مین اپنے مونہہ کے بل ہاتہ کے اوسنے اشارہ کیا غلام کو خاموشی کا اور
کہا حضرت جنید رحمہ اللہ نے کہ کیا حال ہے انسان کا کہ ہوتا ہے راہ یاب اور جبکہ سنتا ہے
راگ تو اضطراب کرتا ہے تب فرمایا کہ تحقیق اللہ تبارک و تعالے نے جبکہ مخاطب کیا ذریات
کو میثاق اول مین ساتہہ قول اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کے تو سیراب کیا شیرینی اس کلام نے
ارواح کو سو جبکہ سنتے ہین سماع تو تحریک دیتا ہے وہ ذکر اونکو اور سنا مینے اوستاد ابو
علی رحمہ اللہ سے کہ کہتے تھے سماع تین حال پر ہے ایک حرام ہے اور یہہ عوام کا سماع ہے اسواسطے
انکے نفس بحال خود باقی ہوتے ہین اور دوسرا مباح ہے اور یہہ زاہد ونکا ہے اسواسطے
کہ اونکو مجاہدہ حاصل ہوتا ہے اور تیسرا مستحب ہے اور یہہ ہم لوگونکا یعنی صوفیہ صافی کا
ہے اسواسطے کہ انکا دل زندہ ہوتا ہے اور سنا مینے اوستاد ابو علی رودباری رحمۃ اللہ سے
کہ حارث محاسبی رحمۃ اللہ کا قول نقل کرتے تھے کہ تین چیزین ایسی ہین کہ اگر وہ ملین
تو اونسے نفع نہ دی حاصل کیا جاوے اور ہمنے اونکو گم کیا ہے یعنی ہمکو وہ نہین ملتی ہین
ایک خوبصورتی ہے جو امن اور دیانت کے ساتہہ ہو دوسرے خوش آوازی جو دیانت کے
ساتہہ ہو تیسرے بہتر برادری جو وفاداری کے ساتہہ ہو اور پوچھا گیا حضرت ذوالنون
مصری رحمۃ اللہ سے حال خوش آوازی کا تو فرمایا کہ یہہ مخاطبات اور اشارات ہین کہ ودیعت
رکہا ہے اوسکو اللہ تعالے نے واسطے ہر طیب اور طیبہ کے اور دوسری بار پوچھا گیا تو فرمایا
کہ سماع ایک وارد حقانی ہے کہ جنبش دیتا ہے دلونکو طرف حق کے سو جو کوئی کہ سنے اوسکو

ساتھہ حق کے وہ محقق ہی اور جو کوئی کہ سنے اوسکو ساتھہ نفس کے وہ زندیق ہی اور فرمایا
حضرت جنید رحمہ اللہ نے کہ نازل ہوتی ہی رحمت الٰہی فقرا پر تین مقام مین ایک وقت سماع
کے کیونکہ یہہ لوگ نہین سنتے مگر حق سے اور نہین کہڑے ہوتے مگر وجد سے دوسرے وقت
کہانا کہانے کے کیونکہ یہہ لوگ نہین کہاتے مگر فاقہ سے تیسرے وقت ہمکلامی علم کے کیونکہ
یہہ لوگ تذکرہ نہین کرتے مگر صفت اولیا کا اور فرمایا اونہون نے کہ سماع فتنہ ہی اوس
شخص کو کہ طالب ہو اسکا اور حکایت کیا گیا ہی انسے کہ فرمایا سماع کو احتیاج تین چیز کی
ہی ایک وقت دوسرے مکان تیسرے برادران کی اور پوچہا گیا حضرت شبلی رحمہ اللہ
سے حال سماع کا تو فرمایا کہ ظاہر اوسکا فتنہ ہی اور باطن اوسکا عبرت ہی سو جو کوئی کہ جانتا
ہو اشارہ تو حلال ہی اوسکو سماع ورنہ وہ شخص طالب فتنہ کا ہی اور پیش ہوا ہی واسطے
بلا کے اور کہا گیا ہی کہ لایق نہین ہی سماع کا مگر وہ شخص کہ نفس اوسکا مردہ ہو اور قلب
زندہ ہو اور نفس اوسکا ذبح کیا گیا ہو ساتھہ شمشیر مجاہدہ کے اور دل زندہ ہو ساتھہ
نور موافقت کے اور پوچہا گیا ابو یعقوب نہر جوری سے حال سماع کا تو فرمایا کہ ایک حال
ہی کہ شروع کراتا ہی رجوع کو طرف اسرار کے بحیثیت احتراق کے اور کہا گیا ہی کہ سماع لطیف
غذا ہے روحانی ہی واسطے اہل معرفت کے اور سنا مینے اوستاد ابو علی رحمہ اللہ سے کہ کہتے
تہے کہ سماع مہرہے مگر جو کہ موافق شرع اطہر کے ہو اور حماقت ہی مگر جو کہ حق سے ہو اور فتنہ ہی
مگر جو کہ عبرت سے ہو اور کہا گیا ہی کہ سماع دو قسم ہے ایک سماع بشرط علم اور صحو کے ہی پس
شرط ایسی سامع کی ہی معرفت اسامی اور صفات کے ورنہ واقع ہوگا کفر محض مین اور
دوسرا بشرط حال کے ہی پس شرط ایسے سامع کی ہی فانی ہونا اپنے احوال بشریہ سے اور محو
ہونا آثار حظوظ سے بسبب ظہور احکام حقیقت کے اور حکایت کیا گیا احمد بن ابی الحواری سے

کہ کہا پوچھا مینے ابوسلیمان سے حال سماع کا تو کہا کہ دوستی اگر ہو تو یہ دوست تر ہی میرے
نزدیک اس سے کہ ایک سی ہوا اور پوچھا گیا ابوالحسین نوری سے حال صوفی کا تو کہا صوفی
وہ ہی کہ جو سنے سماع کو اور اختیار کرے اسباب کو اور پوچھا گیا ابوعلی رودباری سے حال سماع
کا ایک روز تو کہا کہ اے کاش خلاص ورہائی پاوین ہم اوس سے بالتمام سنا مینے شیخ
ابوعبدالرحمن سلمی سے کہ کہتے تھے سنا مینے ابوعثمان مغربی سے کہ کہتے تھے جو شخص کہ
دعوی کرے سماع کا اور نہ سماع کرے صوت طیور کا اور آواز کواڑ کا اور آواز ہوا پر تو
وہ مدعی فریبی ہی سنا مینے ابوحاتم سجستانی سے کہ کہتے تھے سنا مینے ابونصر السراج سے
کہ کہتے تھے کہ سنا مینے ابوالطیب احمد بن مقاتل عکی سے کہ کہتے تھے کہا جعفر نے کہ تھا ان
زیرہی اصحاب جنید رحمہم اللہ سے ایک شیخ فاضل سو اکثر حاضر ہوتے تھے موضع سماع میں
تو اگر خوش آتا تھا اونکو کچھ تو بچھا لیتے تھے اپنے تہ بند اور بیٹھتے تھے اوسپر اور کہا گیا ہے کہ
صوفی مع اپنے قلب کے ہی اگرچہ نہ خوش آوے اور کہا گیا کہ سماع واسطے ارباب قلوب کے نہیں
لیے شیخ اورا وٹھا یا جوتا اپنا اور سنا مینے محمد بن حسین سے بطول اسناد کہ پوچھا گیا حضرت
رویم سے حال وجد صوفیہ کا وقت سماع کے تو جواب دیا کہ وہ مشاہدہ کرتے ہین اون
معانی کا کہ جو غائب ہین غیر اونکے سے سو اشارہ کرتے ہین طرف انکے سماع کہ متوجہ ہو طرف
ہمارے پس نعمت دیجاتی ہی ساتھ اونکے خوشی سے پھر واقع ہوتا ہی حجاب تو عود کرتا ہے
یہ سرور طرف بکا اور گریہ کے پس بعض کپڑے پھاڑتے ہین اور بعض چیخ مارتے ہین اور
بعض روتے ہین اور ہر آدمی اپنے قدر اور اندازہ پر ہی اور بطول اسناد مروی ہی
حصیری سے کہ کہا اونہوں نے اپنے بعض کلام مین مین کیا کرتا ہون ایسا سماع کہ
منقطع ہو جا جس وقت کہ منقطع کرے اوسکو گانیوالا چاہیے کہ ہووے سماع اوسکا متصل غیر منقطع

اور کہا اونھون نے کہ چاہیے کہ ہو تشنگی دائم اور شرب دائم اور جسقدر شرب اور پینا زیادہ
ہووے اوسیقدر پیاس بڑہتی جاوے اور آیا ہی مجاہد رحمہ اللہ سے تفسیر اس قول الٰہی
تعالے مین فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ یہہ کہ یحبرون کے معنی سماع کے ہین جو
حور العین سے ایسے الفاظ کے مانند ہوگا نحن الخالدات فلا نموت ابدا ونحن
الناعمات فلا نبوس ابدا اور کہا گیا ہی کہ سماع تمسخر ہے اور وجد ارادت ولی الحق ہے
اور باسناد ابو عثمان مغربی سے مروی ہی کہا کہ دل اہل حق کے حاضر ہوتے ہین اور
کان انکے کشادہ ہوتے ہین اور اسے نہین سنا کہ قول ابو سہل صعلوکی کا نقل کرتے
تھے کہ سماع سننے والا درمیان حجاب اور تجلی کے ہوتا ہی پس حجاب واجب کرتا ہی لہب اور
شعلہ زنی کو اور تجلی موجب ہوتی ہی راحت پانے کو اور حجاب سے پیدا ہوتے ہین حرکات
مریدین کے اور یہہ مقام ضعفا اور عجز کا ہی اور تجلی سے پیدا ہوتا ہی سکوت واصلین کا اور
یہہ مقام استقامت اور تمکین کا ہی اور یہی ہی صفت حضور کی کہ نہین ہی اسمین مگر تحیر ہونا
نیچے واردات ہیبت کے فرمایا اللہ تعالے سبحانہ نے فلما حضروہ قالوا انصتوا کہا ابو عثمان
نے کہ سماع تین وجہ پر ہی ایک وجہ واسطے مریدون کے اور مبتدیون کے ہی کہ وہ ساتھ اس
سماع کے طالب ہوتے ہین احوال شریفہ کے مگر اسمین انپر خوف فتنہ اور ریا وغیرہ کا ہوتا
ہی اور دوسری وجہ واسطے صادقون کے ہی کہ وہ ساتھ اس سماع کے طالب ہوتے ہین
زیادتی کے اپنے احوال شریفہ مین اور حاصل کرتے ہین اس سماع سے وہ جو موافق
ہو انکی اوقات کے اور تیسری وجہ واسطے اہل استقامت کے ہی عارفون سے سو یہہ گروہ
ناشکوہ نہین اختیار کرتے اللہ سبحانہ تعالے پر یعنی کسی غیر کو درمیان اوس چیز کے کہ
جو وارد ہو انکے قلوب صافیہ پر حرکت اور سکون سے اور بطول اسناد مروی ہی ابو علی

سماع تین

رودباری ہے قول ابو سعید خراز رحمہم اللہ کا کہ جو شخص کہ دعوی کرے مغلوب ہونے
اپنے کا باوجود فہم کے یعنی سماع مین اور یہہ کہ حرکات بالک ہین اسکے یعنی بے اختیار صادر
ہوتے ہین تو نشانی اسکے صدق کی یہہ ہے کہ تحسین کرین اسکی وہ اہل مجلس کہ نہین اسنے
وجد کیا ہی کہا شیخ ابو عبدالرحمن نے کہ ذکر کیا مینے اس حکایت کو ابو عثمان مغربی سے تو فرمایا
انہون نے کہ یہہ نشانی صدق کی ادنی ہی بلکہ علامت صحیحہ یہہ ہی کہ نہ باقی رہے مجلس مین کوئی
اہل حق مگر کہ انس حاصل کرے ساتھہ اسکے اور نہ باقی رہے کوئی اہل باطل مگر کہ وحشت حاصل
کرے اس سے کہا بندار بن حسین رحمہ اللہ نے کہ سماع تین وجہ پر ہی بعض کا سماع بالطبع ہوتا ہی
اور بعض کا بالحال اور بعض کا بالحق ہوتا ہی پس انہین سے جو کہ سامع بالطبع ہی تو اوسکے شریک
سب خاص اور عام ہین اسواسطے جبلت بشری یہی لذت پاتا ہی ساتھہ آواز خوش کے اور
جو کہ سامع بالحال ہی تو وہ تامل کرتا ہی اوسمین کہ جو وارد ہوا سپر ذکر عتاب اور خطاب اور وصول
اور ہجر اور قرب اور بعد اور افسوس گذشتہ اور تشنگی آئندہ اور وفا عہود اور تصدیق
وعید اور توڑنے پیمان اور ذکر قلق اور اشتیاق اور خوف فراق اور فرحت وصال
وغیرہ سے اور جو کہ سامع بالحق ہی پس وہ سامع باللہ اور سامع للہ ہی اور وہ نہین موصوف
ہوتا ساتھہ ان احوال کے کہ جو مخلوط ہین ساتھہ حظوظ بشریہ کے کیونکہ وہ حظوظ باقی
ہین ساتھہ اپنے اسباب اور علل کے پس وہ یعنی سامع بالحق سامع ہین حیثیت صفائی
توحید حق سے نہ حظ سے اور کہا گیا ہی کہ اہل سماع تین طبقہ پر ہین ایک طبقہ ابناء حقائق
ہین کہ یہہ رجوع کرتے ہین اپنے سماع مین طرف مخاطبہ کرنے حق کے کہ انکو ہی اور دوسرا طبقہ
وہ ہی کہ یہہ مخاطب کرتے ہین حق تعالے کو ساتھہ اپنے دلونکے ساتھہ اون معانی
کے کہ جسکا سماع کرتے ہین اور طلب کرتے ہین ساتھہ صدق کے اوسمین کہ اشارہ کرتے

ہین ساتھہ اوسکے طرف خداوند کریم کے اور تیسرا طبقہ وہ فقیر مجرد ہین کہ اونہون نے قطع کیا ہی تعلقات کو دنیا اور آخرت سے اور سماع کرتے ہین یہہ ساتھہ خوشی قلوب اپنی کے اور یہہ طبقہ قریب تر اونہین کا ہی طرف سلامتی کے اور مروی ہی کہ پوچھا گیا ابو علی رودباری رحمہم اللہ سے حال سماع کا تو کہا کہ یہہ مکاشفہ اسرار کا ہی طرف مشاہدہ محبوب کے اور پوچھا گیا خواص رحمہ اللہ سے کہ کیا حال ہی آدمی کا کہ حرکت کرتا ہی نزدیک سننے غیر قران مجید کے ایسا کہ نہین وجد کرتا سننے قرآن مجید مین تو جواب دیا کہ اسواسطے کہ سننا قرآن مجید کا ایک صدمہ عظیم ہی کہ ممکن نہین کسی ایک کو یہہ کہ حرکت کر سکے اوسمین بسبب شدت غلبہ اوسکی کے اور سننا قول کا راحت پاتا ہی تو اسمین حرکت کرتا ہی اور عبد الرحمن رازی رحمہ اللہ نے قول حضرت جنید رحمہ اللہ کا نقل کیا کہ جبوقت کہ دیکھے تو مرید کو کہ وہ دوست رکہتا ہے سماع پس جان لے کہ اسمین بقیہ بطالت کا ہی اور قول سہل بن عبد اللہ رحمہ اللہ کا ہی کہ سماع ایک علم ہے کہ مستاثر ہی ساتھہ اسکے خاص اللہ پاک کہ اسکو بجز اوسکے کوئی نہین جانتا اور منقول ہی کہ حضرت ذو النون مصری رحمہ اللہ جبکہ پہونچے بغداد مین تو جمع ہوئے انکے پاس تمام صوفی اور اونکے ساتھہ قوال بہی تہا تو سب نے آپسے اجازت چاہی کہ قوال آپکے روبرو کچہہ کہے پس آپنے اجازت دی تو شروع کیا یہہ قول شعر

صغيرة هواك عذبني	فكيف به اذا احتنكا
وبعد رضاك تقتلني	وقتلي لا يحل لكا
فانت جمعت من قلبي	هوى قد كان مشتركا
الا ترى لمكتئب	اذا ضحك الخلي بكا

پس کہڑے ہوئے ذو النون اور گرے اپنے مونہہ کے بل اور خون ٹپکتا تہا اون کی

پیشانی سے مگر نہین گرتا تمازمین پر پہر کہڑا ہوا ایک اور شخص اوس گروہ سے کہ وجد کرنیکا
تو کہا اوسکو ذوالنون رحمہ اللہ نے اَلَّذِیْ یَرَاکَ حِیْنَ تَقُوْمُ میں بیٹھ گیا وہ شخص کہا
ابو علی رحمہ اللہ نے اس حکایت مین کہ تھے حضرت ذوالنون رحمہ اللہ صاحب اطلاع کے
اوس شخص پر کہ خبردار کر دیا کہ یہہ مقام مقام اوسکا نہین ہے اور تہا وہ شخص صاحب انصاف
کا کہ قبول کیا اوسنے یہہ اور لوٹ کر بیٹھ گیا اور منقول ہے کہ ملک مغرب مین دو شیخ تھے اور
اونکے اصحاب اور شاگرد تھے کہ ایک کا نام جبلہ تھا اور دوسرے کا نام زریق تھا تو ملاقات
کی زریق نے ایک روز مع اپنے یاروں کے پس پڑہا ایک شخص نے یاران زریق سے کچہ تو
چیخ ماری ایک نے یاران جبلہ سے اور مر گیا پہر جبکہ صبح ہوئی تو کہا جبلہ نے زریق سے کہان
ہے وہ شخص جسنے پڑہا تھا کل کے روز اور چاہیے کہ پڑہے آج بہی کوئی آیت پس پڑہی
اوسنے ایک آیت اور چیخ ماری جبلہ نے سو مر گیا پڑہنے والا تو کہا جبلہ نے کہ ایک بدلا گیا
کے اور ابتدا کرنیوالا ظالم تر ہے اور پوچہا گیا ابراہیم مارستانی سے حال حرکت کرنیکا وقت
سماع کے تو کہا کہ پہونچا ہے مجہے یہہ کہ تحقیق حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام وعظ
فرما رہے تھے بنی اسرائیل میں پس پہاڑا اونمین سے ایک نے قمیص اپنا تو وحی فرمائی اللہ تبارک
وتعالیٰ نے کہ کہو تم اوس سے کہ پہاڑ واسطے میرے دل اپنا اور مت پہاڑ کپڑا اپنا اور پوچہا
ابو علی مغربی نے حضرت شبلی رحمہ اللہ سے اور کہا کہ اکثر ہوتا ہے کہ پہنچتی ہے میرے کان میں آیت کتاب
عزوجل کی تو کہینچتی ہے مجہے اوپر ترک کرنے اشیا کے اور اعراض کرنے کے دنیا اور پہر رجوع کرتا
ہون طرف اپنے احوال اور لوگون کے پس کہا حضرت شبلی رحمہ اللہ نے وہ جو جذب کرتا
ہے تجہے طرف اپنے پس وہ الطاف اور انعطاف ہین اوس سے تجہپر اور وہ جو وارد ہوتا ہے تیرے
نفس پر پس وہ شفقت ہے اوس سے تجہپر اسواسطے کہ ہنوز تجہکو مرتبہ بری ہونے اور انقطاع طاقت

اور قوت سے توجہ الی اللہ مین صحیح نہین ہوا ہی اور منقول ہی حضرت شبلی رحمہ اللہ سے
کہ آپ ایک رات مسجد مین تہے ماہ رمضان مین اور نماز پڑہتے تہے پیچہے اپنے امام کے کہا
راوی نے کہ مین اونکے پہلو مین کھڑا تہا کہ امام نے پڑہا وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ
بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ تو چیخے آپ ایک چیخنا کہ مین سمجہا کہ انکی روح پرواز کر گئی اور
وہ تڑپتے تہے اور کہتے تہے کہ اسی طرح پر خطاب کیا جاتا ہی احباب کو مکرر کرتے تہے اسکو
بہت بار اور حکایت ہی حضرت جنید رحمہ اللہ سے کہا کہ مین گیا ایکبار روز حضرت سری
سقطی رحمہ اللہ کے نزدیک اور دیکہا وہان ایک شخص بیہوش پڑا ہوا تو مینے اوسکا حال
دریافت کیا کہا کہ اسنے سنا تہا ایک آیت کو کتاب اللہ عز وجل سے پس کہا مینے کہ پڑہی جاے
اسپر وہی آیت دوبارہ سو پڑہی گئی اور اوسکو افاقہ بہی ہو گیا پس کہا مجہہ سے کہ تمنے
یہہ کہان سے جانا تو کہا مینے کہ تحقیق پیراہن حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام
کا گئی تہین بسبب اسی کے آنکہین حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی اور
پہر بعد مین لوٹ کر بہی اسی سبب سے بینا ہوئین تو اسکو مجہہ سے اونہون نے پسند کیا اور
منقول ہی کہ ایک جوان حضرت جنید رحمہ اللہ کی صحبت مین رہا کرتا تہا اور جب کبہی
کہ سنتا تہا کچہہ ذکر سے تو چیخ مارا کرتا تہا تو کہا اوسکو حضرت جنید رحمہ اللہ نے ایک روز
کہ اگر پہر تونے ایسا کیا تو ہماری صحبت مین مت آنا پس وہ جب سنتا تہا کچہہ تو متغیر
ہوتا تہا اور اپنا نفس ضبط کرتا تہا یہانتک کہ ہر بن مو سے قطرے ٹپکتے تہے پس ایکروز اوسنے
ایک چیخ ماری اور نکل گئی جان اوسکی اور منقول ہی ابو الحسن دراج رحمہ اللہ سے کہا کہ مینے
ارادہ کیا جانیکا پاس یوسف بن الحسین رازی کی بغداد سے پس جبکہ داخل ہوا مین شہر
رے مین تو تلاش کیا مینے اونکا مکان سو جو کوئی کہ مین اوس سے تلاش کرتا تہا کہتا تہا

مجہسے کہ تو کیا کریگا اوس زندیق کو یہانتک کہ یہہ بات سنتے سنتے میرا سینہ تنگ ہوگیا
اور یہانتک کہ مینے ارادہ لوٹنے کا کیا پس شب باشی کی مینے ایک مسجد مین اوس رات اور
کہا مینے یعنی اپنے دل مین کہ مین آخر اس شہر تک آیا ہون اور کچہہ نہین تو انکی زیارت
ہی کر لینا چاہیے پس لگا مین پوچہنے یہانتک کہ پہونچا مین ایک مسجد مین کہ وہ انکی
محراب مین بیٹہے تہے اور اونکے روبرو رحل پر قرآن مجید رکہا تہا کہ تلاوت کرتے تہے
اور وہ ایک شیخ تہے خوبصورت اور خوبصورت ریش والے تو نزدیک ہو کر سلام کیا مینے اور
جواب دیا اونہون نے سلام کا اور پوچہا کہ تم کہان سے آئے مینے کہا کہ مین بغداد سے بارادہ
زیارت شیخ کے آیا ہون پہر کہا اونہون نے کہ اگر راستے کے بعض شہرون مین کوئی کہتا کہ
تم یہان ٹہیرو ہمارے پاس کہ ہم تمکو مکان یا چوکری خرید کر دینگے تو آیا تمکو یہہ بات میری
زیارت سے مانع ہوتی مینے کہا کہ یا سیدی ابہی تک تو خداوند کریم نے میرا امتحان ایسا نہین فرمایا
اور اگر ایسا ہوتا تو نہین معلوم کہ مین کیا کرتا پہر کہا کہ تجہے کیا خوش آتا ہی کہ کہے تو کچہہ مین نے
کہا ہان اور کہا مینے یعنی بالحان شعر

رایتک تبنی دائبا فی قطیعتی	ولو کنت ذا حزم لهدمت ما تبنی

پس بند کر دیا اونہون نے مصحف مجید اور لگے رونے یہانتک کہ تر ہو گئی ڈاڑہی اور
کپڑے اونکے اور یہانتک کہ مجہے رحم آیا اونکے شدت رونے پر پہر کہا کہ اے فرزند مت
ملامت کر تو اہل رے کو انکے کہنے پر کہ یوسف بن حسین زندیق ہی اور حالانکہ وقت نماز سے
اسوقت تک مین پڑہتا تہا قرآن مجید اور نہ گرا میری آنکہہ سے ایک قطرہ اور تحقیق کہ قائم ہوئی
مجہپر قیامت اس بیت سے اور منقول ہی انہین ذوالنون رحمہ اللہ سے کہا کہ مین اور ابن
قرطی جاتے تہے دریا دجلہ پر درمیان بصرہ اور ابلہ کے کہ ناگاہ وہان ایک محل بلند اور

بہتر تہا اور ایک اوسمین جہروکا تہا اور اوسمین ایک شخص تہا کہ اوسکے روبرو ایک چہوکری گارہی تہی اور کہہ رہی تہی شعر

فی سبیل اللہ ود کان منی لک یبذل	کل یوم تتلون غیر ھذ ابک اجمل

اور ناگاہ ایک جوان نیچے جہروکے کے تہا کہ اوسکے ہاتہہ مین ایک لوٹہ تہا اور گدڑی پہنے تہا وہ سنتا تہا پس کہا اوسنے اے لونڈی تجہکو اپنے مولی کی زندگی کی قسم کہ اس ثانی مصرعہ کو پہر لوٹا کل یوم تتلون غیر ھذ ابک اجمل سو لوٹایا اوسنے یہہ مصرع تو کہا فقیر نے کہ قسم ہی خدا کی یہہ حال میرے تلون کا ہی ساتہہ حق کے اور ماری ایک چیخ اور مر گیا پس کہا مالک محل نے چہوکری سے کہ تو لوجہ اللہ آزاد ہی اور نکلے اہل بصرہ اور فارغ ہوئے اوسکے کفن اور نماز اور دفن سے تو کہڑا ہوا مالک محل کا اور کہا کہ تم لوگ بہیجے کیا نہین جانتے مین تمکو شاہد کرتا ہون کہ جو چیز میری ملک ہے وہ خدا کی ہی اور جو مملوک میرے ہین وہ آزاد ہین پہر تہہ بند باندہا ایک اور چادر اوڑہی ایک اور صدقہ کردیا محل اور خود چلا گیا اور نہین دیکہا گیا بعد اسکے وہ اور نہ سنی گئی اوسکی کچہہ خبر اور منقول ہی کہ ابو سلیمان دمشقی نے کسی کوچہ گرد سے سنا کہ وہ کہتا تہا یا سعتر بری تو گر پڑے وہ بیہوش پس جبکہ افاقہ ہوا اونکو تو اسکی کیفیت دریافت کی گئی پس کہا اونہون نے کہ مین سمجہا کہ یون کہتا ہی اسع تری بری اور منقول ہی عتبہ الغلام نے سنا ایک شخص سے کہ کہتا تہا سبحان رب السماء ان المحب لفی عناء تو کہا عتبہ نے کہ سچ کہا اور سنا ایک دوسرے شخص نے یہی قول تو کہا کہ جہوٹ کہا تو ہر ایک شخص سماع کرتا ہی بحیثیت اپنے رتبہ کے اور منقول ہی رویم سے کہا کہ سوال کیا گیا اون مشائخ رحمہم اللہ سے جو بیٹہتے تہے سماع مین یعنی حال سماع کا تو کہا کہ مانند اون گلہ کے ہی کہ پڑے اوسمین بہیڑیا اور حکایت ہی ابو سعید خراز سے کہا کہ دیکہا مینے علی بن موفق

حالت سماع مین کہ کہتے تھے مجھے کھڑا کر دو تو کھڑا کر دیا اونکو پس کھڑے ہوگئے وہ اور وجد
کیا پہر کہا کہ مین شیخ زمانہ کا ہون اور کہا گیا ہی کہ کھڑے ہوئے رہتی ایک رات کو صبح تک
کہ کھڑے ہوتے تھے اور گرتے تھے اس بیت پر اور لوگ کھڑے رو رہے تھے **شعر**

بالله فارد و فواد مکتئب		لیس له من حبیبه خلف

اور منقول ہی خادم سہل بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے کہا کہ خدمت کی مینے انکی بہت برسون
تو نہین دیکھا مینے اونکو متغیر ہوتے نزدیک سماع کے بلکہ سنا کرتے تھے ذکر اور قرآن مجید
وغیرہ پہر جبکہ انکی آخر عمر ہوئی تو پڑہا اونکے روبرو اس آیت کو فَالْیَوْمَ لَا یُؤْخَذُ
مِنْکُمْ فِدْیَةٌ الآیۃ پس دیکھا مینے اونکو کہ متغیر ہوگئے اور لرزنے لگے اور قریب تہا کہ گرین
پہر جبکہ رجوع کیا حالت صحو کیطرف تو پوچہا مینے اونسے سبب اسکا تو فرمایا کہ اے حبیب پیرے
مین ضعیف ہوگیا ہون اور حکایت ہی ابن سالم سے کہا کہ دیکھا مینے ایک دفعہ دوسری
بار کہ انکے روبرو پڑہا اس آیت کو اَلْمُلْکُ یَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ تو متغیر ہوگئے اور
اور قریب تہا کہ گر پڑین تو کہا مینے اونسے یہہ حال پس جوابدیا اونہون نے کہ مین ضعیف
ہوگیا ہون اور یہہ صفت ہی حضرات اکابر کی کہ نہین وارد ہوتا ہی اونپر کوئی وارد گو
قوی ہو مگر یہہ کہ وہ قوی تر ہوتا ہی اوس سے سنا مینے شیخ ابا عبد الرحمن سلمی سے کہ وہ کہتے تہے
داخل ہوا مین اوپر بیٹے عثمان مغربی کے اور پایا مینے کہ وہ پلاتے تہے پانی کو کوئے سے چرخی
پر پس کہا اے عبد الرحمن آیا جانتا ہی تو کہ کیا کہتی ہی یہہ چرخی کہا مینے کہ نہین جانتا کہا کہ
کہتی ہی اللہ اللہ اور مروی ہی حضرت اسد اللہ الغالب جناب علی بن ابو طالب رضی اللہ
عنہ سے کہ سنی آپنے آواز ناقوس کی تو فرمایا آپنے اصحاب سے کہ تم جانتے ہو یہہ کیا کہتا ہی تو کہا
کہ نہین پس کہا آپنے کہ کہتا ہی یہہ کہ سبحان اللہ حقا ان المولیٰ یبقی ابدا اور

منقول ہی کہ ایک جماعت صوفیہ کرام رضی اللہ عنہم کی جمع تہی قوال کے گہر مین اور اونکے ہمراہ قوال تہے کہ وہ راگ گاتے تہے اور وجد کر رہے تہے پس آئے اونپر ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ تو یہہ لوگ خاموش ہوگئے تو فرمایا اونہون نے کہ تم رجوع کرو اپنے کام کیطرف جو کر رہے تہے کیونکہ اگر جمع ہون تمام دنیا کے ملاہی میرے کان مین تو نہ مشغول کرے میرے دلکو اور نہ بدلے جو حال کہ مجہہ مین ہی اور منقول ہی ابو علی رودباری رحمۃ اللہ سے کہا کہ پہونچا ہی ہمکو اس معاملہ مین مثل تیزی شمشیر یعنی دلیل قاطع کی کہ اگر ہم میل کرین کچہہ تو آگ مین ہین اور منقول ہی کہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام وعظ فرمارہے تہی کہ چیخ ماری اونمین سے ایک نے سو گہر کا اور جہڑکا اوسکو حضرت موسیٰ نے پس وحی فرمائی اللہ تبارک وتعالیٰ نے کہ اے موسیٰ یہہ لوگ ساتہہ خوشبو میری کے خوشبو دار ہوئے اور بیچ محبت میری کے تباہ ہوئے اور بیچ وجد میرے کے چیخے سو تم مت منع کرو میرے بندونپر اور منقول ہی کہ سنا حضرت شبلی رحمۃ اللہ نے کسی کہنے والیکو کہتا تہا الخیار عشرۃ بدانق تو چیخ ماری اونہون نے اور کہا کہ جب خیار ایک دانگ کے دس ہوتے ہین تو شرار کا کیا حال ہوگا اور کہا گیا ہی کہ جسوقت راگ کرینگی حورین جنت مین تو لہراوینگے اشجار اور کہا گیا ہی کہ تہے عون بن عبداللہ کہ امر کرتے تہے چہوکری کو جو اونکی تہی اور خوش آواز تہی پس وہ گاتی تہی اپنی آواز دردناک کے ساتہہ یہانتک کہ روتے تہے لوگ اور پوچہا گیا ابو سلیمان دارانی سے حال سماع کا تو فرمایا کہ جو دل کہ چاہے خوش آوازی کو تو وہ ضعیف ہی علاج کیا جاوے اوسکا جیسے کہ علاج کیا جاتا ہی لڑکا جبکہ چاہتے ہین کہ وہ سووے پہر کہا ابو سلیمان نے کہ تحقیق خوش آوازی نہین داخل کرتی دلمین کچہہ مگر یہہ کہ حرکت دیتی ہی اوس چیز کو کہ جو دلمین ہی کہا ابن ابو الحواری رحمۃ اللہ نے کہ سچ کہا واللہ ابو سلیمان

نے اور کہا حریری نے کو نوار یا نہین کے معنی ہین کہ یعنی سننے والے اللہ تعالےٰ سے اور کہنے والے ساتھ اللہ تعالےٰ کے اور سوال کیا گیا بعض سے سماع کا تو کہا کہ یہ ایک بجلی ہے کہ چمکجاتی ہے اور پہر دب جاتی ہے اور نور ہے کہ جہلک جاتا ہے اور پہر پوشیدہ ہوتا ہے کیا مزہ دار ہے اگر باقی رہے اپنے صاحب کے ساتھہ ایک پلک مارنے تک پہر یہ شعر پڑہا

خطرت فی السرمنه خطرة	خطرة البرق ابتدا ثم
اضمحل ای زور لك لو قصدتم	وهلم بك لو حقا فعل

اور کہا گیا ہے کہ سماع مین حصہ تمام اعضا کا ہے پس جو کہ واقع ہوا آنکہہ پر تو روتی ہے اور جو کہ واقع ہو زبان پر تو چیخ مارتی ہے اور وہ جو واقع ہو ہاتہہ پر تو پہاڑتا ہے کپڑے اور مارتا ہے طمانچہ اور وہ جو واقع ہوا وپر پاؤن کے تو ناچتا ہے اور کہا گیا ہے کہ ایک بادشاہ عجم کا مر گیا تہا اور چہوڑا تہا اوسنے ایک لڑکا اپنا پس چاہا لوگون نے کہ بیعت کرین اوس سے کہا کہ کیونکر ہم معلوم کرین اسکی عقل اور ذہن کو تو اتفاق کیا اسپر کہ بلاوین کسی قوال کو کہ کہے وہ کچہہ تو اگر اسنے اچہی طرح سُنا تو معلوم ہو جاویگی اسکی سمجہہ اور کیا سب لائے وہ قوال اور کہا قوال نے کچہہ تو ہنسنے لگا وہ بچہ دودہ پیتا تو بوسہ دیا سب نے اوسکے روبرو زمین کو اور بیعت کی اوس سے اور منقول ہے ابو علی سے کہا کہ جمع ہوئے ایک جگہہ مین ابو عمرو بن نجید اور نصر آبادی اور طبقہ پس کہا نصر آبادی نے کہ مین کہتا ہون کہ جس وقت جمع ہو قوم اور کہے ایک اونمین کا کچہہ اور خاموش ہون باقی تو بہتر ہے اس سے کہ غیبت کرین کسی کی پس کہا ابو عمرو نے کہ البتہ اگر غیبت کرے کسی کی تیس سال تو یہہ امر امید نجات تیری کا ہے تجہکو اس سے کہ ظاہر کرے تو سماع مین جو کہ نہین ہے تجہمین اور منقول ہے اوستاد ابو علی سے کہا کہ لوگ سماع مین تین قسم پر ہین ایک متسمع ہے دوسرا مستمع ہے تیسرا سامع ہے پس متسمع

وہ ہے جو سُنے بمقتضاے وقت کے اور مستمع وہ ہے جو سُنے ساتھ حال کے اور سامع وہ ہی جو سُنے ساتھ حق کے
اور پوچھا مینے اوستاد ابو علی دقاق سے مکرر کہ چاہتا تھا مین رخصت سماع کی تو وہ حیلہ کر دیتے
تہے ایسا کہ جو واجب کرے منع ہونا اوس سے پہر بعد تکرار کے فرمایا کہ تحقیق مشایخ رحمہم اللہ نے
کہا ہی کہ وہ سماع کہ جو جمع کرے تیرے دلکو طرف اللہ تعالے کے تو مضائقہ نہین اوسمین
اور مروی ہی باسناد طویل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وحی فرمائی اللہ تعالے
نے طرف حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے کہ تحقیق مینے پیدا کیے ہین تجہمین
دس ہزار کان "تا آنکہ سُنا تو نے کلام میرا اور پیدا کین مینے دس ہزار زبان "تا آنکہ جواب دیا
تو نے اور محبوب ترین کامون کا طرف میرے اور قریب تر اونکا یہہ ہی کہ بہت پہونچا وے تو
درود اوپر حبیب میرے کے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہین اور اونکی آل پر
اور کہا گیا ہے کہ دیکھا بعض نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو خواب مین تو فرمایا
کہ غلطی سماع مین اکثر ہوتی ہی اور منقول ہی باسناد طویل ابو حارث اولاسی سے کہا کہ دیکھا مینے
ابلیس کو خواب مین اوپر بعض چھتون اولاس کے اور مین بہی چھت پر تہا اور اوپر داہنے
اوسکے ایک جماعت تہی اور اوپر بائین اوسکے ایک جماعت تہی اور اونپر لباس
لطیف پاکیزہ تہے پس کہا ایک جماعت کو اونمین سے کہ کہو کچھ سو کہا اونھون نے اور گایا
تو خوش آئی مجہے خوش آوازی اونکی یہانتک کہ مینے چاہا کہ اپنے کو چھت سے گرا دون پہر
اوسنے کہا ناچو سو ناچے وہ خوب ناچ پہر مجھ سے کہا کہ اے ابو الحارث نہین پائی مینے کوئی
چیز ایسی کہ بسبب اوسکے دخل پاؤن مین تم لوگونپر مگر یہہ اور مروی ہی عبد اللہ بن علی سے
کہا کہ بیٹھا مین ایک رات ساتھ حضرت شبلی رحمہ اللہ کے پس کہا قوال نے کچھ سو چیخ ماری
حضرت شبلی نے اور وجد کیا تو کہا گیا اونسے کہ اے ابو بکر کیا ہوا تمکو درمیان اس جماعت کے

پہر کہڑے ہوئے اور وجد کیا اور کہا کہ مجھے دو نشے ہین اور دوسرے مجلسونکو ایک نشہ ہے مین مخصوص ہون انہین سے اکیلا اور منقول ہی ابوعلی رودباری سے کہا کہ چڑہا مین ایک محل پر پس دیکہا مینے ایک جوان خوبرو پڑا ہوا اور گرد اوسکے لوگ جمع تہے سو دریافت کیا مینے حال اوسکا تو کہا اونہون نے کہ چڑہا تہا یہہ اس محل پا اور ایک چہوکری یہہ گا رہی تہی شعر

کبرت همت حین طمعت فی ان یراک		وما حسبت لعین ان تری من قد رأکا

پس چیخ ماری اسنے ایک چیخ اور مرگیا یہانتک تمام ہوئی عبارت مترجم کتاب رسالۂ قشیری کی جو تحقیق سماع مین ایک باب لکہا ہی واللہ اعلم ؛

اب بیان ہے کتاب مقصد الحلم ترجمہ عین العلم کہ جو ترجمہ فقیر نے کیا ہی لکہا مصنف عین العلم رحمہ اللہ نے نوین باب کتاب مذکور مین جو آفات اللسان کے بیان مین ہی تحقیق سماع مین لکہا ہی کہ نظر اہل تحقیق کی اباحت اور حرمت سننے غنا مین بقول صحیح کے مطابق ہے اثر کے ہی دلونپر پس مستحب ہے اگر مشتاق کرے راگ سامع کو طرف حج اور غزا کے کہ جو واجب ہوین بخلاف اوس وقت کے کہ یہہ واجب نہون اور والدین اسکی اجازت نہ دیوین یا غالب ہو خوف ہلاک کا راستہ مین اور مثل اسکے دوسرے موانع مین اگر ہون اور یہہ مستحب ہے راگ اگر اندوہگین کرے سامع کو تقصیرات دینے پر اور باعث ہو اوپر تدارک اور مکافات اوسکے کے چنانچہ مروی ہی حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور جیسے کہ پڑہتے ہین واعظ لوگ منبر پر اور یہی تہب ہے اگر زیادہ کرے محبت مولی تعالے کی اور مباح ہی اگر زیادہ کرے سرور سامع کا ایسی چیزمین کہ وہ سرور مباح ہو اوس چیز مین مثل عیدین یا نکاح یا ولادت یا ختنہ یا حفظ قرآن مجید یا آنے مسافر کے کہ سرور

ایسے اوقات اور مقامات مین ماثور ہی سلف رحمہ اللہ سے اور بہی مباح ہی اگر مشتاق کرے راگ
طرف ملاقات بہائیون یا بی بی یا حماد کہ کے اور حرام ہی راگ اگر مشتاق کرے طرف زنا کے معاذ اللہ
منہا یا اندوہگین کرے مردون پہ یا بلا او رمصیبت پر فرمایا اللہ تبارک و تعالےٰ نے لکیلا
تاسوا علیٰ ما فاتکم یعنی اندوہ نکرو تم اوسپر جو فوت ہو چکا ہی اور ادنی رتبہ غنا کا اور
راگ سننے کا یہہ ہی کہ واسطے شہوت نفس کے ہو اور یہہ دم شیطان سے ہوتا ہی کہ وہ طرف سننے
کلام حسن اور جمال کے آتش شہوت کی تیز کرتا ہی اور بہڑکاتا ہی اور یہہ حرام ہی اور اس سے بڑہکر
یہہ ہی کہ واسطے لہو اور بازی اور لذت پانے کے ساتھ مجرد نغمہ کے ہو بغیر تحریک شہوت کے
اور یہہ مباح ہی اور ہمیشگی اور مداومت مواظبت اسکی گناہ ہی اور اس سے بڑہکر وہ ہی کہ کبھی کبھی
واسطے آرام دینے نفس کے اور قطع کرنے ملال کے ہو کہ بسبب کثرت عبادت کے حاصل ہوا ہی
اور یہہ مباح بلکہ مستحب ہے اور اس سے بڑہکر یہہ ہی کہ واسطے مقابلہ حال اپنے کے ہو بیچ اوس معاملہ
کے جو اپنے مولےٰ تعالےٰ سے رکہتا ہی ہجر اور وصل اور قرب اور بعد اور خطاب اور عتاب
وغیرہ سے اور شرط ہی اس سماع مین رعایت کرنا شرع اطہر کا ساتھ حمل کرنے معانی ابیات کے
ایسی چیزون پہ کہ مناسب جناب اقدس آلہی تعالےٰ کے ہون اور بڑہکر سب مراتب سے
یہہ ہی کہ محض واسطے محبت آلہی تعالےٰ کے ہو اور یہہ مرتبہ اوس کسی کیواسطے ہی کہ وہ فانی ہو
اپنے حظ نفس سے اور غائب ہو غیر مولیٰ تعالےٰ سے یہانتک کہ ملاحظہ شہود اپنے سے ساتھ حق
تعالےٰ کے بہی فانی ہو اور اس درجہ کو فنا ر البقا کہتے ہین اور اس سماع سے پیدا ہوتا ہی
وجد اور وجد کہتے ہین اوس حالت کو کہ جو پیش آوے دل کے شوق اور خوف اور حزن
اور قلق سے اور فائدہ دیتا ہی وجد صفائی قلب کا کدورت سی اور حصول علم ربانی کا اور مکاشفہ کا
اور بہت حالات ہین کہ جو حاصل ہوتے ہین وجد سے ایسے کہ ممکن نہین ہے تعبیر اور بیان

اونکا جیسے کہ قاصر ہو عبارت بیان کرنے فصاحت اور بلاغت سے اور تواجد یعنی بتکلف وجد
کرنا مذموم ہو اگر واسطے ریا اور نمود مخلوق کے ہو اور مذموم نہین ہو اگر بارادہ وصول کے
ہو طرف حقیقت کے بسبب وارد ہونے حدیث اللھم ارزقنی حبک وحب من یحبک وحب
عمل یقربنی الی حبک کے توسل فرمایا دعا مین ساتھہ طلب کرنے حب آلہی اور حب دوستان
آلہی اور حب اوس عمل کی کہ نزدیک کرے طرف حب آلہی تعالے شانہ کے اور وجد ایسا
عمل ہو کہ پہونچانیوالا ہو طرف محبت آلہی کے پس دوستی اوسکی اگرچہ بتکلف ہو درست ہے بسبب
اوسکے کہ جو گذرا آداب تلاوت مین جائز ہونے تکلف گریہ سے بباعث مشاہدہ ہونے اس
بات کے کہ ہمیشگی ہونا ذکر ایک چیز کا اور دیکہنا طرف اوس چیز کے اور فکر کرنا اوسکے فضائل
مین پہونچاتا ہو انسان کو طرف عشق اوس چیز کے اور محکم کرتا ہو اوسکو دلمین یہانتک کہ
ممتنع اور دشوار ہوتا ہو خلاص ہونا اوس سے اور آداب سماع کے یہہ ہین کہ مغنی اونمین سے
نہو کہ حرام ہو نظر کرنا طرف اوسکے مثل امرد بے ریش اور عورت اجنبی کے مگر سامع ایسا بوڑہا ہو
کہ ایمن ہو اپنے نفس پر کہ فتنہ مین نہ پڑیگا جیسا کہ حکم بوسہ روزہ دار کا ہو اور نہو آلہ
غنا کا مزمار مثل رباب اور چنگ اور بربط اور طبلہ دراز تنگ درمیان کہ دونون طرف سے
کشادہ ہو اور رود اور نائی عراق کے کیونکہ یہہ چیزین شعار اور لوازم شرابخوارون کے
مین پس حرام ہین بسبب تبعیت شراب کے چنانچہ حرام ہو خلوت کرنا ساتھہ عورت اجنبیہ کے
اور نظر کرنا طرف ران اوسکی کے کہ مقدمات زنا سے ہو اور بسبب اسکے کہ مزامیر یاد دلاتا ہے
شراب کو اور مشتاق کرتا ہو طرف اوسکے مثل مزفت اور حنتم کے کہ ظروف شراب کے تہے جبکہ
شراب حرام ہوئی تو استعمال ان ظروف کا بہی ممنوع ہوا اور راگ مین کہ جو مزامیر کے ساتھہ
ہو تشبیہ ہے ساتھہ اہل فسق کے اور تشبیہ انکی حرام ہو چنانچہ حرام ہو تشبیہ جمع کرنے لوگون

اور حاضر کرنے آلات طرب اور برپا کرنے ساقی اور دَوُر کرنے پیالہ سکنجبین کے مثلاً اِن جیسی
اشیا رمباح اس وضع سے بسبب تشبیہ انکی کے حرام ہین تو استعمال اشیا رمخصوصہ انکی کا بھی
حرام ہے بخلاف مثل دف اور طبل اور شاہین وغیرہ کے کہ معتاد اہل شر کے نہین ہین اور
باقی ہین اپنی اصل اباحت پر اور نہون وہ جو گاتے ہین آیات قرآن مجید کے کیونکہ
جائز نہین ہے قرآن مجید مین مد کرنا مقصور کا اور قصر کرنا ممدود کا کہ یہہ لازم ہے الحان
موسیقی مین واسطے موافق کرنے آواز کے اور جائز نہین ہے قرآن مجید مین منع کرنا اور
آیت سے کہ موافق مزاج سامع کے نہو مثل آیات معاملات اور حدود کے اور جائز نہین ہے
مقرون کرنا دستک اور دف بجانے کا ساتہہ پڑہنے قرآن مجید کے اور نہو حالت سماع
مین ایسی چیز کہ مشوش کرے دل سامع کو اور باز رکہے فراغ سے اور نہووے وہ
چیز کہ شاغل بزمان ہے مثل وقت نماز وطعام کے یا شاغل بمکان ہے مثل شارع عام
یا وہ جگہہ کہ اوسمین صورت قبیح یا رایحہ کریہ ہووے یا وہ شاغل اخوان ہون جیسے حاضر ہونا
کسی ایسے متکبر کا کہ محتاج ہو سامع طرف رعایت کرتے حال اوسکے کے اور وہ کہ متکلف کرنیوالا
ہو ساتہہ رقص اور پارہ کرتے لباس کے کہ مشوش کرے خاطر حاضر ہونیوالے کو اور
وہ کہ تکلف کرنیوالا ہو اظہار رہنے مین اور مفلس ہو باطن مین محبت مولی تعالے سے اور
وہ کہ عدیم الذوق ہو سماع مین اور وہ کہ جاہل ہو اور حمل کرے قول مغنی کو ایسے معنی
پر کہ جو لایق جناب مقدس الٰہی تعالے کے نہو اور وہ کہ آلودہ ہو دل اوسکا ساتہہ
محبت دنیا اور شہوت نفس کے اور وہ کہ نغمہ کو واسطے مجرد لہو کے سُنے اور آداب سماع
سے یہہ ہے کہ سُنے سماع کو ساتہہ حضور دل کے اور التفات نکرے دائین بائین اور سُننے
والون کیطرف بلکہ مشغول رہے ذات سے اور رعایت کرے اپنے دل کی اور وہ جو مشغول

سکیہ

ہوا ہو پر حقایق اور معارف سے آدر ہیئے اور پر ہیئت تامل کرنیوالون کے مستغرق ہو کر اوس
احتراز کرے اوس سے کہ شورش کرے دلکو کہانسی و رجائی ورمو سے منکرات مثل ہاتہ پر
ہاتہ مارنے اور حرکت کرنے سے ساتہ ہاتہ کے یا موافقت نغمہ سے اور رقص کرنا اور کپڑے
پہاڑنا مگر وہ شخص کہ مغلوب العقل ہووے اس حیثیت سے کہ اوسکا حلم اپنے فعل کا خبر یا ملزا نہ
ہو مگر طاقت منع ہونے کی نرکہتا ہو بسبب غالب اور طاری ہونے ایسے حال کے کہ باعث ہو شدت
حرکات اضطراری پر پس ایسی حالت مین معذور ہے چنانچہ غالب ہوا اوپر حضرت امیر المومنین
عمر رضی اللہ عنہ کے حمایت کرنا دین کا روز صلح حدیبیہ مین اور آپنے انکار صلح سے کیا
اور روز مرنے عبد اللہ بن ابی رئیس منافقون کے اور انکار کیا آپنے نماز گذارنے اور
دعا فرمانے جناب آنسرور صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کا اوسکے جنازہ پر اور کہڑے ہونے
جناب آنسرور صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کو اوسکی قبر پر اور جیسے کہ غالب ہوئی ابی بن
رضی اللہ عنہ پر محبت جناب آنسرور صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کی جبکہ پیا انہون نے
خون آنسرور صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کا بعد حجامت کے ساتہ قصد تبرک کے لیکن
وصف مغلوبیت کا ایک قسم کا قاصر ہونا ہے قدر اہل کمال کی اس سے کہین بلند اور بالا ہے
خصوصا حضرات انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کہ یہہ صاحب شریعت کے اور بسبب تکمیل مخلوق
کے مبعوث ہوئے ہین اگر یہہ مغلوب الحال ہوتے تو تکمیل متعذر ہو اور آداب سماع سے یہہ ہے
کہ مساعدت اور موافقت کرے یاروں کی اوٹہنے اور اوتارنے عمامہ مین اگر عادت ہو
ان امور کی اون لوگون مین کیونکہ مخالفت کرنا امر معتاد مین سبب وحشت کا ہوتا ہے اور
خوش کرنا اہل مجلس کا ایسے کامون سے کہ اون سے نہی صریح نہین آئی ہے اور بعد سلف کے قوم
مین معتاد ہوئے ہین مستحب ہے اگرچہ بدعت ہو اور آداب سماع سے یہہ ہے کہ پوشیدہ کرے

سماع کو تاکہ اقتدا نکرین ساتھہ اسکے عوام اور مطلق مباح نہ جانین اور ظاہر مین منع کرے
عوام کو اوس سے کہ وہ ضرر کرتا ہی اکثر کو بجہت اجابت اوسکی کے ہواے نفسانی پیدا اور چاہیے کہ
تخلف کرے حضور مجلس سماع سے وہ کوئی کہ کامل ہو معرفت اور محبت اوسکی بجہت غنی ہونے
اسکے کے محرک خارجی سے مگر یہہ کہ حاضر ہو بارادہ خوش کرنے اہل مجلس کے ساتھہ موافقت
انکی کے اور بارادہ تعلیم انکی کے ضبط کرنے جوارح کو حرکات ناموزون سے باوجود کمال
حال کے اور اولی اور اسلم تمام احوال مین اجتناب کرنا ہی سماع سے مطلق بسبب ہونے اختلاف
کے اس مسئلہ مین قدیم اور جدید مین اور نادر ہونے تحقیق شروط جواز کے بجہت دشواری
دریافت مکائد نفس اور شیطان کے فنعوذ باللہ من مکائدہ یہانتک تمام ہوئی
عبارت کتاب مقصد الحلم ترجمہ عین العلم کی واللہ اعلم اب شروع ہی ترجمہ عبارت کتاب
کشف المحجوب کا جو تصنیف ہی علی بن عثمان بن علی الجلالی غزنوی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ
کی اور نہایت معتبر اور معتمد کتاب ہے اور فقیر نے ان اوراق مین تمام باب اس کتاب کا
نقل کیا ہی کہ اسمین خاص مسئلہ سماع کا بہی مفصل معلوم ہو جاوے اور سوا اسکے بعض فوائد
زوائد جو مناسب مقام کے ہین وہ بہی دریافت ہون کہ خالی فایدہ سے نہوگا —

کشف الحجاب گیارہوان بیان سماع مین جان کہ اسباب حاصل ہونے علم کے پانچ ہین
ایک سننا دوسرے دیکہنا تیسرے چکہنا چوتہے سونگہنا پانچوین چہونا اور خداوند تعالے
نے واسطے دل کے یہہ پانچ دروازے پیدا کئے ہین اور ہر قسم کا علم ساتہہ ایک کے انمین سے
متعلق ہی جیسے کان کو علم ہی آوازون اور خبرونکا اور آنکہہ کو علم ہے رنگتون وغیرہ کا
اور ذائقہ کو علم ہی شیرین اور ترش کا اور ناک کو علم ہی خوشبو اور بدبو کا اور لمس کو
علم ہی سختی اور نرمی کا اور ان پانچ مین سے چار کو خاص ایک محل مین رکہا ہی یعنی سننا

کان مین اور دیکھنا آنکھ مین اور سونگھنا ناک مین اور چکھنا زبان مین ہے اور ایک کو
تمام اعضا مین عام کیا ہی یعنی چھونا اور سختی نرمی معلوم کرنا اسواسطے کہ بغیر آنکھ کے دیکھنا
اور بجز کان کے سننا اور بدون ناک کے سونگھنا اور سوائے زبان اور تالو کے مزہ پانا
نہین ہوتا مگر تمام بدن سخت اور نرم اور سرد اور گرم کو پہچانتا ہی اور اسکا امکان
کہ جائز ہی کہ یہہ ہر ایک تمام اعضا مین شائع اور عام ہون مثل لمس کے اور نزدیک
فرقہ معتزلہ کے روا نہین ہے کہ یہہ ہر ایک بغیر اپنے محل مخصوص کے ہو اور باطل ہی
قول اونکا ساتھ دلیل حاسۂ لمس کے کہ اوسکا محل عضو خاص نہین ہی بلکہ یہہ تمام اعضا
مین عام ہین اور جبکہ ایک ایسا ہوا تو دوسرونمین بہی روا ہے اور اس مقام پر یہہ قدر
مراد ہی لیکن اسقدر سے چارہ تہا تحقیق بیان معانی کو پس یہہ چار حواس کہ ذکر اونکا
گذرا بغیر پانچوین کے کہ وہ کان ہی ایک حاسہ دیکھتا ہی کہ آنکھ ہی اور دوسرا سونگھتا ہے
کہ ناک ہی اور تیسرا چکھتا ہی کہ ذائقہ ہی اور چوتھا چھوتا ہی کہ لمس ہے اور حکمت ہے کہ اس دیکھنے
مین عالم بدیع کے اور سونگھنے مین چیزون خوش کے اور سب چکھنے مین نعمتون عمدہ کے اور
چھونے مین چیزون نرم کے عقل کو دلیل ہو اور طرف خداوند کریم اوسکے کے راہ بتادی
کیونکہ جان لیگا کہ یہہ نو پیدا ہی اور محل تغیر ہے اور جو چیز کہ تغیر سے خالی نہو وہ نو پیدا
اور محدث ہی اور یہہ خالق تعالے ہی نہ اس قسم سے کہ مکون ہے اور آفریدگار اوسکا مکون
ہے اور مخلوق مجسم ہے اور پیدا کرنیوالا جسم نہین ہے اور آفریدگار اوسکا قدیم ہی اور یہہ
حادث اور آفریدگار اوسکا نامتناہی ہی اور یہہ متناہی ہی اور آفریدگار اوسکا قادر ہے
سب چیزون اور سب کا مونس اور عالم ہی سب معلومات کا اور تصرف اوسکا ملک مین
جائز ہی جو چاہے سو کرے پہچانے رسولون اور برہان اور دلائل صادق سے گرچہ

کچھ اوسپر واجب نہین ہی اور باوجود معرفت کے ساتھہ کان کے اوسکی معلومات خاص
بوجہ کان ہی کے نہین ہین اور اسی سبب سے ہی کہ اہل سنت والجماعت فضیلت رکہتے ہین
سمع اور کان کی اوپر بصر اور آنکہہ کے معاملہ تکلیف اور احکام مین اور اگر کوئی معطل
اور مخطی یہہ کہی کہ کان مقام خبر کا ہی اور آنکہہ محل نظر کی یعنی اور اسی سے دیدار الہی ہوگا
اور دیدار الہی تعالے شانہ کا فاضل زیادہ ہی یعنی سننے سے تو ہم جواب دینگے کہ
ہمنے ساتھہ کان کے جانا ہی کہ بہشت مین دیدار ہوگا کیونکہ بیچ جائز ہونے دیدار کے
ساتھہ عقل کے حجاب کشف سے اولے تر نہین ہی اور ساتھہ خبر کے جانا ہمنے کہ مومنون کو
مکاشف کرینگے اور حجاب کو انکے اسرار سے اوٹہا دینگے تاکہ خداوند عزوجل کو دیکھین پس
سمع اور کان فاضل ہوا بصر اور آنکہہ سے اور بہی تمام احکام شرع اطہر مبنی سماعت
پر ہین اگر سمع نہوتا تو ثبوت اونکا محال ہوتا اور بہی انبیا علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام
جبکہ مبعوث ہوئے تو اول زبان سے کہا یعنی اظہار نبوت اور دعوت کو کیا تاکہ جو لوگ
سننے والے تہے وہ ایمان لائے پہر معجزے دکہائے اور اس دکہانے مین تاکید ساتھہ
سمع کے بہی تہی اور بدین دلائل جس کسی نے کہ سماع کا انکار کیا گویا بالکل شرع کا انکار
کیا اور اوسکا حکم اوپر اپنے مخفی کیا اور اب ہم پورا پورا اسکا حکم انشاء اللہ تعالے ظاہر
اور واضح کرتے ہین ٭

باب بیچ بیان سماع قرآن مجید مین اور وہ جو متعلق ہی اوسکے

اولے تر تمام مسموعات کا دلکو ساتھہ فوائد کے اور سر کو ساتھہ زوائد کے اور کان کو ساتھہ
لذات کے کلام خداوند عزوجل کا ہی اور مامور ہین تمام مومن اور مکلف ہین سب کافر

آدمی اور جنّ نے سا تھ سننے کلام اللہ تعالےٰ مقدس کے اور منجملہ معجزات قرآنی سے ایک یہ
بھی ہی کہ اسکے سننے سے رقت عظیم ہوتی ہو یہانتک کہ کفار قریش کے رات کو چھپا کرتے تہے اور
جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نماز مین ہوتی تہی اور جو کچہہ کہ آپ پڑہتے تہے وہ
سنتے تہے اور تعجب کرتے تہے جیسے نضر بن الحارث کہ بڑا فصیح گنا جاتا تہا اور عتبہ بن ربیعہ
کہ بلاغت مین سحر کرتا تہا اور ابوجہل بن ہشام کہ خطوں مین براہین نظم کے پیدا کرتا تہا اور
مثل اسکے یہانتک کہ ایک رات جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ایک
سورہ پڑہ رہے تہے عتبہ بیہوش ہوا اور ابوجہل سے کہا کہ مجھے معلوم ہوگیا کہ یہہ کلام مخلوق
کا نہین ہے اور اللہ تعالےٰ وتبارک نے جنّو نکو پہونچا یا یہانتک کہ گروہ گروہ آتے تہے اور
کلام خدا تعالےٰ کا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے سنتے تہے چنانچہ قرآن
مجید مین فرمایا فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا پہر ہمکو خبر کیا قول جنّون سے کہ یہہ قرآن
مجید راہ نمای ہمارے دلکو طرف راہ صواب کے اور فرمایا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ
وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا پس یہہ قرآن مجید نیک ترہی اندیوٹ پیندکے اور الفاظ اوس
سو جزا اور مختصر ترین دوسرے الفاظون سے اور امرا وسکے لطیف ترین اور امرون سے اور نہی
اوسکی زاجر ترہی اور نہیون سے اور وعدہ اوسکے دلربا ترین تمام وعدون سے اور وعید
اوسکے جانگداز ترین تمام وعیدون سے اور قصے اوسکے سیر ترین تمام قصون سے اور امثال
اوسکی فصیح ترین سب مثالون سے ہزارون دل ہین کہ اوسکے سماع کے شکار ہین اور ہزارون
جان ہین کہ اوسکے لطائف کی لوٹ ہین عزیزان دنیا کو ذلیل کرتا ہی اور ذلیلان دنیا
کو عزیز جیسا کہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سنا کہ انکی بہن اور والدہ مسلمان ہوگئی
تو شمشیر برہنہ سے انکے قتل کا ارادہ کیا اور حق تعالےٰ نے لشکر اپنے الطاف کو گوشہ ہاے

سورۂ طٰہٰ مین کہات بیٹھا یا جبکہ آپ اپنی بہن کے دروازہ پر آئے تو پڑہ رہی تہین طٰہٰ
مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤى اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰى تو انکی جان شکار اوسکے
دقائق کے ہوئے اور دل انکا بستہ اوسکا تو اونہون نے طریق صلح کا ڈہونڈہا اور لباس
جنگ کا اوتارا مخالفت سے موافقت پر آئے اور مشہور ہی کہ جب روبرو جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے یہہ آیہ پڑہی کہ اِنَّ لَدَیْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِیْمًا وَّطَعَامًا
ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِیْمًا تو آپ بیہوش ہو کر گرے اور کہتے ہین کہ کسی شخص نے روبرو
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہہ آیہ پڑہی اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ تو اونہون نے ایک
نعرہ مارا اور بیہوش ہوئے کہ اونکو اوٹہا کر گہر لیگئے اور ایک مہینہ متصل تک خوف وخشیت
الٰہی تعالےٰ سے بیمار تہے اور کہتے ہین کہ ایک شخص نے روبرو عبد اللہ بن حنظلہ رضی اللہ
عنہ کے یہہ آیہ پڑہی لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ تو اونپر رونا طاری
ہوا یہانتک کہ حکایت کرنیوالا کہتا ہی کہ مینے جانا کہ جان انسے جدا ہولی پہر وہ کہڑے ہوئے
انسے کہا کہ اے اوستاد بیٹہو جواب دیا کہ ہیبت اسکی مجہے نہین بیٹہنے دیتی اور کہتے ہین کہ
روبرو حضرت جنید رحمہ اللہ کے یہہ آیہ پڑہی کہ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ
مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ تو اونہون نے کہا کہ اے بار الٰہا اگر
ہمارا قول ہی تو بامداد اور عون تیری سے ہے اور اگر ہمارا فعل ہی تو بتوفیق تیری کے ہی
پس کہان ہے قول اور فعل تجہسے اور حضرت شبلی رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ انکے روبرو یہہ
آیہ پڑہی وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ تو اونہون نے کہا کہ شرط یاد کی بہولنا ہی نہین
اور تمام عالم یاد مین ہے اور ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہو جبکہ ہوش مین آئے تو کہا کہ تعجب ہے اوس دل سے کہ کلام اوسکا سنکر
اوسکا جیا اور تعجب ہے اوس جان سے کہ کلام اوسکا سنے اور نہ نکلے ایک گروہ مشائخ سے کہا ہی کہ ایکبار

مین کلام اللہ مجید پڑھتا تھا ہاتف نے آواز دی کہ نرم اور آہستہ پڑھ کہ چار شخص جنون نے
ہیبت اس آیہ کی سے مرگئے ہین درویش نے کہا کہ مین دس برس سے قرآن مجید کو سوا اندر
نماز کے اور زیادہ مقدار جواز نماز سے نہین پڑھتا اور نہ سنتا ہون پوچھا کہ اسکا کیا
سبب ہے جواب دیا کہ اس خوف سے کہ مجہپر حجت نہو ایک روز مین نزدیک شیخ ابو العباس سقالی
رحمہ اللہ کے آیا اونکو پایا کہ وہ پڑھتے تھے یہہ آیہ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَمْلُوكًا لَا
يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ اور روتے اور نعرہ مارتے تھے یہانتک کہ مینے جانا کہ یہہ دنیا سے جاتے
ہین تو مینے کہا کہ اے شیخ یہہ کیا حال ہے فرمایا کہ گیارہ برس ہوتے ہین کہ در وسیلہ یہانتک پہنچا
ہی اور یہان سے مین نہین گذر سکتا اور ابو العباس عطار رحمہ اللہ سے پوچھا کہ آپ ہر روز
کتنی آیتین قرآن مجید کی پڑہتے ہین فرمایا کہ پہلے اس سے رات دن مین دو ختم مین کیا کرتا
تھا اور اب چودہ برس ہوئے کہ سورہ انفال پر آج پہونچا ہون اور کہتے ہین کہ شیخ
ابو العباس قصاب رحمہ اللہ نے ایک قاری سے کہا اوسنے یہہ آیت پڑہی يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ
مَسَّنَا وَأَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُزْجَاةٍ پہر کہا کہ پڑھ قَالُوا إِنْ يَسْرِقْ
فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ مِنْ قَبْلُ پہر کہا کہ پڑھ پہر کہا کہ اے بار الہا مین جفا مین زیادہ
ہون برادران یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور تو کرم مین زیادہ جناب
یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی تو میرے ساتھ وہ کیجو کہ جو اونہون نے اپنے
بھائیون خطا کار سے کیا اور باوجود اسکے مامور ہین سب اہل اسلام مطیع اور خاموش ساتھ
سننے قرآن مجید کے کیونکہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ یعنی سننا اور خاموش ہونا فرمایا مخلوق کو اوس حال مین کہ کوئی قرآن
مجید پڑھے اور بہی فرمایا الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ یعنی دل سننے والو

کلام حق تعالے کے پر خوف ہوتے ہین اور بہی کہا اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ؕ یعنی آرام دل کا ذکر الٰہی تعالے مین ہی اور مثل اسکے بہت سی آیات ہین اور پہر برعکس اسکے ذم فرمائی اوس گروہ کی کہ جو کلام حق تعالے کو اجہی نہین سنتے اور کان سے طرف دل کے راہ نہین دیتے کہ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَ عَلٰۤى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ؗ یعنی محل سماعت وغیرہ انکا مُہر کیا گیا ہی اور بہی فرمایا کہ قیامت کے روز اہل دوزخ کہین گے کہ لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِیْۤ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ یعنی اگر ہم ساتہہ حق کے سنتے اور ساتہہ تحقیق کے جانتے تو گرفتار دوزخ کے نہوتے اور بہی فرمایا وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْكَ ۚ وَ جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ یعنی ایک گروہ ایسا ہی کہ تو سمجہہ سے سنتا ہے اور ہمنے اونکے دلون پر پردہ ڈال رکہا ہی اور اونکے کانون مین بہرا پن ہی گویا کہ سنتا ہی نہین ہی اور بہی فرمایا وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ هُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ ؕ یعنی بروجہ شکایت کے فرمایا کہ ایسے مت ہو کہ اوس گروہ نے کہا کہ ہم سنتے ہین اور حال یہہ کہ وہ نہین سنتے یعنی سنتے ہین مگر نہ ساتہہ دل کے اور مثل اسکے بہت آیات ہین کتاب اللہ عزوجل مین اور منقول ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کہ آپنے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کچہہ پڑہو یعنی قرآن مجید مین سے تو اونہوں نے عرض کی کہ مین پڑہون اور حالانکہ آپ پر وہ نازل ہوا ہی پہر آپنے ارشاد کیا کہ مین دوست رکہتا ہون کہ سنون اپنے غیر سے اور یہہ دلیل روشن ہی اسبات پر کہ سننے والا کامل حال زیادہ ہوتا ہی پڑہنے والے سے کیونکہ فرمایا کہ مین دوست رکہتا ہون کہ سنون غیر اپنے سے اور یہہ اسواسطے ہی کہ قاری اور پڑہنے والا

یا از روی حال کے پڑہتا ہی یا بدون حال کے اور سننے والا بجز حال کے نہین سنتا کیونکہ
نطق مین ایک طرح کا تکبر بہی ہوتا ہی اور سننے مین ایک قسم کی تواضع ہی اور بہی فرمایا
جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ سننے سورہ ہود نے مجہے بوڑہا کردیا کہتے
ہین کہ یہہ اس سبب سے تہا کہ سورہ ہود مین ہی فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ اور آدمی
عاجز ہے استقامت سے سا تہہ امور حق کے حقیقت مین کیونکہ بندہ بے توفیق حق کے
کچہہ نہین کرسکتا جبکہ کہا کہ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ تو آپ متحیر ہوگئے اور فرمایا کہ یہہ
کیونکر ہوسکیگا کہ بموجب حکم اس امر کے قیام کرسکون کیونکہ دل کی طاقت جاتی رہی
اور رنج اوپر رنج کے زیادہ ہوا ایک روز آپ خانہ دولت مین اپنے کہڑے ہوتے تہے
تو ہاتہہ مبارک زمین پر رکہکر یعنی سہارا لیکر اور زور کرکے اوٹہے حضرت ابو بکر رضی اللہ
عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یہہ کیا حال ہے اور باوجود اسکے کہ آپ
جوان اور تندرست ہین اور فرمایا کہ سورہ ہود نے مجہے بوڑہا کردیا یعنی سننے اس امر
فاستقم نے ایسا میرے دلپر زور دیا کہ میرا زور جاتا رہا اور ایک اصحاب نے حضرت ابو سعید
خدری رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہی کہا کہ مین ایک گروہ مین تہا فقرائے مہاجرین سے
کہ انہین بباعث فقر کے بعض کا بعض بدن چہپا تہا اور بعض نے دوسرے بعض کو چہپا
تہا برہنگی سے اور ایک قاری قرآن مجید پڑہ رہا تہا اور ہم سنتے تہے اوسکی قراءت کو
کہ اتنے مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہمارے سرون پر تشریف
لاکر کہڑے ہوئے اور قاری نے جب آپکو دیکہا تو خاموش ہوگیا جناب نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ہمپر سلام کیا اور پوچہا کہ تم کس کام مین تہے عرض کیا کہ یا رسول
اللہ صلی اللہ علیک وسلم قاری قرآن مجید پڑہ رہا تہا اور ہم سب سنتے تہے تو جناب

نبوت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ الحمد للہ کہ اوسنے میری امت
مین ایسے گروہ پیدا کئے کہ مجھے فرمایا تاکہ صحبت اونکی مین مین صبر کرون پہر درمیان
حلقہ ہمارے کے مثل ہمارے بیٹھے تاکہ ذات شریف و مقدس کو ہم سب کے برابر کرین پس
اس گروہ نے گرد حلقہ کیا اور کوئی درمیان اوس حلقہ کے حضرت مقدس کو نہین
پہچانتا تہا پہر آپنے ارشاد کیا کہ بشارت ہو تمکو اے درویشو مہاجرین کے ساتھ
فیروزی تمام کے روز قیامت مین کہ داخل ہوگے تم بہشت مین اول تونگرون سے
آدہے دن کہ وہ پانسو برس کا ہوگا اور اس حدیث کو اگرچہ کچھہ باختلاف روایت
کیا ہی لیکن اختلاف عبارت کا ہی معنی مین نہین ہی **فصل** ذرارۃ بن ابی
اوفی رضی اللہ عنہ نے کہ بزرگان صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے ہین اور لوگون
کی امامت کیا کرتے تہے ایک آیت پڑہی اور ایک چیخ ماری اور جان دی اور ابو جعفر
نے جو بندگان تابعین سے تہے صالح مری رضی اللہ عنہ سے آیت سنی کہ اونہون نے
پڑہی ایک چیخ انسے نکلی اور جان دی اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ علیہ نے روایت کی
کہ مین ایک گاؤن مین مواضع کوفہ سے جاتا تہا ایک عورت کو دیکہا کہ نماز پر کہڑی
ہی اور آثار خیر کے اوسپر ظاہر دیکہے یہانتک کہ وہ نماز سے فارغ ہوئی بحکم تبرک کے
لیئے اوسکو سلام کیا مجہہ سے پوچہا کہ تو قرآن مجید جانتا ہی مینے کہا کہ ہان پہر کہا کہ کوئی
آیہ پڑہہ چنانچہ مینے آیت پڑہی تو اوس نے ایک آواز اور جان کو واسطے استقبال کے بدن
سے پہونچایا یعنی انتقال کیا اور احمد بن الحواری رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جنگل
مین ایک جوان کو دیکہا مینے کہ لباس گدڑی موٹی کے پہنے ہوئے ایک چاہ کے پاس کہڑا
تہا اوسنے مجہہ سے کہا کہ تو اے احمد خوب وقت پر آیا کہ مجہے سماع سننا چاہیے تا کہ مین

بیان دوعلن کوئی آیت پڑھ یعنی احمد کہتے ہین کہ خداوند تعالے نے میری زبانپر یہ آیت جاری کی اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تو اوسنے کہا اے احمد قسم رب البیت کی کہ تو نے وہی آیت پڑھی کہ اس گھڑی میہپر فرشتہ پڑھ رہا تھا اور اگر تمام حکایات جو اسکے قریب ہین لائی جاوین تو ہم اپنی مراد سے جو اختصار ہے رہ جاوینگے ؎

باب بیان سماع شعر و متعلق اوسکے مین

منجملہ سننے کے شعر مباح ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اوسکو سنا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہے ہین اور سنے ہین اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے مروی ہے کہ فرمایا اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَۃً وَالْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ حَیْثُ وَجَدَھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا یعنی اشعار مین سے بعض پُرحکمت ہین اور حکمت ایسی ہے کہ جیسے گمی ہوئی چیز مومن کی کہ اوس سے غائب ہو گئی ہو جہان کہ اوسکو پاوے تو وہ اولی اور مستحق ہے ساتھ اوسکے اور فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ راستتر کلام کا جو عرب نے کہے ہین یہہ قول لبید شاعر کا ہے **شعر**

اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ	وَکُلُّ نَعِیْمٍ لَا مَحَالَۃَ زَائِلٌ

اور عمرو بن رشید نے روایت کی ہے بدرسے کہا کہ مجھ سے اشعار کا استفسار فرمایا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اور فرمایا کہ تجھے کچھ شعر امیہ بن صلت سے یاد ہین مینے عرض کی کہ ہان اور سو شعر مینے سنائے آخر تک اور مثل اسکے بہت روایات آئی ہین آپ سے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا جناب امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے کہ لوگ باب اشعار

ہین بیچ غلطی کے پڑے ہین ایک گروہ نے سننا تمام اشعار کا حرام کہا ہی اور باوجود
اسکے رات دن غیبت مسلمانون کی کرتے ہین اور ایک گروہ نے سننا تمام اشعار کا
حلال کہا ہی اور رات دن غزل اور صفت زلف وخال سنتے ہین اور ایک دوسرے
پر حجت لاتے ہین لیکن مشائخ صوفیہ رحمہم اللہ کا اسباب مین یہہ طریقہ ہی کہ جناب
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے پوچھا حال شعر کا تو فرمایا کہ کلام حسنہ
حسن وقبیحہ قبیح یعنی شعر ایک کلام ہی کہ نیک اوسکا نیک ہی اور بد اوسکا بد ہی
یعنی جس بات کا سننا نثر مین حرام ہی مثل غیبت اور بہتان اور فواحش اور ہجو
اور کلمہ کفر کے تو یہہ نظم اور شعر سب مین حرام ہی اور جو کہ سننا اوسکا نثر اور غیر
موزون مین حلال ہی مانند حکمت اور موعظت اور استدلال آیات الہی اور نظر
شواہد حق کے تو یہہ نظم اور موزون مین بھی حلال ہے الحاصل جیسے کہ دیکھنا ایسے
حسن اور جمال کا کہ وہ محل آفت کا ہو اور چھونا اوسکا منع اور حرام ہو تو سننا صفت
اوسکی کا بھی اسیطرح حرام ہی اور جو کوئی کہ اس سننے کو مطلق حلال کہے تو چاہیئے کہ دیکھنے
اور چھونے کو بھی حلال کہے اور اگر کہا تو یہہ زندقہ ہوا کیونکہ گویا وہ یون کہتا ہی کہ مین
آنکھہ اور زلف اور قد اور خال مین حق کو دیکھتا سنتا ہون اور اوسیکو طلب
کرتا ہون تو ایسے کا جواب یہہ ہی کہ اوسپر لازم کرین کہ دوسرے کسی مین نظر کرے اور
اوسمین خد وخال دیکھے اور کہے کہ مین حق کو دیکھتا ہون اور اسیکو طلب کرتا ہون
کیونکہ آنکھہ اور کان محل عبرت کے اور چشمہ علم کے ہین اور اسیطرح ہی درصورت
چھونے کے اوس شخص کو کہ سننا صفت اوسکی کو روا رکھتا ہی اور دوسرا دیکھنا اوسکا
روا رکھتا ہی اور کہتا ہی کہ اسمین مین حق کو طلب کرتا ہون کہ ایک قوت حاسہ دوسرے

توٹ جاتے اہل مزخین یہی سمجھنے معنی ہین اور اگر یہہ نہو تو گویا بالکل شریعت کا باطل ہونا ہی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جو فرمایا کہ عینان تزنیان حکم اسکا جاتا رہیگا اور جو نامحرم کا چھونا منع ہی وہ ممانعت منقطع ہوجاویگی اور تمام حدود شرعی ساقط ہوجاوینگی اور یہہ گمراہی ہی اور جبکہ تمام گروہ متصوفہ نے اہل استغراق اور مستمعون کو دیکھا کہ یہہ سماع کرتے ہین تو انکے حال کو جانا کہ یہہ سماع نفس کے کرتے ہین تو کہا دیکھکر کہ یہہ حلال ہی اور اگر انکا سا فنا پیدا نکرین اور انکی تقلید کرین تو انکی ظاہر کی پیروی کی اور باطن کو چھوڑ دیا یہانتک کہ اپنے آپکو ہلاک کیا اور ایک گروہ کو ہلاکت مین ڈالا اور یہہ آفت زمانہ کی ہی اور ہم دوسری جگہہ اسکا بیان کرینگے انشاء اللہ تعالےٰ ۔

باب بیان سماع آواز خوش والحان مین

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ آراستہ کرو تم آوازون اپنی کو ساتھ قرآن مجید پڑہنے کے اور اللہ تبارک وتعالےٰ نے فرمایا کہ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَاءُ اہل تفسیر نے کہا ہی کہ معنی اسکے خوش آوازی کے ہین اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی چاہے کہ آواز خوش سُنے تو کہو کہ آواز ابو موسیٰ اشعری کی سُنے اور اخبار مین آیا ہی اور مشہور ہی کہ بہشت مین اہل بہشت کو سماع ہوگا اور وہ اسطرح پر ہوگا کہ ہر درخت سے آواز اور سخن مختلف آویگی اور وہ جمع ہوکر طبیعت کو لذت عظیم دیگی اور اس قسم کا سماع عام ہی کہ تمام مخلوق مین آدمی وغیرہ جاندارین کو ہی بسبب اسکے کہ روح لطیف چیز ہے اور اصوات اور آوازمین بھی لطافت ہی تو جبکہ

سنتے ہین تب جنس طرف اپنی جنس کے میل اور رغبت کرتی ہی اور یہہ قول جو ہمنے کہا
ایک گروہ کا ہی اور اطبا اور وہ جو دعوی تحقیق کا کرتے ہین اہل آگاہی سے اونکو
اسباب مین کلام بہت ہین اور تالیف الحان مین کتابین ترتیب دی ہین اور اسکو
بہت بڑہایا ہی اور اسوقت مین آثار صنعت انکی کے ظاہر ہین خصوصًا مزامیر کہ جو مرتب
کیے ہین واسطے تقویت ہوا اور طلب لہو کے بحکم شیطان کے یہانتک کہ کہتے ہین کہ اسحاق
موصلی کسی باغ مین غنا کرتے تہے اور وہان ایک بلبل ہزار داستان بہی چہچاہی تہے
تو وہ بلبل لذت اوسکے راگ سے خاموش ہوگئی اور وہ اپنا راگ کیے جاتا تہا آخر
وہ بلبل درخت سے بیہوش ہوکر گری اور مر گئی اور یہہ حکایت ہماری مسموع ہے اور
مراد بجز اسکے نہین ہی کہ کہتے ہین کہ تمام راحتین تالیف طبائع کے مولف اور مرکب کرنے
اصوات اور آواز و نسے ہین اور ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا کہ مین ایک بار ایک قبیلہ
مین قبایل عرب سے پہونچا اور دار الضیافت ایک امیر مین وہان کے امیرون سے مہمان
ٹہرا ایک حبشی سیاہ کو دیکہا مینے کہ طوق اور زنجیر کیا ہوا دروازہ خیمہ پر پڑا ہوا
ہے دہوپ مین مجہے شفقت دلمین اوسپر آئی مینے ارادہ کیا کہ جبکہ اکرام مہمان کو طعام
لاوینگے تو مین امیر سے اسکی سفارش کرونگا شاید کہ موافق آوے امیر آیا جبکہ ارادہ
طعام کا کیا تو مینے کہانا شروع نکیا اور عرب پر کوئی چیز سخت زیادہ اس سے نہین ہے
کہ کوئی کہانا انکا نہ کہاوے مجہسے کہا کہ اے جوانمرد تجہے کس نے کہانے سے منع کیا مینے
کہا کہ مجہے اوس امید نے منع کیا ہی جو تیرے کرم پر رکہتا ہون امیر نے کہا کہ میری تمام
املاک ملک تیری ہی مگر تو کہانا نوش کر مینے کہا کہ مجہے ملک کی حاجت نہین ہے مگر یہہ غلام
میرے حوالہ کر اوسنے کہا کہ اول اسکا جرم معلوم کر پہر اسکو قید سے رہا کر کہ جبتک تو

ہماری مہمانی مین ہو تجھے سب چیز پر اختیار ہی مینے کہا کہ بیان کیجے کہ کیا گناہ اسکا ہی
کہا کہ یہہ ایک غلام ہو خوش آواز راگ حدی کہنے والا کہ مینے اسکو مع اونٹون کے روانہ کیا
تہا کہ غلہ لاوے چنانچہ یہہ گیا اور دونا بوجہہ ہر اونٹ پر رکہا اور راہ مین راگ حدی
گا یا چنانچہ اونٹ دوڑے اور جلد یہان پہونچے اور دو چند بار لائے جبکہ اون سے
بار بوجہہ اوتارے تو ایک ایک دو دو کرکے سب ہلاک ہوگئے ابراہیم حکایت کرنیوالے
اس قصہ کے کہتے ہین کہ مجھے بہت تعجب ہوا اور مینے کہا کہ اے امیر تیرا شرف تجہسے جہوٹ
نہ کہا ئیگا مگر مجھے اس قول پر برہان درکار ہو اور ہم انہین باتون مین تہے کہ اتنے مین
جنگل سے چند شتر پانی پینے کو کوئین پر آئے امیر نے پوچہا کہ کتنے روز سے ان اونٹون
نے پانی نہین پیا ہی کہا کہ تین روز سے اور اوس غلام سے کہا کہ اوسنے راگ حدی کا
شروع کیا اونٹ اوسکی آواز مین مشغول ہوگئے اور مطلق پانی ترک کیا یہانتک کہ ناگاہ
ایک ایک بہاگے اور جنگل مین پراگندہ ہوئے اور اوس غلام کو زنا کے حوالہ کیا اور
ہم بعضے اس قسم کے دیکہتے ہین کہ ساربان اور گدہے والا کچہہ ترنم اور راگ کرتے
ہین کہ اونٹ اور گدہے مین ایک طرب ظاہر ہوتی ہو اور خراسان اور عراق مین عادت
ہو کہ شکاری رات کو ہرن پکڑتے ہین تو ایک طشت کو بجاتے ہین تا کہ ہرن اوسکی آواز
سنکر ٹہرتے ہین اپنی جگہہ پر تب اونکو پکڑ لیتے ہین اور مشہور ہو کہ ہندوستان مین ایک
گروہ ہو کہ رات کو باہر جاتے ہین اور راگ کرتے ہین ہرن جبکہ وہ آواز سنتے ہین تو
انکے پاس ہرن آتے ہین اور یہہ لوگ گرد اونکے پہرتے ہین اور یہہ لوگ راگ کرتے ہین
یہانتک کہ لذت سے آنکہہ بند کرتے ہین اور سوتے ہین تب یہہ لوگ اونکو زندہ پکڑ لیتے
ہین اور چہوٹے بچون سے یہہ حکم ظاہر ہے کہ جب جہولہ وغیرہ مین روتے ہین اور کوئی نغمہ

آواز کرتا ہی تو خاموش ہوتے ہین اور وہ آواز سُنتے ہین اور اطبا ایسے لڑکیکو کہتے ہیں
کہ قوت حاسہ اسکی درست ہی اور جب بڑا ہوگا تو یہہ لڑکا زیرک اور ہوشیار ہوگا اور اسکی
سبب سے ہی کہ ایک شخص بادشاہان عجم سے فوت ہوا تہا اور اوسکا لڑکا دو برس کا رہا تہا
وزرا نے کہا کہ اسکو تخت سلطنت پر چاہئے بیٹھانا بزرجمہر سے مشورت کی اوسنے کہا کہ بہتر
ہے کہ آزمایش کرنا چاہیے کہ اسکی اگر حس درست ہی تو اوس سے امید واری رکہنا چاہی
پوچھا آزمایش کی کیا تدبیر ہے بزرجمہر نے کہا کہ راگ گانیوالے لوگ بلائے کہ اونہون نے
راگ گایا اور وہ لڑکا اوسین خوش ہوا اور ہاتھہ پاؤن مارنا شروع کیے بزرجمہر نے
کہا کہ یہہ لایق ہی ساتھہ ملک کے اور آوازون کی تاثیر اس سے ظاہر تر ہی نزدیک عقلا کے
کہ اسکی دلیل کی حاجت ہوا اور جو کوئی کہ یہہ کہے کہ مجھے الحان اور آواز اور مزامیر خوش
نہین آتی تو وہ جھوٹا ہی اور نفاق کرتا ہی یا حس نہین رکہتا اور زمرۂ آدمی اور جانورون
سے باہر ہی اور منع کرنا ایک گروہ کا اوس سے اس سبب سے ہی کہ رعایت خدا تعالے کی کرین اور
فقہا متفق ہین کہ جبکہ آلات لہو کے نہون اور دلمین اوسکے سُننے سے فسق پیدا نہو تو
سُننا ایسے راگ کا مباح ہی اور اسپر اخبار اور آثار بہت لاتے ہین چنانچہ حضرت عایشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہین کہ میرے نزدیک لڑکے گانیوالی تہی اور اجازت
چاہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنے کی پس جبکہ اوس لڑکے کو انکا آنا معلوم ہوا تو
بہاگ گئے اور جبکہ داخل ہوئے حضرت عمر تو مسکرائے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ و اصحابہ وسلم تو عرض کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ کس چیز نے ہنسایا آپکو یا رسول اللہ
صلی اللہ علیک تو ارشاد ہوا کہ تہے میرے نزدیک لڑکی گانیوالی اوسنے جبکہ تمہارے
آنے کی حس معلوم کی تو بہاگ گئی پہر عرض کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ مین نہین

ستھم ہے کہ کوئی اسکو ایک حکم پر قطع کرے اور سننے والے تمام دو گروہ ہین ایک وہ کہ معنی سنین اور دوسرے گروہ کہ آواز سنین اور ان دونون اصل ہین فوائد ہین اور آفات ہین کیونکہ سننے آواز خوش سے جوش اوس معنی کا ہے کہ جو لوگون ہین کرب ہوتا ہے اگر وہ حق ہے تو یہہ بھی حق ہے اور اگر باطل ہے تو باطل یعنی جس شخص کے مایہ طبیعت مین فساد ہو وہ جو کچھہ کہ سنے گا تمام فساد ہوگا اور یہہ بیان تمام حکایات حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام مین آویگا کہ جب حق تعالے نے اونکو اپنا خلیفہ کیا تو خوش آوازی اونکو عنایت فرمائی اور اونکے حلق کو مزامیر کیا اور پہاڑون کو فرمان بردار اونکا کیا یہانتک کہ وحوش اور طیور پہاڑون اور جنگلون سے سماع کو آتے تھے اور پانی چلنے سے ٹہر جاتا تھا اور پرند ہوا سے گر پڑتے تھے اور آثار مین آیا ہے کہ ایک مہینہ تک وہ جنگل مین کچھہ نہین کہاتے تھے اور چھوٹے بچے بھی روتے تھے اور دودہ نہین پیتے تھے اور جبکہ مخلوق وہان سے پھرتی تھی تو بہت سے لوگ لذت کلام اور خوش آوازی اونکی سے مرجاتے تھے یہانتک کہ کہتے ہین ایک بار سات سو لڑکیان مردہ شمار مین آئین اور بارہ ہزار بوڑہے بھی مردہ ہوئے ہین اور جبکہ خداوند تعالے نے چاہا کہ صرف آواز کے سننے والے اور طبع پرست کو اہل حق اور سننے والے حقیقی سے جدا کرے تو شیطان لعین نے درخواست کی اور ساتھہ اظہار اپنے حیلون کے پیش آیا اور نئی اور طنبور بنایا اور برابر مجلس حضرت داؤد مین اپنی مجلس بنائی یہانتک کہ جو لوگ کہ آواز حضرت داؤد علیہ السلام کی سنتے تھے وہ دو گروہ پر ہوگئے ایک وہ کہ اہل شقاوت سے تھے اور دوسرے وہ کہ اہل سعادت سے تھے تو وہ گروہ طرف مزامیر شیطان کے مائل ہوئے اور یہہ گروہ طرف آواز حضرت داؤد کے رہی اور پیروہ جو کہ

اہل معنی کے تھے کہ آواز ہی کے طالب تھے اور سوا اسکے اونکے دلمین نتہا کیونکہ تمام حق
دیکھتے تھے اگر مزمار سنتے تھے تو اوس فتنہ مین حق کو دیکھتے تھے اور اگر آواز داود کی
سنتے تھے تو اوسمین ہدایت حق کی یعنی دیکھتے تھے اور تمام اشیا رسے باز رہتے تھے اور
متعلق حق سے مونہہ پھیرتے تھے اور دونون مین یعنی مزمار اور آواز مین جیسا کہ تھا
وہی دیکھتے تھے صواب کو صواب اور خطا کو خطا اور جسکا کہ سماع اسطرح کا ہو وہ جو
کچھ کہ سنتے تمام اوسکو حلال ہے ایک گروہ مدعیین کہا کہ ہمکو سماع برخلاف اوسکے اثر کرتا
کہ ہے اور یہ محال ہے کیونکہ کمال ولایت کا یہ ہے کہ ہر چیز کو جیسے کہ وہ ہے دیکھے تو چیز کی
حقیقت اور ماہیت نظر آئے ورنہ نظر درست نہین یعنی نظر مین کجی ہے کیا نہین ہے کیا
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ بارخدایا دکھلا ہمکو
ہر چیز کو جیسے کہ وہ ہے یعنی حقیقت اور ماہیت اوسکی حق اور باطل وغیرہ سے اور جبکہ
دیکھنا صحیح ہر چیز کا اسطرح پر ہوا کہ جیسے حقیقۃً وہ چیز ہے تو سماع بھی ایسے دیکھنے والے
کو درست ہے کیونکہ سنے گا ہر چیز کو جیسے کہ وہ چیز ہے اپنے حکم اور صفت مین اور جو لوگ کہ
مزامیر مین مفتون اور ہوا اور شہوت سے مقرون ہوتے ہین اس سبب سے ہے کہ خلاف اوسکے
سنتے ہین کہ وہ ہے اسواسطے کہ اگر موافق حکم اوسکے کے سماع کرین تو تمام آفتون اوسکی
سے رہا ہون کیا نہین دیکھا کہ اہل ضلالت نے کلام خدا وند تعالے کا سنا اور اونکی اور
اپنی گمراہی مین اور گمراہی زیادہ ہوئی جیسا کہ حال نضر بن الحارث کا ہے کہ کہا اوسنے
قصص اور آیات قرآنی اور کلام الٰہی تعالے معجز نظام کے باب مین کہ هٰذا اساطیر
الاولین اور عبد اللہ بن سعید بن ابی سرح کہ جو کاتب وحی کا تھا اوسنے گمان
افترا کا کیا اس آیت مین کہ فتبارک اللہ احسن الخالقین اور کسی گروہ نے اس

آیہ شریفہ کو کہ لَا یُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ دلیل نفی دیدار الٰہی کی ٹھیرائی اور کسی قوم نے آیہ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ کو حجت اثبات مکان اور جہت کی کہی اور بعض لوگون نے آیہ وَجَآءَ رَبُّکَ وَالْمَلَکُ صَفًّا صَفًّا کو دلیل آنے کی مقرر کی غرضکہ جب دل اونکا محل ضلالت اور گمراہی کا تہا تو کلام الٰہی تعالےٰ کے سننے نے انکو کچہہ فائدہ نہ کیا اور اگر پہر کسی شاعر نے شعر مین توحید کہی مثلاً اور سننے والے نے اوس سے طرف پیدا کرنیوالے طبیعت کے خیال کیا اور صفائی دینے والے دلکا اوسمین اعتبار کیا اور فعل سے طرف فاعل کے راہ پائی تو وہ گروہ اول حق مین گمراہ ہوئے اور یہہ گروہ دوسرے باطل مین ہدایت پائی اور انکار کرنا مکابرہ ظاہر کا ہے واللہ اعلم ؁

فصل

مشائخ رحمہم اللہ کو راگ کے باب مین کلمات لطیف ہین زیادہ اس سے کہ اس کتاب مین سب گنجایش کر سکین مگر جسقدر کہ ممکن ہین اس فصل مین مذکور ہوتے ہین تاکہ فائدہ تمام تر ہو فرمایا حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ نے کہ سماع نام ہی ایک وارد حق کا کہ جو دلونکو ابہارتا ہی اور طلب پر حریص کرتا ہی پس جو کوئی کہ اوسکو ساتہہ حق کے سنے گا وہ طرف حق کے راہ پاویگا اور جو کوئی کہ ساتہہ نفس کے سنیگا وہ زندقہ مین پڑیگا اور اس قول مین مراد یہہ نہین ہی کہ سماع سبب وصل الٰہی کا ہی بلکہ مراد یہہ ہی کہ سامع بحق معنی کو سنتا ہی نہ آواز کو اور دل اوسکا محل وارد کا ہوتا ہی پس جبکہ وہ راگ دلمین پہونچتا ہی تو وہ دل کہ تابع حق کا ہوتا ہی وہ محقق اور حق یاب ہوتا ہی اور وہ جو کہ تابع نفس کا ہوتا ہے تو محجوب ہوتا ہی اور متعلق تاویل کا ہوتا ہی تو ثمرہ اول قسم کے سماع کا کشف ہوتا ہے اور اس قسم دوسری اخیر کا ثمرہ ستر اور حجاب ہوتا ہی معلوم ہو کہ کتاب کشف المحجوب مین اس مقام پر کچہہ تحقیق زندقہ کی اور تاویل کی لکہی ہے وہ ہمنے بقصد اختصار کے

دیجے نہین کی اور شبلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سماع کا ظاہر فتنہ ہی اور باطن اوسکا عبرت
ہے جو کہ اہل اشارت ہی اوسکو سماع عبرت ہی اور حلال ہی اور جو کہ اہل اشارت نہو تو سماع
اوسکا طلب کرنا فتنہ کا ہی اور متعلق ہونا ساتھ بلا کے ہی یعنی جو کہ حل اوسکا استغراق
حدیث حق کا نہو تو سماع اوسکا اوسکی بلا اور آفت ہی اور ابو علی رودباری رحمہ اللہ
نے کہا ہی ایک شخص کے جواب مین کہ اوسنے سماع کا سوال کیا تہا کہ کاشکے ہم اس سماع سے
سربسر رہائی پاتے کیونکہ آدمی ادا کرنے حق سب چیزون سے عاجز ہی اور جبکہ حق
کسی چیز کا فوت ہوا تو بندہ اپنے آپ کو مقصر دیکھتا ہی اور جبکہ تقصیر دیکھتا ہی تو آرزو
رہائی کی کرتا ہی اور ایک مشائخ نے کہا ہی کہ سماع پیدا اور ظاہر کرنا اسرار کا ہی ایسی چیز سے
کہ اوسمین غیبت واجب ہے تا کہ بسبب اوس سماع کے ہمیشہ حضور حاصل کرے کیونکہ غائب
ہونا اسرار کا مدعیون کو بدترین اوصاف سے ہی اسواسطے کہ دوست اپنے دوست سے
اگرچہ بظاہر غائب ہو مگر بہرحال حاضر ہوتا ہی اور جبکہ حضور جاتا رہا اور غیبوبت آئی تو
دوستی کہان رہی اور ہمارے شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا ہی کہ سماع توشہ ہی باز رہے ہوؤنکا
جو کوئی کہ واصل ہوا اوسکو سماع کی حاجت نہین ہی کیونکہ مقام وصل مین حکم سماع کا جاتا
رہتا ہی اسواسطے کہ سمع چاہتا ہی خبر کو اور خبر کا ہونا غائب مین ہوتا ہی اور حالت معاینہ
مین سماع گم ہوتا ہی اور حصیری رحمہ اللہ نے کہا کہ ایسا سماع ہم کیا کرین کہ جو سماع کرنیوالا
خاموش ہوجاوے تو وہ سماع بہی منقطع ہوجاوے بلکہ سماع ایسا ہونا چاہیے کہ متصل
اور متواتر ہو کہ ہرگز منقطع نہو اور یہہ نشانی تبلائی ہی ہمت مجموع کی اور وہ نہ محبت مین
کہ جب بندہ اوس درجہ کو پہونچتا ہی تو تمام عالم اوسکے حق مین سماع ہوجاتا ہی اور ہر
اور ڈہیلہ سے سنتا ہی اور یہہ بڑا درجہ ہی ؎

باب بیان اختلاف مشائخ صوفیہ مین بیچ صفت سماع کے

کہا ایک گروہ نے کہ سماع آلہ ہی غیبوبت کا اور دلیل یہہ بیان کرتے ہین کہ مشاہدہ اور معائنہ مین سماع محال ہے کہ دوست مقام وصل دوست مین حالت نظر اور دیدہ یار کی اور نظارہ مین ہوتا ہی اور مستغنی ہوتا ہی سماع سے کیونکہ سماع خبر کا ہوتا ہی اور خبر محل عیان مین خود دوری اور پردہ مشغولی ہی پس سماع بدینوجہ آلہ مبتدیون کا ہوتا کہ پریشانی اور پراگندگی او رغفلت سے بسبب سماع کے مجتمع ہون اور جو کہ مجتمع ہوگا لامحالہ اور ضرور ساتھ سماع کے پریشان ہوگا اور ایک گروہ نے کہا کہ سماع آلہ حضور کا ہی اسواسطے محبت چاہتی ہی کلیت کو جب تک کہ دوست بالکلیہ مستغرق دوست مین نہو تو وہ محبت مین ناقص ہے پس جیسے کہ دل کو مقام وصل مین حصہ محبت کا ہی اور سر کو مشاہدہ کا حصہ اور روح کو حصہ وصل کا اور تن کو حصہ خدمت کا ہی تو چاہیے کہ کان کو بھی حصہ ہو جیسے کہ آنکھہ کا حصہ دیدار ہی اور کہا ہی کہ سماع آلہ حضور کا ہی کہ غائب خود غائب ہے اور غائب منکر ہی اور منکر اسکا اہل نہین ہے پس سماع دو قسم ہوا ایک وہ کہ ساتھہ واسطہ کے ہو اور دوسرا وہ کہ بغیر واسطہ ہو پس جو کوئی کہ قاری سے سماع سنے تو یہہ سماع آلہ غیبوبت کا ہی اور جو کوئی باری تعالے و تقدس سے سنے تو یہہ سماع آلہ حضور کا ہی اور اسی سبب سے ہی کہ اوس پیر نے کہا ہی کہ مین ایسے مقام پر مخلوق کو نہین رکھتا کہ انکی بات سنون یا کہون وباللہ التوفیق

باب بیان مراتب مشائخ مین حقیقت سماع مین

جان کہ ہر ایک کو مشائخ سے سماع مین ایک مرتبہ ہی کہ مشرب اور ذوق اوسکا سماع سے

بمقدار مرتبہ اوسکے کے ہوتا ہی جیسا کہ توبہ کرنیوالا کہ جو کچھہ کہ سنتا ہی اوسکے مدد کا حسرت
اور ندامت پر ہوتا ہی اور مشتاق کو مایۂ شوق اور دیدار اور مومن کو تاکید یقین اور
مرید کو تحقیق بیان اور محب کو باعث انقطاع علایق اور فقیر کو اساس نومیدی کل سے
ہوتا ہی اور مثال اصل سماع کی مثل آفتاب کے ہے کہ سب چیز پر چمکتا ہی اور ہر چیز کو بقدر
مرتبہ اوسکے کے اوس سے ذوق اور مشرب ہوتا ہی کہ ایک کو جلاتا ہی اور ایک کو روشن کرتا
اور ایک کو اوس سے نوازش ہی اور دوسرے کو گدازش اور یہہ تمام طوائف جو ہم نے کہے
اور ذکر کیے بطور تحقیق کے تین مرتبہ پر ہین ایک مبتدی دوسرے متوسط اور تیسرے کامل
اور مین ہر ایک کے بیان حال سماع مین جدا جدا فصل لکھتا ہون کہ تیری سمجہہ سے قریب
تر ہو **فصل** جان کہ سماع وارد حق کا ہی اور ترکیب اس جسم کے ہزل اور لہو سے ہی
اور کسی حال مین طبیعت مبتدی کے قابل کلام حق کے نہین ہی اور ساتھہ وارد ہونے
اوس معنی ربانی کے طبیعت کو تہ و بالا ہونا اور سوز اور قہر ہونا ہوتا ہی جیسا کہ ایک
گروہ سماع مین بیہوش ہوتے ہین اور ایک گروہ ہلاک ہوتے ہین اور کوئی آدمی
نہین ہوتا مگر کہ طبیعت اوسکی حد اعتدال سے باہر ہوتی ہی اور اسکے دلائل ظاہر ہین
اور مشہور اور معروف ہی کہ روم کے بیمارخانہ مین ایک چیز نہایت عجائب بنائی ہی اور
اوسکا نام انکلیون رکہا ہی اور جو چیز کہ عجائب غرائب ہوتی ہی یونانی اوسکا یہی نام
رکہتے ہین اور غرض اس سے اوسکے حکم کا اظہار نہین اور وہ مثل رود کے ہوتا ہی اور
ایک ہفتہ مین دو بار اوسکو بجاتے ہین اور بیمارونکو سناتے ہین باندازہ اور بقدر
بیماری کے پہر بیمار کو اوس جگہہ سے جدا کر دیتے ہین اور اگر چاہتے ہین کہ کسیکو ہلاک
کرین تو ایک زمانہ زیادہ ٹہیراتے ہین تا کہ وہ ہلاک ہوتا ہی اور حقیقت مین اجل لکہی

ہوئی ہی مگر موت کے اسباب ہین اور وہ اطبا ہمیشہ اوسکو سنتے ہین اور انہین کچھہ اثر
نہین کرتا کیونکہ انکی طبیعت کے وہ موافق ہی اوران مبتدیون کے مخالف ہے اور مینے
ہندوستان مین دیکھا ہی کہ درمیان زہر قاتل کے ایک کیڑا پیدا ہوتا ہی اور زندگی
اوسکی اسی زہر سے ہوتی ہی کیونکہ اوسکی خود پیدایش اوسی سے ہی اور ترکستان کے
ایک شہر مین جو سرحد اسلام پر تہا دیکھا مینے کہ ایک پہاڑ مین آگ لگی تہی اور وہ جل رہا
تہا اور اوسکے پتہرون سے نوشادر جوش کر رہا تہا اور عین آگ مین ایک چوہا تہا کہ جب وہ
آگ سے باہر آتا تہا تو ہلاک ہوتا تہا اور غرض اس تمام سے بجز اسکے نہین کہ یہہ اضطراب
مبتدی کا وقت حلول وارد حق تعالے کے اسپر اس سبب ہوتا ہی کہ جنس اسکا مخالف
اوسکے ہی اور جبکہ وہ وارد متواتر ہوتا ہی تو شدہ شدہ مبتدی اوسمین سکون کرتا ہی
کیا نہین دیکہا کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام اول مرتبہ آئے تو جناب نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم طاقت دیکہنے کی نہین رکہتے تہے اور جب آنا نہایت کو پہونچا تو اگر ایک
گہڑی نہین آتے تہے تو آپ تنگدل ہوتے تہے اور اسکے شواہد اور دلائل بہت ہین اور
یہہ حکایت بہی دلیل اضطراب مبتدیون کے ہی اور بہی برہان ہی سکون منتہیون کی سماع
مین اور مشہور ہی کہ حضرت جنید رحمہ اللہ کا ایک مرید تہا کہ وہ سماع مین اضطراب بہت
کرتا تہا کہ درویشون کا خیال اسکی طرف رجوع کرتا تہا لہذا روبرو شیخ رحمہ اللہ کے شکایت
کی تو شیخ موصوف رحمہ اللہ نے اوس سے کہا کہ اگر بعد اسکے پہر تو نے سماع مین اضطراب
کیا تو ہماری صحبت مین نہ رہنا ابو محمد حریری کہتے ہین کہ مین سماع مین اوسکو دیکہتا
تہا لب پر لب رکہے ہوئے خاموش تہا یہانتک کہ ہر بال کی جڑ مین سے چشمہ جاری ہوا
اور ہوش اوسکے جاتے رہے اور ایک روز تک بیہوش رہا پہر نہین معلوم کہ وہ سماع

مین دوسرا حرمت پیر کی اوسکے دلپر قوی تر تہی اور کہتے ہین کہ ایک شخص نے سماع مین
نعرہ مارا پیر نے اوسکو کہا کہ خاموش ہوا اوسنے سر زانو پہ رکہا جبکہ دیکہا تو وہ مردہ ہوگیا
تہا اور شیخ ابو مسلم فارس بن الغالب الفارسی سے سنا مینے کہ کہتے تہے ایک درویش سماع
مین اضطراب کرتا تہا کسی نے ہاتہ اوسکے سر پر رکہا کہ بیٹہ جا اوبہر بیٹہنا تہا اور اودہر
جان نکلنا اور جنید رحمہ اللہ کہتے ہین کہ مینے ایک درویش کو دیکہا کہ اوسنے سماع مین
جان دی دقی نے روایت کی دراج سے کہا کہ مین ہمراہ ابن القرطی کے دریا دجلہ پر بیچ
بصرہ اور ابلہ کے جارہا تہا ایک محل پر پہونچے کہ ایک نیک شخص اوسکے دروازہ پر بیٹہا تہا
اور ایک چہوکری روبرو اوسکے بیٹہی تہی اور راگ مین یہ شعر گا رہی تہی **شعر**

فی سبیل اللہ ودلع وکان منی لک بیدل		کل یوم تتلون غیر ھذا اجمل

اور ایک جوان کو دیکہا ہم نے کہ نیچے اوس محل کے کہڑا ہوا تہا لوٹہ لیے ہوئے اور مرقع
پہنے ہوئے اوسنے کہا کہ اے چہوکری تجہے خدا کی قسم کہ یہ بیت پہر دوبارہ کہہ کہ میری زندگانی
مین بجز ایک دم کے باقی نہین رہا ہے شاید کہ اسی کے سننے مین نکل جائے اوس چہوکری
نے پہر لوٹایا اور دوبارہ پڑہا اوس جوان نے نعرہ مارا اور جان اوسکی نکلی صاحب اور
مالک محل نے چہوکری کو آزاد کیا اور خود مکان سے باہر آیا اور جوان کی تجہیز مین مشغول
ہوا اور تمام اہل بصرہ نے اوسپر نماز ادا کی پس وہ شخص یعنی مالک محل کا کہڑا ہوا اور کہا کہ اے
لوگو تم جانتے ہو کہ مین فلانا ابن فلان کا بیٹا ہون تمام ملک مینے اپنی وقف فی سبیل اللہ کی اور غلام
مملوک اپنے آزاد کیے اور خود وہان سے ایسا گیا کہ پہر کسی نے خبر اوسکی نپائی اور فائدہ
اس حکایت کا یہ ہے کہ مرید کو غلبہ سماع کے حال کا اسقدر ہونا چاہیے کہ سماع اوسکا فاسقون
کو فسق سے نجات دیوے اور ہمارے اس زمانہ مین ایک گروہ گمراہون کے سماع فاسقون

حاضر ہوتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم سماع حق سے کرتے ہین اور فاسق لوگ بسبب اسکے کہ ایسے لوگ سماع مین انکی موافقت کرتے ہین سماع پر اور فسق فجور پر حریص تر ہوتے ہین تاکہ یہہ اور وہ ہلاک ہون اور حضرت جنید رحمہ اللہ سے پوچھا کہ اگر ہم بوجہ اعتبار کے بتخانہ وغیرہ معابد کفار مین جاوین تو روا ہی اور غرض اس سے ہماری بجز اسکے نہو کہ ہم ذلت کفار اور کفر کی دیکھین اور نعمت اسلام پر شکر کرین تو آپنے جوابدیا کہ اگر تم اسطرح پر جا سکو کہ جب وہان سے تم آؤ تو کچھ آدمیون کو اپنے ساتھ درگاہ پر لا سکو تو جایا کرو ورنہ بس اہل صومعہ اگر خرابات مین جاوین تو خرابات صومعہ اونکا ہو ایک نے کہا ہی مشائخ کبار رحمہ اللہ سے کہ مین ہمراہ ایک درویش کے بغداد مین جاتا تہا کہ وہان گانیوالا یہہ بیت گاتا تہا ؎

منی ان تکن حقا تکن من احسن المنی	والا فقد عشنا بہا زمنا رغدا

تو اوس درویش نے نعرہ مارا اور دنیا سے انتقال کیا اور مثل اسکے ابو علی رودباری رحمہ اللہ نے کہا کہ ایک درویش کو دیکہا مینے کہ آواز گانیوالی پر مشغول ہوا تہا مین نے بہی کان لگا کر سنا کہ وہ کیا کہتا ہی سنا کہ باواز حزین کہتا تہا ؎

ابد اکفی یا لخضوع	الی الذی جاد بالصنع

تو اوس درویش نے نعرہ مارا اور گر پڑا اور دیکہا تو وہ مرچکا تہا اور ایک شخص دوسرے نے کہا کہ مین ساتھہ ابراہیم خواص رحمہ اللہ کے ایک راستہ مین جاتا تہا پہاڑ مین تو ایک طرب میرے دل مین ہوئی اور مینے یہہ بیت پڑہی ؎

صح عند الناس انی عاشق	غیران لم یعرفوا عشقی لمن
لیس فی الانسان شیئ احسن	الا واحسن منہ صوتا حسن

تو مجہہ سے کہا کہ پہر پڑہو تب مینے اس بیت کو پہر پڑہا تو اونہون نے بحکم تواجد کے چند قدم

زمین پر پارے مینے جو دیکھا تو قدم اونکے مثل موم کے زمین مین گھس گئے تھے چہرہ وہ بیہوش
گر گئے متعجب ہوش مین آئے تو مجھہ سے کہا کہ مین روضۂ بہشت مین تھا کیا تو نے نہین دیکھا
اور اس قسم کی حکایات زیادہ اس سے ہین کہ یہہ کتاب گنجایش اوسکی کر سکے اور مینے ایک
درویش کو کہ آذربیجان کے پہاڑون مین جاتا دیکھا تھا کہ متفکر تھا اور اپنے دل مین
اشعار کہتا تھا چنانچہ سننے اونکے سے متغیر ہوا اور ایک زمانہ بیٹھا اور پیچھے ایک پتھر سے
لگائی اور جان دی رحمۃ اللہ علیہ **فصل** اور ایک گروہ نے مشایخ اس طائفہ رحمہم اللہ
سے مکروہ کہا ہی سننا قصائد اور اشعار کا اور پڑھنا قرآن مجید کا ساتھہ الحان کے ایسا
کہ حروف اوسکے حد اپنی سے باہر ہون اور مریدون کو تخویف اور تحذیر کیا ہی اور خود
بھی پرہیز کیا ہی اور بہت غلو کیا ہی اور یہہ لوگ چند گروہ پر ہین اور ہر ایک کو اوس مین دلیل
اور تعلیل جداگانہ ہی ایک گروہ وہ ہی کہ انہون نے اسکے حرام ہونیکی روایتین پائی ہین
اور راگ کے معاملہ مین وہ تابع ہین سلف صالح رحمہم اللہ کے اور اونہین کی پیروی
کی ہی جیسا کہ زجر کرنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا شیرین نام
چھوکری حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو راگ سے اور دُرّہ مارنا حضرت عمر رضی اللہ
عنہ کا ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو کہ جو راگ کرتا تھا اور انکار کرنا جناب شیر خدا علی مرتضی
کرم اللہ وجہہ کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر بسبب اسکے کہ وہ چھوکریان گانیوالیان
رکھتے تھے اور منع کرنا انہین حضرت کرم اللہ وجہہ کا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھنے
اوس عورت حبشیہ سے کہ غنا کرتی تھی اور فرمایا کہ وہ ہمصحبت شیطان کی ہی اور مثل اسکے
اور روایات مین اور بھی کہا ہی بڑی دلیل دلیلون مین جو کراہت غنا پر اجماع امت کا ہی
اول سے ہمارے زمانہ تک کہ وہ مکروہ ہی باوجود اسکے کہ ایک گروہ نے راگ کو حرام مطلق

کہاہے اور اوسکے باب مین ابو الحارث بنانی رحمہ اللہ سے روایت کی ہی کہا کہ مین سماع
کے کرنے مین بہت ساعی تہا ایک رات کوئی شخص دروازہ صومعہ میرے پر آیا اور کہا کہ ایک
جماعت طالبان درگاہ آلہی تعالےٰ کی جمع ہی اور دیدار شیخ یعنی آپکے مشتاق ہین اگر
عنایت فرماوین اور قدم رنجہ کرین کہا کہ مین باہر آیا اور پیچہے اوسکے چلا بہت نہ گئے تہے
کہ ایک گروہ پر پہونچے کہ حلقہ کئے ہوئے تہے اور ایک بوڑہا انکے درمیان مین بیٹہا تہا
میرا اکرام فوق الغایتہ کیا اور اوس بوڑہے نے کہا کہ اگر تم فرماو تو چند بیت پڑہین مینے
قبول کیا دو آدمیون نے ساتہہ خوش آوازی کے ابیات پڑہنا شروع کیا ایسے شعر
تہے کہ بیان فراق مین کہے تہے اور وہ سب واسطے تواجد کے کہڑے ہوئے اور نعرہ ہای
خوب مارے اور اشارہ ہاے لطیف کئے اور مین انکے حال مین متعجب رہا تہا اور انکا
وقت خوش تہا یہانتک کہ صبح نزدیک ہوئی تو اوس بوڑہے نے مجہہ سے کہا کہ اے شیخ
تو نے مجہہ سے نہ کہا کہ تو کون اور یہہ گروہ کون لوگ ہین مینے کہا کہ تیری حشمت نے
مجہے سوال سے منع کیا اوسنے کہا کہ وہ شخص عزرائیل ہے کہ اب ابلیس ہے اور یہہ تمام اولاد
اوسکی ہین اور اس بیٹہنے اور غنا کرنے مین مجہے دو فائدے ہین ایک یہہ کہ مصیبت فراق
اپنے کی کرون مین اور ایام دولت اپنی کو یاد کرون مین اور دوسرے یہہ کہ پارسا
لوگون کو راہ سے بہکاؤن اور غلطی مین ڈالون مین اوسنے کہا کہ ارادہ سماع کا
اوسیوقت سے میرے دل سے نفی ہوا اور مین کہ علی بن عثمان الجلالی ہون شیخ الاسلام
ابو العباس رحمہ سے سُنا مینے کہ کہا ایک روز مین ایک مجمع مین تہا کہ ایک گروہ سماع
کر رہا تہا مینے دیو ونکو دیکہا انکا اونکے درمیان مین کہ ناچتے ہین اور انہین دیکہتے
ہین اور یہہ لسبب اوسکے گرم ہوتے ہین اور ایک گروہ دوسرا ہی کہ بسبب خوف اور

اور مریدون کے کہ تا وہ بلا اور بطالت مین نہ پڑین اور انکی تقلید پیروی نکرین اور
سر توبہ سے گناہ پر نہ جاوین اور ہوا انہین قوت نہ پکڑے اور ہوس ارادہ صلاحیت انکی
کو فسخ نکرے کہ یہہ معرض بلا اور مایہ فتنہ کا ہی سماع نہین کرتے اور نہ سماع والون مین
بیٹھین اور حضرت جنید رحمہ اللہ سے منقول ہی کہ ایک مرید سے کہا اوسکی حالت ابتدا
توبہ مین کہ اگر تو سلامتی دین کی چاہتا ہی اور رعایت توبہ کی کرتا ہی تو صوفیہ کے سماع
کا جو کرتے ہین منکر مت ہو اور اپنے آپکو سماع کے لایق مت سمجھ جب تک کہ تو جوان ہی پھر
جبکہ تو بوڑھا ہو تو لوگونکو اپنی وجہ سے گناہ گار مت کر اور ایک گروہ دوسرے نے کہا ہی کہ
ارباب سماع کے دو قسم پر ہین ایک وہ کہ لاہی ہون اور دوسرے وہ کہ الٰہی ہون لاہی
عین فتنہ مین ہین اور سماع سے انکو وصل حاصل نہین ہوتا اور الٰہی نے بسبب ریاضات
اور مجاہدات کے اور قطع کرنے دل کے مخلوقات سے اور روگردانی کی مکونات سے
فتنہ کو اپنے آپ سے دور کیا ہی اور اوس سے بیخوف ہوئے ہین اور جو کہ ہم نہ اس گروہ
مین سے ہین اور نہ اوس گروہ مین سے ہین تو ترک کرنا اوسکا ہمکو بہتر ہے اور ساتھ
ایسی چیز کے کہ مناسب وقت ہمارے کی ہو مشغول ہونا اولیٰ تر ہی اور ایک گروہ دوسرے
نے کہا ہی کہ جو کہ عوام کو سماع مین فتنہ ہی اور ہمارے سننے کے سبب سے لوگ پریشان ہوتے
ہین اور ہمارے درجے سے اوسمین محجوب ہین اور ہمارے سبب سے گناہگار ہوتے ہین پس چاہئے
خلایق پر ہم شفقت کرین اور خاص کو نصیحت کرین اور ہم خود ساتھ دیکھنے عبرت کے ایسے
دست بردار ہوون اور یہی طریقہ پسندیدہ ہی اور ایک گروہ نے کہا ہی کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہی کہ بھلائی اسلام آدمی سے یہہ بات ہے کہ لا یعنی
اور بیفایدہ باتون کو چھوڑ دے تو ہم بموجب اسکے ایسی چیزون سے دست بردار ہوون

کہ اونسے چارہ ہی کیونکہ بیفائدہ کاموں مین مشغول ہونا وقت کا ضائع کرنا ہی اور
وقت دوستونکا ساتہہ دوستون کے ضائع نکرنا چاہیے اور ایک گروہ دوسرے نے
منجملہ خواص سے کہا ہی کہ سماع خبر ہے اور لذت سماع کی پانا مرادکا ہی اور یہہ کام لڑکونکا
ہی کیونکہ محل معائنہ مین خبر کی کچھہ قدر نہین پس اصل کام مشاہدہ ٹہرا کہا صاحب کتاب
کشف المحجوب رحمہ اللہ نے کہ یہہ ہین احکام سماع کے جو ہمنے ذکر کیئے اور پر طریقہ اختصار
کیا اور اب ہم بیان وجد اور وجود اور تواجد انکے مین باب مترتب کرتے ہین بتوفیق اللہ تعالی

باب بیان وجد اور وجود اور تواجد وغیرہ مین

جان کہ وجد اور وجود مصدر ہین اول بمعنی اندوہ کے اور دوسرا بمعنی پانی اور یافت
کے ہی اور فاعل دونون کا ایک طرح پر ہی بجز مصدر کے فرق انکے درمیان مین نہین کر سکتے
کہتے ہین وَجَدَ یَجِدُ وُجُودًا وَوِجْدًا الخ اور مراد گروہ با شکوہ حضرات صوفیہ
رحمہم اللہ کی وجد اور وجود سے اثبات کرنا دو حال کا ہی کہ جو انکو حالت سماع مین ظاہر
ہوتے ہین ایک حال وہ ہین سے مقرون اندوہ کا ہوتا ہی اور دوسرا موصول یافت
اور پانے مراد کا اور حقیقت اندوہ کی گم کرنا محبوب کا اور منع ہونا مراد سے ہی اور حقیقت
یافت کی حاصل ہونا مراد کا ہی الخ اور یہہ تمام تغیرات سب صفت طالب کی ہی اور حق
متغیر نہین ہوتا ہی اور کیفیت وجد کی عبارت مین نہین آسکتی کیونکہ وہ الم ہی اندر
معائنہ کے اور الم کا بیان قلم نہین کر سکتا پس وجد ایک راز ٹہرا کہ درمیان طالبان
اور مطلوب کے ہو اور بیان کشف اسکے کا غیبت ہی اور کیفیت وجود کے ساتہہ نشان
اور اشارت کے درست نہین ہوتی کیونکہ وہ ایک طرب ہے حالت مشاہدہ مین اور طرب کو

مطلب مین نہین پاسکتے پس وجود ایک فضل اور عنایت ہی محبوب کا اور مرتبہ کے اثبات
حقیقت اوسکی سے معزول ہی اور نزدیک بعضے وجد ہونا الم کا ہی دلکو یا فرحت سے
یا رنج سے یا تعجب یا طرب اور وجود ظاہر کرنا غم کا ہی دل سے اور بعضا وقت مریدونکی
اور صفت واجد کی یا حرکت پکڑنا ہی اندر جوش شوق کے جو اندر حالت حجاب کے ہو یا تلاش
کرنا ہی اندر حال مشاہدہ کے جو حالت کشف مین ہوتا ہی یا سیٹی ہی یا آواز ہی یا ہائے
ہائے کرنا یا آہ آہ کرنا ہی یا طیش ہی یا کربہ یا طرب ہی اور مختلف ہین مشایخ
اسمین کہ وجد تمام تر اور کامل تر ہی یا وجود ایک گروہ نے کہا کہ وجد صفت مریدون کی
ہی اور وجود نعت ہی عارفون کی اور جو کہ درجہ عارف کا برتر بلند تر ہی تو چاہیے کہ صفت
اسکا بھی اوس سے کامل تر ہو کیونکہ جو چیز کہ پانے مین آسکے وہ مدرک اور مفہوم ہوگی
ہی اور اسمین یہ صفت جنس ہی کیونکہ یہ مقتضی ہے حد کو اور خدا تعالے حد سے منزہ ہی پس
وہ جو بندہ نے پایا ہی بجز مشرب کے نہین ہی اور وہ جو نپایا اوسکا طالب اور اوس مین
منقطع ہی اور طلب اوسکی سے عاجز واجد حقیقت اوسکی سے ہوتا ہی اور ایک گروہ نے
کہا ہی کہ وجد حرقت مریدون کی ہی اور وجود تحفہ ہی محبونکا جو بلند درجہ ہین مریدونسے
اور آرام پانا ساتھ تحفہ کے تمام تر ہی حرقت سے جو طلب مین ہو اور معنی ظاہر ہونگا بیچ
اس حکایت کے **حکایت** کہ ایک روز حضرت شبلی رحمۃ اللہ عین غلبۂ حال اپنے مین
نزدیک حضرت جنید رحمہ اللہ کے گئے تو اونکو اندوہگین پایا اور پوچھا کہ یا شیخ کیا حال
ہی حضرت جنید رحمہ اللہ نے فرمایا کہ من طلب وجد یعنی جو کوئی کہ طالب ہوا وہ واجد
ہوا تب حضرت شبلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نہین بلکہ جو واجد ہوا وہ طالب ہوا پھر مشایخ
نے اسمین کلام کیا ہی کہ اون ایک اولنے نشان وجد کا بیان کیا اور اون دوسرے نے

اشارہ طرف وجد کے فرمایا اور نزدیک ہمارے قول حضرت جنید کا معتبر ہی اسواسطے کہ جب
بندہ نے نہ پہچانا کہ معبود اوسکا جنس اوسکی سے نہیں ہے تو اندوہ اوسکا دراز ہوگا اور
اسکی تحقیق کچھ اول بھی مذکور ہو چکی ہے اور اتفاق ہی مشائخ رحمہم اللہ کا اسپر کہ سلطان
علم کا قوی تر ہی سلطان وجد سے اسواسطے کہ جب قوت سلطان وجد کو ہوتی ہی تو صاحب
اوسکا یعنی واجد محل خطر میں ہوتا ہی اور جبکہ قوت سلطان علم کو ہوتی ہی تو موصوف اوسکا
یعنی عالم مقام امن پر ہوتا ہی اور مراد اس تمام سے یہہ ہی کہ تمام احوال میں چاہیے کہ طالب
تابع ہو علم اور شرع کی کیونکہ اگر وجد سے مغلوب ہوا تو خطاب تکلیف جاتا رہیگا اور جبکہ
خطاب گیا تو ثواب اور عذاب جاتا رہیگا اور جبکہ یہہ جاتی رہی تو کرامت اور اہانت جاتی
رہیگی اور یہہ ہوا تو حکم اوسکا مجنونین کا ہوگا نہ کہ اولیا اور مقربین کا اور جسوقت کہ
سلطان علم کا غالب ہوگا اوپر سلطان وجد اور حال کے تو بندہ کنف اوامر اور نواہی
میں ہوگا اور سراپردہ عزت میں مذکور اور ہمیشہ متشکر ہوگا پھر اگر سلطان حال کا
غالب ہوگا سلطان علم پر تو بندہ حدود شرعی سے خارج اور خطاب سے محروم رہیگا
تو یہہ مقام نقصان کا ہی لیکن یا معذور ہوگا یا مغرور ہوگا اور بعینہ یہی معنی قول
حضرت جنید رحمہ اللہ کے ہیں کہ فرمایا راستہ دو ہیں یا ساتھہ علم کے ہی یا ساتھہ روش کے
وہ راستہ کہ ساتھہ روش کے بغیر علم کے ہی اگرچہ نیک ہو مگر وہ جہل اور نقصان ہے
اور راہ علم اگرچہ بے روش کے ہو مگر وہ عزت اور شرف ہی اور اسی سبب سے ہی کہ حضرت
بایزید بسطامی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کفر اہل ہمت کا اشرف ہی اسلام اہل منیت سے یعنی اگرچہ
اہل ہمت پر کفر اور کفران صورت نہیں پکڑتا لیکن اگر تقدیر اور فرض محال کریں تو اہل
ہمت باوجود کفر کے کامل تر ہونگے اہل منیہ یا ایمان سے اور حضرت جنید رحمہ اللہ نے حضرت

شبلی رحمہ اللہ کو فرمایا کہ شبلی سکران ہے اور اگر افاقہ پاوے اپنے سکر سے نکلے تو امام ایسا نفع اور اقتدا کے ہی اور مشہور ہے حکایت مین کہ حضرت جنید اور محمد بن مسروق اور ابو العباس بن عطا ایک جگہہ جمع تھے قوال نے بیت پڑہی اونہون نے وجد کیا اور حضرت جنید ساکن خاموش تھے انہے کہا کہ یا شیخ آپکو اس سماع سے کچہہ بہرہ نہین ہے تو آپنے یہہ آیہ پڑہ سنائی وتری الجبال تحسبھا جامدۃ وھی تمر مر السحاب یعنی باوجود تواجد کے تکلف ہی کرنا وجد کا اور یہہ عرض کرنا انعام اور شواہد حق تعالے کا تا دلپر اور اندیشہ ایصال اور روش مردون کا اور ایک گروہ معاملہ راگ مین پیرو رسم کے ہین کہ اونہون نے تقلید کی ہی ساتھہ حرکات ظاہری اور ترتیب رقص اور تزئین اشارات اونکے کی اور یہہ محض حرام ہی کہ مراد انکی اوسمین طلب کرنا احوال اور درجہ انکے کا ہی نہ حرکات اور رسوم کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا من تشبہ بقوم فھو منھم اور یہہ بہی فرمایا اذا قرأتم القرآن فابکوا فان لم تبکوا فتباکوا یعنی جبکہ تم تلاوت کرو قرآن مجید کی تو رووا اور گریہ کروا اور اگر رونا نہ آوے تو بتکلف رونا کروا اور یہہ خبر ناطق اور اجازت دینے والی ہی مباح ہونے تواجد یعنی بتکلف وجد کرنیکو اور اسی سبب سے اوس بوڑہے پیر نے کہا ہی کہ مین ہزار فرسنگ ایک جہوٹ پر جاؤنگا باین امید کہ شاید ایک قدم بہی اوسمین سچا پڑے اور کلام اس باب مین زیادہ اس سے ہی لیکن ہمنے اسیقدر پر کفایت کیا وباللہ التوفیق ؎

باب بیان رقص مین اور وہ جو متعلق اسکے ہی

جان کہ اندر شریعت اور طریقت کے رقص کی کچہہ اصل نہین کیونکہ یہہ ایک لہو ہی اتفاق

تمام عقلا کے اگر رقص جد اور قصد سے ہو اور اگر رقص ہزل سے ہو تو لغو ہی اور کسی نے مشایخ
رحمہم اللہ سے اسکو بھلا نہ کہا ہی اور اسمین غلو نہین کیا ہی اور جو اثر کہ حشوی بہرتی لوگ اسمین
لاتے ہین تمام باطل ہین اور جو کہ حرکات وجد کے اور معاملات اہل تواجد کے اسکی شکل
اور مانند ہین تو ایک گروہ اہل ہزل نے انکی پیروی کی اور اسمین نہایت کو پہونچے
اور اسکا ایک مذہب بنا لیا اور مینے عوام مین سے ایک گروہ کو دیکھا ہی کہ اونکو یہہ
گمان تہا کہ مذہب تصوف کا بجز اسکے اور کچہہ نہین ہی اور اسکو ہاتھہ پر رکہہ لیا اور
ایک اگروہ نے اوسکی اصل کا انکار کیا ہی خلاصہ یہہ کہ رقص کرنا شرعًا اور عقلًا برا ہی تمام لوگون
سے اور محال ہی کہ افضل لوگ اسکو کرین لیکن جبکہ دلپر پیدا ہوا اور خفقان اوپر سر
سلطان وقت کے غالب ہوا تو وقت نے قوت پکڑی اور حال نے اپنا اضطراب پیدا
کیا اور ترتیب رسوم کی جاتی رہی اور وہ اضطراب جو پیدا ہوا تہا نہ تو رقص ٹہیرا
اور نہ بازی اور نہ طبع پروری کیونکہ یہہ مقام گداز کا ہی اور بہت دور ہی طریق
صواب سے وہ شخص کہ اسکو رقص کہے اور یہہ ایک حال ہی کہ ساتہہ نطق اور گویائی
کے اسکی راہ کسی پر بیان نہین ہوسکتی من لم یذق لا یدری النظر فی الاحداث
اور فی الجملہ نظارہ کرنا نو عمر کا اور صحبت رکہنا ساتہہ انکے محظور ہی اور جائز کہنے والا
اسکا کافر ہے اور جو کچہہ کہ آثار سے اسمین نقل کرتے ہین وہ بطالت اور جہالت ہے
اور مینے دیکہا ہی ایک گروہ کو جہال سے کہ وہ بسبب تہمت اسکی کے اہل اس طریقت سے
منکر ہوگئے ہین اور مینے دیکہا ہی کہ اسکا ایک مذہب ٹہیرا لیا ہی اور مشایخ رحمہم اللہ
نے اسکو آفت جانا ہی اور اہل مذہب حلولیہ سے یہہ اثر رہگیا ہی کہ جو درمیان متصوفہ
کے باقی ہی واللہ اعلم بالصواب ۞

باب بیان کپڑا پہاڑنے او قسمت کرنے اوسکے مین

جان کہ پارہ کرنا جامہ کا درمیان اس طائفہ کے معتاد ہی اور بڑے بڑے مجامع اور
مجالس مین کہ جہان بڑے بڑے مشایخ حاضر تھے یہہ کیا ہے اور مینے ایک گروہ علما کو دیکھا
ہی کہ وہ اسکے منکر تھے اور کہتے تھے کہ جائز نہین ہی کہ کپڑا درست اور سلامت کو ٹکڑے
ٹکڑے کرین کہ یہہ فساد ہی اور محال ہی کہ ایسے فساد کو کہ غرض اوسمین مراد او سکے صلاح ہو
صلاح سمجھین اور تمام لوگ جامہ درست کو پہاڑتے ہین اور پارہ پارہ کرتے ہین اور
پہر سیتے ہین جیسے کہ آستین اور تنہ اور کلی اور جیب ایکیا دوسرے سے جدا جدا کرتے ہین
اور پہر سیکر اوسکو درست کرتے ہین اور کچہہ فرق نہین ہی اصلین کہ مثلا ایک کپڑہ سو ٹکڑے
ٹکڑے کرین اور پہر سی لین یا کہ پانچ ٹکڑے کرین اور پہر سی لین باوجود اس بات کے ہر ہر ٹکڑہ اوس پارچہ مین راحت
پہونچانا دل ایک مومن کا ہی اور پورا کرنا حاجت اوسکی کا ہی کہ اوسکا پیوند کرے اور
ہر چند کہ کپڑہ پارہ کیا اسکی اصل طریقت مین نہین ہی اور البتہ حالت سماع اور صحبت اور
مجمع مین یہہ نہ چاہئے کہ بجز اسراف کے نہین ہی ہان اگر سننے والا مغلوب ہوا ایسا کہ خطاب
تکلیف اوس سے اوٹہہ جاوے اور وہ خود بیخبر محض ہجاوے تو یہہ شخص معذور ہی اور
جبکہ ایک شخص کو ایسا حال پیش آوے اور واقع ہو تو اگر پہر ایک جماعت بہی اوسکی موافقت
سے کپڑے پہاڑین اور روا ہی اور تمام کپڑہ پہاڑنا اہل اس طریقت مین تین قسم پر ہی ایک
یہہ کہ درویش خود پہاڑے اور یہہ وقت اور حال سماع مین ہوتا ہی کہ ساتہہ حکم غلبہ
کے کرتا ہی دوسرے یہہ کہ جماعت اور اصحاب بسبب حکم پیری اور مقتدائی کے اوسکا
پارہ کرین کوئی بسبب استغفار جرم کے اور کوئی بسبب حالت سکر کے جو وجد مین ہو

اور تیسرے یہہ کہ سماع مین پارہ کرین اور یہہ مشکل تر ہی اور دو صورت پر ہی ایک یہہ کہ پہٹا ہوا کپڑہ ہو اور دوسرے یہہ کہ بغیر پہٹا یعنی درست ہو تو پہٹے ہوئے کپڑے کے پہاڑنے مین دو چیزین شرط ہین یا اوسکو پہر سیاین اور اوسیکو پہر دیوین یا درویش دوسرے کو دیوین اور ایثار کرین یا واسطے تبرک کے پارہ پارہ کرین اور آپسمین تقسیم کرین اور جو درست کپڑہ بغیر پہٹے ہوئے کو پہاڑتے ہین تو ہم دیکہین گے کہ غرض اور مراد اوس درویش سننے والے کی کہ جسنے کپڑہ ڈالا اور گرایا ہی کیا تہی اگر قوال مقصود ہے تو قوال کو دیدینا چاہیے اور اگر جماعت مقصود ہے تو جماعت کو دینا چاہیے اور اگر بغیر مراد اور ارادہ کے درویش نے کپڑہ ڈالا ہے تو اسکا حکم موقوف اوسکے پیرو مرشد پر ہی جیسا وہ ارشاد کرے یہہ عمل مین لاوے یعنی اگر جماعت کو دلواوے تو اوسکو پہاڑے اور پارہ کرے اور اگر ایک کو تو یعنی بغیر پہاڑے اوسکو دیوا اور یا قوال کو تو علی ہذا القیاس پس قوال مراد درویش کی ہو تو موافقت اصحاب کی شرط نہین کیونکہ یہہ جامہ نساتہ اہل کے ہوتا ہی کہ درویش نے اپنے اختیار سے دیا ہو یا ساتہہ اضطرار کے تو دوسرونکو اسمین کچہہ موافقت نہین ہی پس اگر مراد جماعت ہی یا بغیر مراد کے جدا ہوا ہی تو بہی موافقت کرنا شرط نہین ہی اور جبکہ موافقت کرے تو پیر کو نہ چاہیے کہ قوال کو جامع درویشونکا دیوے لیکن روا ہی کہ کسی محب پرانین سے فدیہ اوسکا کرین اور کپڑے ساتہہ درویشون کے پہیر دیوین اور تمام پہاڑین اور آپسمین تقسیم کرین اور اگر کپڑا حالت غلبہ مین گرپڑا ہی تو مشایخ رحمہم اللہ کا اسمین اختلاف ہی اکثر کہتے ہین کہ قوال کو وہ دینا چاہیے اور بموافقت قول جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے کہ فرمایا من قتل قتیلا فلہ سلبہ یعنی جامہ اور لباس مقتول کا حق قاتل کا ہی اور اگر وہ کپڑہ قوال کو ندیا

تصرف نکرے اور اوسکو ساتھ اس نیت کے نہ آزماوے کہ اسمین پریشانی اور بے برکتی
بہت ہوتی ہے آزمایش کرنیوالیکو اور چاہیے کہ قوال اگر خوش پڑہے تو اوسکو یہہ نہ کہے
کہ تو خوش پڑہتا ہے اور اگر ناخوش پڑہے یا کوئی شعر ناموزون کہے کہ جس سے طبیعت کو
پریشانی ہو تو یہہ کہے کہ بہتر پڑہو یا اچہا کہو اور ساتھہ دل کے اوسپر خصومت نکرے بلکہ
قوال کو درمیان مین نہ دیکہے حوالہ ساتھہ حق کے کرے اور ساتھہ راستی کے سنے اور اگر
کوئی گروہ سماع مین ہو اور اسکو اوس سے نصیب نہو تو شرط نہین ہے کہ ساتھہ اپنے صحو اور بیداری
کے اونکے سکر مین دیکہے اور چاہیے کہ طرف وقت کے نیازمند ہو اور سلطان وقت کی
تمکین کرے تا کہ برکات اوسکی اسکو پہونچین اور مین کہ علی بن عثمان الجلابی الغزنوی
ہون یہہ دوست رکہتا ہون کہ مبتدیون کو واسطے سماع کے نہ چہوڑین تا کہ طبیعت
انکی شوریدہ نہو کہ اسمین خطرہاے عظیم ہین اور آفت اوسکی بڑی ہے کہ عورات چہتون پر سے یا
اور کسی جگہہ سے درویشونکو دیکہین حالت سماع انکی مین کہ اس سے سننے والون کو حجابہا
سخت واقع ہوتے ہین اور یا یہہ کہ کوئی نوعمر انکے درمیان مین ہو اور بعد اسکے کہ جہال
متصوفہ نے اس سبکو مذہب بنالیا ہے اور راستی کو درمیان سے اوٹہا دیا ہے اور مین
استغفار کرتا ہون اوس سے کہ جو مجہپر گذرا ہے اس قسم کی آفتون سے اور مددگاری چاہتا
ہون اللہ تعالے سے کہ ظاہر اور باطن میرے کو آفات سے نگاہ رکہے اور وصیت کرتا
ہون ساتھہ رعایت کرنے حقوق اس کتاب کے الخ یہانتک تمام ہوا ترجمہ کتاب کشف المحجوب
کا جو تحقیق سماع اور الحان اور وجد اور تواجد اور رقص وغیرہ لواحق اسکے مین ہے

واللہ الموفق

(کتاب ہدیۃ السنی ترجمہ ہدایۃ الاعمی سے ہے)

باب بارھوان وجد وسماع اور اوسکی حقیقت کے بیان مین

اے عزیز اس مین صوفیونکو اختلاف ہی لیکن مین جو اصل ہی بیان کرتا ہون کہ وجد و سماع منع ہی ایک از روے طریقت اور حقیقت کے اور دوسرا از روے شریعت کے بوجہ ممانعت کی از روے طریقت اور حقیقت کے ہی وہ یہہ ہی کہ فرمایا اللہ تبارک و تعالی نے وما الحیوة الدنیا الا لعب ولهو یعنی دنیا کی زندگی تو یہی ایک کھیل اور بازی لڑکون اور دیوانون کی ہی اس آیہ شریف مین جو زندگی کہ بموجب مطابق حکم خدا و رسول کے گذرے اوسکو تو کھیل اور بازی فرمایا پس جو عمر کہ خلاف شرع اور گناہ مین گذرے قیاس کرنا چاہیے کہ وہ کیا ہوگی ظاہر ہے کہ بلاشک بد اور مذموم ہوگی چنانچہ امام المسلمین حضرت امام اعظم رحمہ اللہ نے کہ جنکے اجتہاد کے چراغ سے جہان روشن ہی فرماتے ہین ؎

صرفت العمر فی لهو ولعب	فاها ثم اها ثم آها
منی خبرت ان الشمس انثی	منعنی عفتی من ان اراها
احب الصالحین ولست منهم	لعل الله یرزقنی صلاحا

تو لازم ہی کہ آدمی اپنی زندگانی متابعت مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اقوال اور احوال اور خلفاء راشدین اور صحابہ اور تابعین کی پیروی مین بسر کرے اور جو قول اور فعل انکے خلاف ہو اوسکو شیطانی جانے نہ رحمانی وجد و سماع تو صریح مخالف اونکے ہی اسواسطے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور خلفانے اور صحابہ اور تابعین نے وجد و سماع نہین کیا اور اسبات کی انکی طرف نسبت کرنا کفر ہی فرمایا پیغمبر علیہ السلام نے ناچنا رقص کرنا ایسا بڑا گناہ ہی کہ اسکے برابر کوئی گناہ نہین

اے عزیز وجد اوسکو کہتے ہین کہ سالک کیواسطے ایک نیا حال پیدا ہوتو فی حالات کے ساتھہ آور سماع اوسکو کہتے ہین کہ اسرار آلہی کے سننے سے ایک حال اور الہام ربانی پیدا ہو وجد وسماع جہال نے ناچنے گانے کا نام رکھہ لیا ہی ٥

رقص مین ہوتا اگر وصلِ خدا	تو یہہ سب رقاص ہوتے اولیا
راہ کاٹی ہی تری شیطان نے	جانتا ہے تہو مین فضلِ خدا

واضح ہو کہ جس شخص کو سیر الی اللہ اور سیر مع اللہ اور سیر فی اللہ اور سیر باللہ حاصل ہی اوسکا جسم جنبش نہین کرتا ہی استغراق اور توحید اور معرفت اور مشاہدہ اور تجلیات مین جسم کی حرکت حرام ہی سالک کو چاہیئے کہ استغراق کے وقت شرع کی قید مین مقید رہی کہ استغراق اوسکا خوب مستحکم ہوجائے چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حالت استغراق اور مشاہدہ اور تجلیات مین نماز مین مشغول ہوتے تہے یا صحابہ کی نصیحت مین یا ازواج مطہرات کی صحبت مین اسواسطے کہ استغراق مین حدود اللہ کے خلاف کوئی بات نہو جاوے ٥

جوش مین آتا تہا جب دریا راز	جلد ہو جاتے تہے مشغولِ نماز
گاہ فرماتے ارحنا یا بلال	تا کرے تنگی نہ یہہ دلپر خیال
گاہ فرماتے تہے وہ عالیمقام	یا حمیرا کچہہ کرو مجہہ سے کلام
دل تہا اونکا ایک دریا شگرف	جوش کرتا ہے بہت دریا ژرف

اصل یہہ بات ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی صفت مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ایسے دنیا مین مشاہدہ اور استغراق اور تجلیات کی حالت مین کب مائل طرف خلاف حدود اللہ کے ہوئے حدیث مین آیا ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

تمام رات سر جھکائے استغراق مین رہتے تھے آدہی رات کیوقت ایک آہ کرتے جسم کو مطلق حرکت نہ دیتے اسواسطے کہ اسرار محبت دلمین نگاہ رکہنا کمال محبت ہی اور حوصلہ ازین سے وسیع ہوتا ہی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ ابوبکر کی بزرگی کثرت صوم وصلوٰۃ سے نہین ہی بلکہ جو اسرار آلہی کہ اونکے دلمین ٹہیرا ہوا ہی اور وہ اسرار غلبہ محبت خدا کا باعث ہی اوسکے سبب سے افضل ہین کہ جو سر اور غلبہ محبت خدا تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام کے سینہ مبارک مین ڈالا تھا وہ سب آپنے ابوبکر کے سینہ مین ڈالا فرمایا ہی پیغمبر خدانے اسیطرح پر اور شیخ عطار رحمہ اللہ نے نظم کیا ہی اور یہی شیخ موصوف نے فرمایا ہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اسرار آلہی سے ایسے مالامال تھے کہ ایکروز ایک کنوان جنگل مین تھا اوس کنوئین سے ایک اسرار آلہی مین سے بیان کیا تو پانی اوسکا سب خون ہوگیا اور سر آلہی کے سننے کی تاب نہ لایا اس بیان سے غرض یہہ ہی کہ اگر رقص و وجد سے اسرار آلہی منکشف ہوتے تو یہہ حضرات ضرور رقص و وجد فرماتے سکوت وضبط نفرماتے شیخ نجم الدین رازی نے مرصاد العباد مین یہہ مضمون فرمایا ہے اگر کسی بزرگ سے جسم کی حرکت ظاہر بہی ہوئی تو ابتدا حال مین ہوئی نہ انتہا مین جیسے آدمی کے تین حال ہوتے ہین طفلی جوانی پیری ایسے ہی سالک کے ہوتے ہین ابتدا اوسط انتہا اگر کسی سے ابتدا یا اوسط مین حرکت جسم کی خلاف شرع ظاہر ہوئی ہو اوسکا کیا اعتبار اسواسطے کہ وہ حکم طفل کا رکہتا ہی کسی بالغ طریقت اور منتہی سے حرکت مخالف احوال حضرت رسالت پناہ اور خلفاء راشدین کے نہین ہوئے مبتدی اور متوسط تو مانند آب دریا کے جوش وخروش کرتے ہین بموجب من عرف اللہ طال لسانہ اور منتہی سالک خموش رہتے ہین موافق من عرف اللہ

کل لسانہ کے اونکو جسم کی حرکت نہین ہوتی ہی اپنے آپ مین مستغرق ہوکے گویا گونا
اسرار پاتے ہین **نقل** ہے کہ حضرت شیخ ابوالحسن نوری ایسے اپنے آپ مین مستغرق ہوجاتے
تہے کہ بال تک جنبش نکرتا تہا کسی نے پوچہا کہ یہہ کس سے سیکہا فرمایا کہ بلی سے کہا کسطرح
فرمایا کہ بلی چوہے کیواسطے ایسی بیٹہتی ہی کہ اپنے ظاہر اور باطن کو اوسطرف بالکل رجوع
کرتی ہی اور حرکت جسم کی نہین رہتی ہی اور اپنے آپکو فراموش کرتی ہی اے صوفیان
ناقص الحال بلی سے تو کم ہونا نہ چاہئے اپنے آپ مین ایسے فرو ہوجاؤ کہ ظاہر باطن کو
فراموش کرو اور اپنے حجرہ دل کی پاسبانی مین رہو اور جو اسرار الٰہی ہو اوسکو مخفی
رکہو کہ انتشار راز کفر ہے فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم نے افشاء
الربوبیۃ کفر **نقل** ہے کہ ایک روز حضرت رابعہ بصری کے پاس ایک صوفی
بیٹہا تہا اور رابعہ توحید کا اور عجائب کا بیان فرماتی تہین صوفی رونے لگا حضرت
رابعہ نے منع کیا کہا اے صوفی اگر یہہ قطرہ اشک کے تیرے دلمین رہتے تو دریا ہوجاتے
اب ضائع ہوگئے اور کچہہ مفید نہوئے ایک شخص نے حضرت رابعہ سے کہا کہ مجہے کچہہ نصیحت
کرو کہا کہ جو تیرے دلمین ہی حالات اور واقعات سے اوسکو باہر نہ لا اور جو کچہہ تیرے
باہر ہے معاش کی تنگی وغیرہ کا غم و فکر اوسکو دخل نہ دے **نقل** ہی کہ ایک مرد نے بشر
حافی سے وصیت چاہی فرمایا کہ محبت خدا تعالے کی حاصل کر اسواسطے کہ آدمی کی بزرگی
محبت سے ہی اوس آدمی نے پہر کہا کہ اس سے اور کچہہ زیادہ فرماؤ شیخ نے فرمایا کہ جب
محبت خدا تعالے کی حاصل کی تو نے تو اوسکو ایسا پوشیدہ رکہہ کہ کسی مخلوق کو خبر
نہو پہر اوسنے کہا کہ اور کچہہ زیادہ فرماؤ شیخ نے فرمایا کہ اسطرح خدا کی محبت کو پنہان
رکہہ کہ گویا حق تعالے کو بہی خبر نہو یہہ مبالغہ شیخ کا تاکیداً تہا کہ محبت کے اخفا مین کوشش

کہ تجلیات اور مشاہدہ اور قرب حق ہی ظاہر ہوگا الحاصل اول سے آخر تک عشق کا تخم نیستی کی زمین میں پوشیدہ ہے اوسکی بیخ کو قواعد شریعت میں محکم رکھنا سالک کیواسطے فرض ہے ثم جعلناک علی شریعۃ من الامر فاتبعہا ولا تتبع اہواء الذین لا یعلمون سے یہی مراد ہے اے عزیز اگر صوفیہ کا احوال ابتدا اور اوسط اور انتہا کا شرح بیان کیا جاوے تو کتاب دراز ہوتی ہے عارف کامل خود معلوم کرلیگا مجمل اور مختصر یہہ ہے کہ صاحبان حال کے دو طائفہ ہین ایک صاحب تمکین اور ایک صاحب تلوین صاحب تمکین کو جسقدر استغراق اور توحید اور معرفت اور عشق اور حالت زیادہ ہو اوسیقدر ہوش اور عقل زیادہ تر ہوتی ہے اور کوئی قول اور فعل خلاف شرع نہین ہوتا ہے انبیا علیہم السلام اور خلفاء راشدین اور صحابہ اور تابعین رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کا یہی حال تھا خواجہ محمد پارسا رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ قدسیہ مین فرمایا ہے کہ اس مرتبہ بے صفتی کا کمال جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کو ہے اور جملہ انبیا علیہم السلام علی قدر مراتب اسی خرمن کے خوشہ چین ہین اور آپ ہی کی مدد سے اونکے درجات کی ترقی ہے اور مقام محمود کہ آپکے واسطے مخصوص ہے اس مرتبہ کا کمال ہے اور اس مرتبہ بے صفتی کی خاصیتون مین سے ایک یہہ ہے کہ اس مرتبہ والے کو تمکین و قرار ہوتا ہے اضطراب و اضطرار نہین ہوتا اصحاب تلوین کے کہ مقام تمکین سے نیچے کا درجہ ہے بہی دو طائفہ ہین ایک اصحاب صحو ایک اصحاب سکر اصحاب صحو کو اجتہاد معرفت اور علم الٰہی مین کبہی خطا بہی واقع ہوجاتی ہے اور وہ خطا عذر تقصیر سے حق تعالے معاف فرماتا ہے اور شرف الہام سے مشرف ہوتے ہین اور خطا کو خطا اور صواب کو صواب جانتے ہین اور انوار کے رنگون کیطرف مائل

رہتے ہین اور نور نار مین تمیز نہین کر سکتے ہین بے الہام حق تعالے کے کہ نور تجلیات رحمانی ہی اور نار تجلیات شیطانی جیسے الہام اور وسوسہ قریب قریب ہین سالکون نے فرمایا ہی کہ اصحاب تمکین کیواسطے مشاہدہ ذات کا ہوتا ہی اسواسطے وہ آرام ہیگی مین ہین اور اصحاب تلوین کیواسطے مشاہدہ صفات کا ہوتا ہی اور صفات حق تعالے کے مختلف ہین اسیواسطے اونکے احوال بہی مختلف ہوتے ہین اور اپنے حال مین مشغول ہوتے ہین اسواسطے کہ متوسط ہین ابہی منتہی نہین ہوئے ہین اور یہ اگر اونسے کوئی بات خلاف حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور خلفاء راشدین کے ظہور مین آئے اوسکا اعتبار نہین اور اونکے مشاہدہ کا حال مفتاح القلوب مین ذکر کی فصل مین مرقوم ہی اصحاب سکر کے بہی دو حال ہین ایک حالت رحمانی اور ایک حالت شیطانی حالت رحمانی یہ ہی کہ استغراق کے حال مین اونسے کبہی وہ فعل ظاہر ہوتا ہی کہ عوام الناس کے نزدیک کفر ہوتا ہی چنانچہ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ سے سبحانی ما اعظم شانی ظاہر ہوا کیفیت اسطرح پر تہی کہ حضرت بایزید کیواسطے ایک ایسی حالت پیدا ہوتی تہی کہ اوسوقت وہ زمین مین حجرہ کے برابر ہو جاتے تہے اور آپ سبحانی ما اعظم شانی فرماتے تہے جب ہوش مین آتے تہے تو بصورت اصلی ہو جاتے تہے مریدون نے شیخ سے اسبات کا اظہار کیا شیخ نے فرمایا کہ جسوقت میری زبان سے ایسا کلام نکلے تو مجھکو قتل کرنا ورنہ میرا گناہ تمہاری گردن پر ہی جسوقت شیخ کا پہر وہی حال ہوا مریدون نے تلوارین چہریان مارنا شروع کیا شیخ پر کچہہ اثر نہوا جب شیخ ہوش مین آئے مریدون نے حقیقت حال بیان کی شیخ نے فرمایا کہ اگر اسوقت مجھکو مار تو البتہ مجہپر اثر کرتا کہ اسوقت مین بایزید ہون اور اوسوقت مین نہتا اور بہی کوئی

کینے والا تہا چنانچہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کیواسطے ابتدار نبوت
مین درخت سے اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ظاہر ہوا اگر بایزید سے سبحانی ما اعظم
شانی ظاہر ہوا کیا عجب اور یہہ حال ابتدا مین تہا اوسکا کیا اعتبار کہ مبتدی مانند
طفل کے ہی طفل سے ایسی چیزین ظاہر ہوتی ہین اگر مبتدی اور متوسط سے ایسا
حال ظاہر ہو کہ تلوار کی ضرب اوسپر اثر نکرے تو معذور ہی لیکن ناقص ہی ابہی منتہی نہین
ہوا **سوال** یہہ کیسے معلوم ہوا کہ یہہ حال ابتدا کا تہا **جواب** حضرت موسیٰ علے
نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ابتدار نبوت مین درخت سے انوار دیکہتے تہے اور آخر نبوت
مین جب رب ارنی انظر الیک کہا تو حکم ہوا لن ترانی الحاصل ابتدا اور اوسط
مین ایسے حالات ہوتے ہین اور انتہا کا حال بیان سے باہر ہی کوئی منتہی خلاف شرع
نہین ہوتا ہان حالت استغراق شیطانی مین کوئی قول اور فعل اوس سے مخالف شرع
یا لہو یا لغو وقوع مین آتا ہی اور ان دونون حالتون کے نشان بہت ہین یہان
کچھہ بیان کئے جاتے ہین کہ حالت شیطانی مین ایسی باتین ظاہر ہوتی ہین کہ وہ
دال ہوتی ہین ملحدی پر اور حالت رحمانی مین عذر تقصیر اور ندامت گناہون کی
اور نیستی اور حلم اور تواضع پیدا ہوتی ہی اور حالت شیطانی مین عجب اور غرور اور
ریا اور حسد پیدا ہوتا ہی اور نفس کی خواہشون مین مبتلا اور مقید رہتا ہی حالت
رحمانی مین حق تعالے اوسکا نگہبان اور حافظ ہوتا ہی اوس سے کوئی بات خلاف
شرع استغراق اور غیر استغراق مین ظاہر نہین ہوتی بموجب اذا اراد اللہ بعبد
خیرا لم یضرہ ذنب چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کو زلیخا کے معاملہ مین نگاہ
رکہا حق تعالے فرماتا ہی وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ

اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ الرَّحِیْم اے عزیز سالک کو استغراق سے چارہ نہین ہی اور وہ دو حال سے خالی نہین ہی یا غلبہ شوق سے یا مشاہدے کا اگر شوق کیوجہ سے ہی تو یہہ مبتدی کا حال ہی نہ منتہی کا چنانچہ ایک بزرگ سے پوچھا کہ تمکو شوق ہی کہا نہین کہا کیون کہا شوق نشان دوری کا ہی اور مین مشاہدہ مین ہون جسکو وصل کہتے ہین اور اس مقام مین شوق حجاب ہوتا ہی اور سالک کیواسطے معرفت اور علم الٰہی کے عشق اور شوق سے ذات باری مین وہم و خیال باطل پیدا ہوتے ہین چاہیے کہ مخالف شرع نہو کہ علم الٰہی حاصل ہو اگر استغراق مشاہدہ کی وجہ سے ہی تو سالک کے واسطے بے حکم الٰہی کے حرکات و سکنات حرام ہی اور خلاف امر کفر ہے

عشق مین ہی جس کسیکو زندگی		کفر ہی اوس شخص کو جز بندگی	

چنانچہ سب انبیا علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ استغراق اور مشاہدہ مین رہتے تھے اور ذرہ برابر خلاف امر حق نہین کرتے تھے اور ظاہر و باطن مین اللہ کے نزدیک اور محاسبہ اور مراقبہ مین ہوتے تھے مخفی نرہے کہ مراقبہ دو طرح پر ہی ایک مراقبہ موقت اور ایک مراقبہ دائمی مراقبہ موقت وہ ہی کہ سالک اپنے آپ مین فرد ہو جاوے اور انوار الٰہی حاصل کرے اور مراقبہ دائمی وہ ہی کہ تمام حرکات و سکنات مین خداتعالےٰ کی رضامندی ملحوظ رکھے جس کام مین رضاے حق ہو وہ کرے اور جسمین نہو نکرے چنانچہ حدیث قدسی مین آیا ہی کُلُّ ذَنْبٍ مِنْکَ مَغْفُوْرٌ سِوَی الْاِعْرَاضِ عَنِّیْ وَ کُلُّ فِعْلٍ مِنْکَ مَعْیُوْبٌ سِوَی الْاِقْبَالِ نَحْوِیْ اے عزیز حق تعالےٰ کیطرف سے جو مراقبہ ہی وہ بھی دو طرح پر ہی ایک یہہ کہ اللہ تعالےٰ آدمی کو نگاہ رکھتا ہی فنا کے تصرف سے موافق مضمون اس آیہ کریمہ کے وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ رَّقِیْبًا دوسرے یہہ کہ حق تعالےٰ دیکھتا رہتا ہی بندے کے اور مین

فصل کو جسکا امر ہی اور نہی ہی یعنی امر چھوٹنے نہ پاوے اور نہی کرنے نہ پاوے پھر مراقبہ
بندہ کیطرف سے تین طرح پر ہی اول یہہ کہ آدمی ہر وقت اس بات کا ملاحظہ رکہے کہ
اللہ تعالے ہمیشہ میرے اعمال کا حاضر ناظر ہی اوسکا ثمرہ صفت حیات ہی کہ بندہ کو حاصل
ہوتی ہی اس مراقبہ کا نام مراقبۃ المراقبہ ہی دوسرے یہہ کہ آدمی اپنے قواے ظاہری وباطنی
حسی وعقلی کی محافظت کرے اور جس چیز کیواسطے وہ پیدا کیا گیا ہی اوسکی طرف مصروف
ہووے تیسرے یہہ کہ اسطرح دلکو غیر سے نگاہ رکہے کہ سواے حق تعالے کے اوسکے دلمین
ہرگز کوئی راہ نپائے اصل غرض مراقبہ سے یہی ہی حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس
سرہ فرماتے ہین اگر کوئی بندگی کا مزہ پائے اور وہ مزہ اوسکا مطلوب ہو جائے تو وہ
اوسکا عابد ہی حق کا عابد نہین ہی اگر کسیکو ذوق اور حالت اور یقین اور معرفت اور
کشف وکرامت حاصل ہو اور وہ اوسکا مطلوب ہووے وہی اوسکا عابد ہی نہ عابد حق کا
شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ فرماتے ہین کہ اگر کوئی شخص واسطے
حصول کشف وکرامات وخوارق عادات کے بندگی کرے اور اوسکو حاصل کرلے تو اوسنے
دنیا مین مزدوری پائی آخرت مین بے نصیب رہیگا اے عزیز اگر دونون جہان
کی قدرت اور معلومات اور مفہومات اور جمیع انبیا اور اولیا کے عرفان خدا تعالے
تجھکو دے ہرگز راضی نہو جیو اسواسطے کہ کام اسکے سوا ہی چنانچہ حضرت بایزید بسطامی
قدس سرہ فرماتے ہین کہ اگر فرضا قدس جبرئیل اور صفوۃ آدم اور خلت ابراہیم اور شوق
موسی اور طہارت عیسی اور محبت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم و
علیہم اجمعین اور مقام جمیع انبیا کے تجھکو دین ہرگز راضی نہو اور ہمت اور حوصلہ
بڑہائے رکہہ اسواسطے کہ کار اس سے برتر ہی اور کسی چیز کیطرف متوجہ نہو کہ وہی چیز

تیرا حجاب ہوئی اسواسطے کہ یہہ مقام وسیلہ مطلوب کا ہے نہ عین مطلوب اور ظاہر ہے
کہ وسیلہ مطلوب کو عین مطلوب جاننا خود محجوبی ہے انصاف کرنا چاہیے کہ جب ان
کیطرف متوجہ ہونا اور انکا حاصل کرنا کہ یہہ چیزین مقام انبیا اور اولیا کی ہین
حالت روحانی اور رحمانی ہین محجوبیت ٹہیری تو حالت شیطانی کے حاصل کرنے اور ا
متوجہ ہونے کا کیا حال ہوگا پس سالک کو خاتم النبیین اور خلفاء راشدین اور صحابہ
تابعین کی متابعت مین طریقت کی راہ چلنا چاہیے کہ شیطانی راہ کی نہایت ناکا
اور حیرانی و عجز اور تقصیر اور پشیمانی ہے چنانچہ امیر کبیر حضرت سید علی ہمدانی قدس سرہ
فرماتے ہین کہ سالک اپنی ہمت کو ایسا بلند رکھے کہ سوے خدا کے کسیکو اپنا مطلوب او
محبوب نہ سمجھے اور کسی کیطرف گوشۂ نظر سے بہی نہ دیکھے اگر فرضاً جمیع انبیا کے مقام آ
روبرو کرین تو اسطرف نگاہ نکرے اور حق تعالےٰ کو چہوڑکے اوسکے مشغول ہو کہ
حجاب ہوجائیگا خوش فرماگئے ہین یہہ اسرار حضرت شیخ فریدالدین عطار قدس سرہ

جب آیا ز خاص کو با عزّ و جاہ — دیدیا محمود نے تخت و کلاہ
اور کہا تیرا ہی سب خیل و حشم — کر بلند اپنی حکومت کا علم
چاہتا ہون مین کہ تو شاہی کرے — اپنا تابع مہ سے تا ماہی کرے
دیکہکے حیران ہہی ساری سپاہ — آنکہہ مین سبکی ہوا عالم سیاہ
کہتے تہے آپس مین اللہ رے غلام — یہہ تیری عزت یہہ تیرا احترام
لیکن اوس ساعت ایاز ہوشیار — رورہا تہا اپنے اوپر زار زار
سب یہہ کہتے تہے کہ تو دیوانہ ہے — کیون تو اتنا عقل سے بیگانہ ہے
بادشاہی تونے پائی اے غلام — پہر یہہ رونا کس لیے ہو شاد کام

رو کے یون بولا ایاز با صفا	راز یہہ تمپر نہین ہرگز کھلا
دور مجھکو ڈالتا ہے بادشاہ	قرب سے اپنے یہہ دیکر عز و جاہ
ہو کے مین مشغول با فوج و سپاہ	دور پڑ جاؤن ز قرب بادشاہ
حکم مین میرے اگر ہووے جہان	مین نہونگا دور شہ سے ایک آن
حکم کا تابع رہونگا روز و شب	لیکن اوس سے مین جدا ہوتا ہون کب
مجھکو کب یہہ کر و فر درکار ہے	مجھکو کافی شاہ کا دیدار ہے
ہے اگر تو طالب حق با نیاز	بندگی کر جیسے کرتا تھا ایاز
اے دریغا تو نہین ہے مرد راہ	کسکو سمجھاؤن بتاؤن کسکو راہ

دوسری وجہ منع ہونے وجد و سماع کی از روے شریعت کے یہہ ہی کہ شرح مقاصد مین مذکور ہی کہ حلال اور خفیف جاننا اوس گناہ کا جو قطعی دلیل سے ثابت ہو کفر ہی صلوٰۃ مسعودی مین مذکور ہی کہ مذہب اہل سنت و جماعت کا یہہ ہی کہ بندہ گناہ سے کافر نہین ہوتا ہی لیکن گناہ کو ہلکا اور سبک جاننے سے کافر ہو جاتا ہی اور گناہ کے حلال جاننے کا کیا حال ہوگا اے عزیز جو لوگ کہ فقیر کہلاتے ہین اور خدا تعالے کی محبت کا دم بہرتے ہین اور راگ اور باجے سنتے ہین تو یہہ فرمائین کہ کس سے سنا ہی کہ درویشان اہل صفہ کا یہہ حال تھا اور یہہ افعال تھے شاید پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کیوقت مین یہہ عشق و محبت نہ تھا ہان یہہ بات ہی کہ جسکی شیطان راہ مارتا ہی اوسکا یہہ حال ہوتا ہی فرمایا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہ جس نے راگ کو حلال جانا وہ منافق اور ملعون ہی اسواسطے کہ راگ کہیل ہی اور کہیل حلال نہین اور فرمایا امام شافعی رحمہ اللہ نے کہ جسنے راگ کو حلال کہا وہ چارون مذہب سے الگ ہو گیا فرمایا امام مالک رحمہ اللہ نے

کہ جسنے راگ کو حلال کہا وہ منافق ہی سب امت کے نزدیک اسواسطے کہ وہ راگ کھیل ہی
اور سب کھیل حرام ہین فرمایا امام احمد حنبل رحمہ اللہ نے جو شخص راگ کو حلال کہے وہ کافر ہی
اسواسطے کہ اوسنے بیکار کردیا حکم شریعت کو اور جو بیکار کردے حکم شریعت کو وہ مومن
نہین ہوتا سب مجتہدون کے نزدیک اور نہ قبول ہوگی بندگی اوسکی اور مرجاوینگے
بلائیان اوسکی اور طلاق ہوجائیگی عورت اوسکی اور فرمایا امام یوسف رحمہ اللہ
نے جسنے کہا راگ حلال ہی تو وہ کافر ہی اسواسطے کہ راگ شیطان کا کام ہی اللہ تعالے کے
فرمانے کے بموجب قالوا اجئتنا بالحق ام انت من اللاعبین یہ سب اقوال تفسیر جلالی
سے منقول ہین اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کل طریقۃ
ردتہا الشریعۃ فہو زندقۃ فرمایا اللہ تعالے نے ومن یبتغ غیر الاسلام دینا
فلن یقبل منہ وہو فی الآخرۃ من الخاسرین فرمایا پیغمبر علیہ السلام نے لو رایت
رجلاً یمشی فی البحر ویطیر فی الہواء ویترک فرضا من فرایض اللہ وسنۃ
من سنن رسول اللہ فہو ملعون یعنی اگر تو دیکھے کسی آدمی کو کہ پانی پر
جاتا ہی اور ہوا مین اوڑتا ہی اور ایک فرض خدا تعالے کے فرضون مین سے اور ایک
سنت رسول کی سنتون مین سے ترک کرتا ہی وہ مرد لعنت کیا گیا ہی فرمایا اللہ تعالے
نے ومن یعص اللہ ورسولہ فان لہ نار جہنم خالدین فیہا ابدا نقل
ہے کہ شمس الائمہ حلوانی سے پوچھا کہ جو راگ سنتے ہین اور کہتے ہین کہ ہمارا خدا تعالی
کے پاس مرتبہ اور قدر ہی سچ کہتے ہین کہ جھوٹھ اونہون نے یہ آیہ پڑہی افتری
علی اللہ کذبا ام بہ جنۃ نقل ہے کہ حضرت شیخ جنید بغدادی رحمہ اللہ سے
پوچھا کہ آپ سے استغراق توحید و معرفت کے حال مین کیون نہین حرکت وجدی ظاہر

ہین آتی ہی آپنے یہہ آیہ پڑہی وتری الجبال تحسبھا جامدۃ وھی تمر مر السحاب یعنی تو دیکہیگا قیامت کے دن پہاڑ ونکو جانیگا کہ اپنی جگہہ پر کہڑے ہین اور حال یہہ کہ وہ تو مانند ابر کے نہایت تیزی اور سرعت سے چلتے ہین کہ اونکی چال اور حرکت معلوم نہین ہوتی ہی یعنی انکے باطن مین ایسی حرکت ہی کہ دونون جہان سے سوا ہے محسوس نہین ہوتی ہی اور حرکت جسمانی حرکت مذموم ہی مترجم کہتا ہی کہ اس باب اور اس سے اگلے باب مین اور جہان کہین اس کتاب مین لوگون کیطرف کفر کی نسبت کی ہی اوسکو دیکہہ کے کسی خاص مسلمان کو جس سے یہہ کام سرزد ہوتے ہین اور ہون جہٹ پٹ کافر کہنا نہ چاہیے جب تک اوسکی زبان سے کسی قطعی حرام کا حلال جاننا یا قطعی حلال کا حرام جاننا نہ ثابت ہو یہہ امر موقوف نیت پر ہی اور دلکا فعل ہے اسکا عالم علام الغیوب ہے جسکو چارون اامون نے حرام یا حلال کہا اوسکے خلاف عقیدہ رکہنے سے آدمی کافر ہوجاتا ہی اور جو امر اختلافی حرام ہی اوسکے حلال جاننے سے گنہگار ہوتا ہی کافر نہین ہوتا کفر کی نسبت بڑی سخت چیز ہے اگر وہ شخص کافر نہو تو یہہ کہنے والا کافر ہوجاتا ہی اور یہہ وجد وسماع کا مسئلہ ایسا ہی کہ اسکی بعض قسم البتہ حرام ہے اور بعض اختلافی حرام اور بعض مباح ہی اسکو نہ مطلق حرام سمجہنا چاہیے نہ مطلق حلال سو وجد کا حال یہہ ہی کہ بناوٹ اور تکلف سے وجد کر دینا کیواسطے ریا کی راہ سے حرام ہی اور جو بے اختیاری سے اللہ کے شوق مین ہو اسمین معذور ہی عوارف المعارف حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی مین اور احیاء العلوم حضرت امام محمد غزالی مین اسکی تفصیل موجود ہی تہوڑی سی یہانپر لکہی جاتی ہی سو جاننا چاہیے کہ یہان چار چیزین ہین باجا راگ گانیوالا اور سننے والا سو خالی باجا تار کا ہوتا ہی یا نی کا یا مانند ہو

جیسے نقارہ بغیر راگ کے سب حرام ہی مگر دف اور تالی بجانا کہ امام شافعی کے یہان نہت
ہی سو عوارف مین ہی کہ اسکا ترک بہی اولے ہی اور احتیاط بہتر ہی کہ خلاف مین نہ پڑے
اور لڑائی مین نقارہ بجانا مباح ہی اور راگ جسمین کوئی باجا ہو اون باجون مین سے
جنکا بجانا حرام ہی اور گانیوالا عورت جوان یا امرد ہو اور ایسے اشعار اور غزلین
ٹھمری ٹپہ خیال وغیرہ ہون جسمین زلف وخال وخط کا ذکر ہو تو یہ سب کے نزدیک حرام ہے
اسی کو فقہ مین کہا کہ حرام ہی اور اوسکی لذت لینا کہ حرمت کی تلخی دل سے جاتی رہے
کفر ہی اور جسمین باجا حرام ہو اور کوئی چیز ممنوعات شرعی سے نہو وہ بہی حرام ہے
اسواسطے کہ اصول فقہ کا قاعدہ ہی کہ جس چیز مین حرام وحلال جمع ہون تو حرام کو
ترجیح دیکر اوس چیز کو حرام ٹھیراتے ہین اور جسمین کوئی باجا نہو اور اللہ جل شانہ کی
حمد یا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی مباح نعت اور دین کی باتون کی تذکیر
ہو اوسکو عید یا شادی وغیرہ یا اور وقت کبہی کبہی سن لینا مباح ہی اوسکو بہی احیا مین
لکہا ہی کہ عادت نکرے اور اپنے اوقات اکثر اسمین صرف نکرے نہین تو سفیہ اور مردود الشہادۃ
ٹھیر جاویگا جسکو فقہ مین لکہا ہی کہ جو راگ کی عادت کرے اوسکی گواہی درست نہین -
اسواسطے کہ لہو کا کام بار بار کرنا گناہ ہے اور جیسے صغیرہ گناہ
اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہی ایسے ہی بعض مباح کام اصرار سے صغیرہ ہو جاتے ہین اور
جس راگ مین ہجر ووصل کے مضمون ہون اور سننے والا عام آدمی ہو کہ اوسکو دنیا
کے معشوقون کیطرف لیجائے وہ بہی حرام ہی عوارف مین لکہا ہی کہ جو راگ شہوت نفس
کی راہ سے سنا جاوے وہ حرام ہی اور جو مباح طور پر سنا جاوے اپنی عورت یا شرعی
باندی سے وہ مشتبہ ہی کہ لہو مین داخل ہو گیا اور جو مشاہدہ حقانی کی راہ سے سنا جاوے

کہ اوسکو اللہ کیطرف لیجاوے وہ مباح ہی یہہ حکم شریعت کی رو سے راگ کا ہی اور صوفیہ کرام
نے کہ اپنے نفس کی بیماری کے حکیم ہین نہایت احتیاط کرکے اور شرطین مقرر کی ہین کہ سننے
والا ایسا ہو کہ اوسکو سوا خدا کے اور طرف خیال نہ جاتا ہو اور بہوکا ہو تو کہانا نہ کہاوے
اور راگ سنے اور نا اہلون سے مجلس خالی ہو اور خلوت ہو کہ غیر کو اوسمین دخل نہو اور سوا اسکے
شرطین ہین کہ اپنی جگہہ پر مذکور ہین ایک دن مینے سید صفدر حسین صاحب سے کہ حضرت شاہ مودود
چشتی رحمہ اللہ کی اولاد سے سرہند اور دہلی کے رہنے والے ہین پوچھا کہ آپ چشتی ہین اگر
راگ نہین سنتے ہین فرمایا اگر مین چشتی ہوتا اور تصوف مین قدم رکہتا ہوتا تو مباح راگ سن لیتا
اب مین صوفی کہلاتا ہون اور صوفیون نے جو راگ سننے مین قیدین لگائی ہین سو مجھہ مین
پائی نہین جاتی ہین کیونکر سنون عوارف مین ہی کہ راگ کوئی چیز نئی دلمین نہین پیدا کرتا
ہی بلکہ جو بات دلمین ہوتی ہی اوسکو بڑہا دیتا ہی سو اہل اللہ کو محبت رحمانی اور اہل ہوا کو
شہوت شیطانی زیادہ کرتا ہی اسواسطے فقہا نے کہ حکیم ہین نااہلونکی کثرت اور اہلون کی
قلت اور دعوی والے بہت اور حقیقت والے کم بلکہ معدوم دیکہکر مطلقاً راگ کی حرمت کا
حکم دیا اور منع کی دلیلون کو مستحکم کیا اس صورت مین ہر قسم کے راگ سے ہر قسم کے آدمی
کو احتیاط ہی مناسب ہے اور جو اسکا اہل ہو اور شوق الہی بڑہانا اور قبض کہولنا منظور
ہو تو سب شرطون کے ساتھہ تنہائی مین اخوان و مکان و زمان کا لحاظ کرکے ایسا
سنے کہ کسیکو خبر نہو اور جہوٹے لوگون کو سچون کی تقلید اور دعوی کی سند نہ ملے اور
اپنے آپ مین اپنے اہل و نااہل ہونے کو خوب سمجھہ لے اور شیطان کے دہوکے مین نہ آوے
اور بطور دوا کے کبہی کبہی سنے عادت اور پیشہ نکرے اور جو کوئی راگ کے منع مین گفتگو
کرے تو مناسب وقت یہہ ہی کہ ساکت ہو جاوے اوسکے رد کی فکر مین نہ پڑے کہ اہل شہوت

کو سند ملے اور تابعین کو بھی چاہیے کہ جہان ایسا راگ شنا معلوم کرین تو سننے والے کو
نسبت کفر اور ارتکاب حرام قطعی کی نکرین اسواسطے کہ جیسا حرام قطعی کو حلال جاننا کفر ہے
ویسا ہی حلال کو حرام جاننا غرض دونون طرف ملاحظہ چاہیے اور احتیاط نفسانیت سے
اللہ تعالے بچائے کیا اچھی بات فرمائی خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمہ اللہ نے کہ نہ انکار
میکنم ونہ اینکار میکنم یعنی جو راگ مباح ہی اوسکا مین انکار بھی نہین کرتا اور مین سنتا بھی
نہین اسواسطے کہ مجھکو حاجت نہین سبب یہہ کہ نقشبندیون کے یہان اور علاج قبض کیلئے
اور شوق بڑہانے کے ہین راگ کی ضرورت نہین واللہ اعلم انتہی قول المترجم اور بعض علما
کا قول ہی کہ ناچنے والیکی مقعد مین شیطان اونگلی کرتا ہی اور کھچاتا ہی اور شرم اوسکی جاتی
رہتی ہی ملتقط مین کہا ہی کہ نہین جائز ہی ناچنا صوفی کا جسوقت ناچتا ہی صوفی تو ناچنے
لگتا ہی اوسکے ساتھہ شیطان داہنے اور بائین طرف اور کر دیتا ہی اونگلی اپنی اوسکے
دبر مین اور یہہ ناچ ہی جسنے نقصان کر دیا ایمان اور عرفان کا یہہ رقص اور حال لانا
پہلے پہلے سامری کے تابعین نے کیا تہا جیسا فرمایا اللہ تعالے نے وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسٰى
مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ یعنی بنا لیا قوم موسیٰ نے پیچہے اوسکے
اپنے زیورون سے ایک بچہڑا کہ وہ ایک دہڑ تہا جسمین چلانا گاے کا تہا اوسکے سامنے سب
کہڑے ہوکر ناچتے اور وجد کرتے تہے تو یہہ طریقہ کافر کا ٹہیرا جیسا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ الرقص اثم کبیر لا یقاس بہ اثم اور یہہ اسلئے فرمایا کہ راگ
اور گانا حرام ہی بالاتفاق فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے من صلی
خلف مبتدع فقد هدم الاسلام فقہا نے کہا ایسے شخص کے حال مین کہ وہ
اوسی قوم مین کا ہی جو مشہور ہی ناچنے اور تالیان بجانے مین تو نہین جائز ہی اونکے پیچہے

نماز پڑھنا یا اونکو امام بنانا اور اگر نادانستہ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھ لے تو نماز کا اعادہ کرلے غریب الفوائد مین لکھا ہی کہ نماز ہر نیک کار اور بدکار کے پیچھے روا ہی بشرطیکہ گناہ کو گناہ جانے اور جو شخص گناہ کو حلال جانے وہ کافر ہو جاتا ہی اوسکے پیچھے روا نہین اگر سہو سے پڑھ لے تو اوسکا پھیر لینا ضرور ہی چنانچہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ نے عوارف المعارف مین لکھا ہی کہ ایک قوم کہتی ہی کہ جبرئیل علیہ السلام حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس بشارت لائے کہ تمہاری امت کے فقیر اغنیا سے پانچ سو برس پہلے بہشت مین داخل ہونگے آپ خوش ہوئے اور فرمایا کہ اس مجمع مین کوئی ہے کہ شعر عربی زبان مین پڑھے ایک اعرابی نے یہہ دو شعر پڑھے قطعہ

قد لسعت حیۃ الھوی کبدی	فلا طبیب لھا ولا راقی
الا الحبیب الذی شغفت بہ	فعندہ رقیتی وتریاقی

اسکا ترجمہ نظم اردو مین یہہ ہے قطعہ

ڈسا ہے مار محبت نے یہہ جگر میرا	طبیب ہیگی سے خالی ہی جسکے سب آفاق
مگر وہ دوست کہ جسپر فریفتہ ہون مین	اوسی کے پاس ہے افسون میرا وہی تریاق

یہہ سنکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین وجد مین آئے یہانتک کہ چادر مبارک پیغمبر علیہ السلام کے دوش مبارک سے جدا ہو گئی رسول اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اوس چادر مبارک کو چار سو ٹکڑے کر کے صحابہ کو تقسیم کر دیئے پھر حضرت معاویہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہہ کیا خوب بازی ہی یہہ حدیث راویان حدیث کے نزدیک صحیح نہین موضوع ہی اور یہہ سب افترا ہی اور ایسی حدیث کی نسبت سرور کائنات اور صحابہ کیطرف کرنا کفر ہے اور اگر بالفرض

صحیح بھی ہو تو ہم کہتے ہین کہ ابتدار نبوت مین شراب کا پینا بھی تو مباح تہا بعد اسکے حرام ہوا شراب بھی پیا چاہیے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایک روز منادی کرائی کہ جو شخص کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہیگا اوس کیواسطے بہشت واجب ہو جاویگی امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منع فرمایا اور موافق منع کے وحی آئی اور جنگ صفین مین عصر کی نماز خدا تعالے کے حکم سے معاف ہو گئی تہی ہم بھی عصر کی نماز نہ پڑہین ایسے ہی ابتدار نبوت مین بعض چیزین مشروع تہین آخر نبوت مین عمل اونکا منسوخ ہو گیا حالانکہ تمام قرآن مجید حق ہی ہمنے مانا کہ بزعم اوس قوم کے حضرت سید الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام عمر مین ایک مرتبہ وجد کیا اور بدعتی ہمیشہ کرتے ہین تو معلوم ہوا کہ انکے حالات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حالات سے زیادہ ہین تو واضح ہو کہ اگر یہ احوال غلبہ استغراق محبت وعشق سے ہی تو جو عشق ومحبت کہ بے معرفت اور علم اللہ کے ہو اوسمین خیال باطل ورا اوہام فاسد پیدا ہوتے ہین اور غلبہ محبت وعشق یکن بے اختیاری نقصان طریقت ہی اسواسطے کہ یہ ابتدا کا حال ہی اگرچہ عشق رحمانی ہو اور اگر عشق شیطانی ہے تو اوسمین بے اختیاری وبا اختیاری دونون برابر ہین اسواسطے کہ عشق رحمانی مین عشق کا پوشیدہ رکہنا فرض ہی بموجب من عشق وکتم وعف ومات فہو شہید کے پنہان رکہنے سے معرفت اور علم الہی تعالے اور مشاہدہ اور تجلیات حاصل ہوتے ہین اور اگر یہ احوال غلبہ مشاہدہ سے ہین تو مشاہدہ مین جسم کی حرکت حرام ہی اور صاحب تمکین کو جسم کی حرکت نہین ہوتی وتری الجبال تحسبہا جامدۃ الخ سے یہی مراد ہی اور صاحب تلوین کو کہ یہ مقام تمکین سے نیچے درجے کا ہی تحمل کرنا فرض ہی کہ اوسکی برکت سے مقام تمکین کو پہونچے جو

مقام مستقیم انبیا علیہم السلام کا ہی اگر کوئی کہے کہ مقام انبیا علیہم السلام سے یہہ نسبت
کرنا کیسا تو ہم کہتے ہین کہ جب آدمی ظاہر و باطن مین تابع رسول مقبول صلی اللہ علیہ و
آلہ و اصحابہ وسلم کا اور خوشہ چین اوسی جناب پاک کا ہوا کہ یہہ بھی معجزہ نبی کا ہی تو
متبوع سے تابع کو فیض پہونچتا ہی اے عزیزو اور اے دوستو وجد سماع کے باب مین مجھکو
ایک بڑا تجربہ حاصل ہوا ہی اور وہ یہہ ہی کہ ایک شب مینے خواب مین دیکھا کہ لوگ مجھکو
کہتے ہین کہ تو کس واسطے وجد و سماع نہین کرتا ہی تو نہین دیکھتا ہی کہ خانہ کعبہ کا طواف
وجد و سماع ہی اور یہہ طواف کچھ پتھرون اور دیوارون کا نہین ہی بلکہ کعبۂ حقیقی
کا ہی اور کعبۂ حقیقی سب جگہہ ہی مین اونکے کہنے سے ساکت اور خاموش ہو رہا ناگاہ
تائید الٰہی سے ایک الہام ہوا کہ یہہ جماعت شیطانی ہی انسے کہو کہ طواف باہر کعبہ کے
ہوتا ہی اندر نہین ہوتا ہی داخل کعبہ کے طواف حرام ہی یعنی اندر تو نماز ہی ہو جب الصلوٰۃ
معراج المومنین اور المصلی یناجی ربہ سے یہی اشارہ ہی پس پروردگار کے پاس
معراج اور اوس سے راز کہنا بہتر ہی سب کامون سے تمنے نہین دیکھا ہی کہ جب تک پانی
دریا کے باہر ہے کس جوش و خروش مین ہوتا ہی اور جب داخل ہوا کیسا ساکت اور
خاموش ہو جاتا ہی پھر بھی اس گفتگو سے وہ جماعت خاموش ہوئی اور کہا کہ تمہارا
قول صحیح ہی امیر کبیر سید علی ہمدانی قدس سرہ رسالہ درویشیہ مین فرماتے ہین کہ مرید کی
بے دولتی کا نشان یہہ ہی کہ گمراہی اوسکی راہ بند کر دیتی ہی یہانتک کہ وہ تقییدات
رسمی کا مقید ہوتا ہی اور اوسکے کام خیر و سعادت کیطرف سے بند اور تسویلات باطلہ
یعنی بات بنانا اور آراستہ کرنا اور رمز خرافات یعنی ملمع کے اقوال فاسدہ سے راہ حق
کی اوسپر مسدود ہو جاتی ہی اور اوسکی راہ بدعت و گمراہی کے کانٹون سے بھر جاتی ہی

اور دنائت ہمت اور خساست کا تخم اوسکے دلمین بوتی ہی اور اوسکا باطن حرص
و ہوا اور حسد کی نجاست سے پلید ہوجاتا ہی لیس الخبر کالمعائنۃ یعنی کور باطن
اہل باطن کے کب برابر ہین ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ جو اس زمانہ کے پیرون
اور مریدون کے حال کو دیکھ لو کہ کسطرح مکر او تلبیس کی دوکان آراستہ کرکے اونکا
نام فقیری رکھا ہی اشقیا نے لباس اولیا کا پہنا ہی مردود مقبول بنگئے اور دین کی رہ کے
غولون نے ارباب یقین کی صورت پکڑی ہی زندیقی اور الحاد انکا شعار ہی ضد شریعت
اور فساد انکا دثار ہی وجد و حالت انکی سماع اور رقص اور بازی آور آداب صحبت انکا
بدعت اور ضلالت ہی اور بے حضوری نماز ہی انکی مجلس کی زینت دف و نے اور رباب انکی
خوش آوازی دولت دنیا کا حصول اور راحت نفس انکی سرفرازی رابطہ قلب کا خلق
کے ساتھ برائی کارسازی مذہب انکا مناقشہ اور جنگ اسرار خلوت انکا خیانت اور ننگ
فخر انکا تحصیل حرام اور گدائی عزت انکی بے شرمی و بیحیائی ایک جماعت عوام جاہل کا لانعام
ضال و مضل کے فریفتہ اور انکی تلبیس اور عشوہ کے شیفتہ ہین آیاحت اور کفر کا نام
طریقت اور فقر رکھا ہی اور حقایق و احکام دین و اسلام سے بیگانہ ہوگئے ہین حضرت صمد
جل جلالہ مجمع قیامت مین حکام اور قضات اور ائمہ اہل اسلام سے پوچھیگا کہ تمنے ان لوگون
کے رفع و دفع خرابی مین تقصیر اور سستی کیون کی چنانچہ فرمایا نبی علیہ السلام نے اذا
ظھرت البدع وسکت العالم فعلیہ لعنت اللہ اسواسطے کہ استحکام قواعد اسلام
اور بنا ایمان کا قلع و قمع بدعت اہل ضلالت کا اور رعایت اور حمایت حدود شرعی کی
انپر واجب ہے مگر جو اس زمانہ مین وہ لوگ بادشاہ کہلاتے ہین کہ علم دین سے بے نصیب
اور سب لہو و لعب کیطرف منصرف فسق و فجور جنکا مذہب ظلم و شرک جنکے منہ اجب بندے

نفس کے اسیر ہیں اور ہوس کے فاسقون فاجرون کی صحبت سے مانوس دنیا رفانی کو بہشت اپنی جانتے ہین فرمان خدا ورسول کو کم مانتے ہین تناقشات ظلامی اور مجادلات کلامی کا علم نام رکھا ہو فرخرفات منطقی اور واہیات فلسفی کو وسیلہ شہرت وجاہ کیا اور دین کے علم کے حقایق سے کہ وہ معرفت کتاب وسنت ہی ہو منہ پھیرے ہوئے اسیواسطے اہل بدعت وضلالت جہان ہین کثرت سے ہو گئے اور بد مذہبون نے اطراف عالم مین قوت پکڑی دین اسلام کی روشنی بجھہ گئی اور طریق شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مندرس اور کم ہو چلا اہل اللہ اور صاحب دل ان تردامنون نامسلمانون کی شرم سے اور ان درویش صورتون کافر سیرتون کی وحشت سے خلایق کی نظر سے پوشیدہ ہو گئے ہین اور غربت کا موہنہ دیوار عزلت کیطرف لائے ہین اور اپنا زمانہ اس مصیبت کے غم مین بسر لیگئے ہین **فرد**

کہان وہ دل کہ جسین کچھ صفا ہو	کہان وہ شخص ہے جو با وفا ہو

مفتاح النجات مین شیخ الاسلام قدوۃ الرجال زبدۃ الابدال قطب الاقطاب غوث الخلق ابو نصر احمد بن ابی الحسن نامقی لائے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ آویگا آدمیون پر ایک وقت کہ انکار کیا جاویگا حق اوسوقت مین دس دہائیون مین سے بہت سی دہائیان یعنی چھہ سے نو تک حق بات کا انکار کیا جاویگا باقی مان لیا جاویگا تو نہ بچیگا اوسوقت کے فساد سے مگر مرد مومن کامل یا مومنہ کاملہ عورت بیشک اے یارو میرے تمہارے زمانہ کے بعد صبر کے دن ہونگے یعنی اوسوقت بڑا صبر اور استقلال درکار ہوگا تب ایمان ثابت رہیگا سو جو شخص نیک عقیدہ اور نیک راہ پر ہوگا اونمین سے جیسے تم ہو تو اوسکو پچاس شخصون کی

عبادت کا ثواب ملیگا یارون نے پوچھا یا رسول اللہ ان میں سے پچاس جیسے فرمایا بلکہ
تم میں سے اسبات کو صحابہ نے تین بار پوچھا آپنے بھی تین بار جواب دیا پھر آپنے فرمایا کہ
لوگوں پر ایکسا زمانہ آویگا کہ جو حق بات کا مقر ہوگا وہ نجات پائیگا عرض کیا یا رسول اللہ
پھر اوسوقت مین کام اور عمل کا کیا حال ہوگا فرمایا اوسوقت مین کوئی عمل نہوگا جو شخص
حق بات یعنی شریعت کا مقر اور تابع ہوگا وہی نجات پائیگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم جانتے تھے کہ اوس زمانہ مین بدعت اور بطالت کو لوگ حق جانینگے
اور حق اور حقیقت کے منکر ہون گے لاکھوں کندہ ناتراش دعوی کمال کا کر کے
خلق کو نماز و روزہ بے اصل و بیفائدہ کیطرف مائل کرینگے راہ حق سے پھیرین گے
آور حال اوسکا یہہ ہوگا جیسا کہ حق تعالے نے فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ اٰمَنَّا
بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ط فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم نے آخر زمانہ مین ایک قوم ہوگی کہ وہ لوگ بڑے عابد مشہور اور
صلاح کا لباس پہنے ہونگے اور حقیقت مین منافق ہونگے اور خدا تعالے کی نظر اونکی
طرف غصہ کی ہوگی عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ وہ لوگ کون ہونگے فرمایا کہ اوس
قوم کی خوشی اور نمایش اونکے لباس ہی مین ہے یعنی وہ لوگ فقط لباس ہی بزرگوں
کا پہنے ہونگے اور پہچانے نہیں جاتے ہین مگر وہ جب کسی سے طمع کرتے ہین تب وہ شخص
اونکو معلوم کرتا ہے اور حقیقت ایمان سے اونکو کچھہ نصیب نہوگا اور دل اونکے خراب
اوس ویرانہ کے مانند ہونگے کہ جسمین کوئی قیام نکر سکے اور شیطان کے ایسے تابعدار
ہونگے کہ وہ بھی تعجب مین ہوگا جیسا اللہ تعالے فرماتا ہے وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ
بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ فرمایا پیغمبر علیہ السلام نے کہ میری امت مین ایک قوم ہوگی

کہ اونکی عبادتین فقط اونکی باتین ہونگی اور منافقون کے سے کام کرینگے اور آدمی کو بلاوینگے
اوسکی طرف جسکو آپ تمام آدمیون سے زیادہ چھوڑنیوالے ہونگے اور باز رکہین گے لوگونکو
اوس چیز سے کہ یہہ آپ اوسکے سب سے زیادہ کرنیوالے ہونگے اور یہہ لوگ نہونگے اولیاء اللہ
ہین سے اور نہ اولیاء اللہ اونمین سے اور جب تو اونکو دیکہیگا تو اونکا حال نہایت مشابہ
انبیا کے حال سے پائیگا اونکے ظاہر کی خوبی اور آراستگی کے سبب تیہہ وہ لوگ ہین کہ
اللہ تعالےٰ اونکے کام ہرگز قبول نفرمائیگا اور نہ عذر اونکا پذیرا ہوگا اور اوٹہائیگا اونکو
اللہ تعالےٰ قیامت کے دن قبرون سے جیسے کافرونکو اوٹہائیگا خرابی اوسکی جسنے اونکے سی
کام کیے اے عزیز اللہ تعالےٰ کے سب حقونکو قبول کرنے کو ایمان کہتے ہین آمنت باللہ
کما ھو باسمائہ وصفاتہ وقبلت جمیع احکامہ سے یہی مطلب ہے خدانخواستہ اگر اونمین
سے کسی حکم کا اقرار نکرے تو ایمان نرہے اور اگر عملت جمیع احکامہ ہوتا تو بڑی مشکل
ہوتی قبلت جمیع احکامہ سے بہت آسانی ہوگئی یعنی سمعنا واطعنا اوس سے مراد ہے
اگر آدمی کے عمل مین خلل واقع ہو تو ایمان مین ضعف ہوجاتا ہی لیکن ایمان باقی رہتا ہی
اور اگر قبولیت احکام مین خلل پڑے تو ایمان نہین رہتا ہی اس حدیث سے غرض یہہ ہی کہ
آدمی جو کچھہ کرے اور کہے اصل سے کہے اور جو کچھہ تلاش کرے معدن اور کان سے تلاش
کرے اور وہ معدن اور کان قرآن وحدیث ہی مفتاح النجاۃ مین شیخ الاسلام قدوۃ الاقطاب
غوث الحق ابو نصر احمد بن نامقی فرماتے ہین کہ اے میرے عزیزو اور دوستو تمکو اس راہ مین
بہت تجربہ پڑا ہوگا مجھکو تو اونسٹھہ برس سے ایک کام مین ڈالا ہی اور اسقدر اس راہ کی بہلائی
اور برائی مجہپر ظاہر ہی اگر مین ظاہر کرون تو کسیکو یقین نہو شاسخان طریقت اور پیشوایان
کا حال تم سے کیا کہون اور اپنی پردہ دری کیا کرون میری نصیحت مانو اور میری بات

سنو کہ یہہ کام اسطرح سے درست نہین ہونیوالا جو لوگ دعوی کی راہ سے نعرے مارتے ہین
اور سر ہلاتے ہین اور پاکوبی کرتے ہین اور چلاتے اور چیختے ہین اور صاف ان کہتے ہین یہہ
باتین اور حرکتین ہرگز نہ کبھی رسول مقبول نے کین اور نہ یارون نے ہم اولیا کے حالات
کے منکر نہین ہین لیکن یہہ احوال اولیا کے نہین ہین بلکہ اشقیا کے ہین کسی سے تمنے سنا ہی
کہ درویشان اہل صفہ اور تابعین کا یہہ پیشہ تھا اور انہون نے اپنا شب و روز اس
طور پر گذارا فرمایا پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے استماع الملاہی معصیۃ والجلوس فیہا
فسق والتلذذ بہا کفر اور لذت لینا جو اس حدیث مین مذکور ہی یہہ ہی کہ نعرہ مارے یا
پاکوبی کرے یا سر ہلاے یا ہاہو کرے یا اف یا اور اسیطرح حرکتین کرے ایسی باتین کفر ہین فرمایا
اللہ تبارک وتعالے نے وَزَیَّنَ لَہُمُ الشَّیْطَانُ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْن چنانچہ روایت ہی
ولو قال ان سماع الغناء من الدین او انفع القلوب من القران کفر اگر کوئی سنکے
باجا بجانے والیکا باجا یا ناچنے والیکا ناچ دیکھکر کہا کیا خوب یا سبحان اللہ تو کافر ہوگیا ابو الشکور
سالمی تمہید مین لکھتے ہین کہ جو شخص لہو ولعب اور رقص اور شعر مکروہ کو حلال جانے کافر ہوجاتا
ہی اسواسطے کہ حرام ہونا ان چیزون کا آیت وحدیث واجماع امت سے ثابت ہی اور سب پیغمبرون
کو اسکی ممانعت تھی اگر کوئی کہے کہ انبیا علیہم السلام کیواسطے مشاہدہ نتھا یا مشاہدہ اور استغراق
کے وقت مین بیہوش اور مختل ہی کبھی ہوجاتے تھے یا حریص اور دنیادار تھے کافر ہوجایگے
اسواسطے کہ مسلمان کا ایمان ایسے عقیدہ سے نہین رہتا ہی امیر کبیر علی ہمدانی ذخیرۃ الملوک
مین لکھتے ہین کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ قیامت کو اللہ فرماویگا
اے آدم اپنی اولاد مین سے جو دوزخ کے قابل ہون انکو علیحدہ کرو عرض کرینگے یا الہی کتنے
الگ کرون حکم ہوگا کہ ہزار مین سے نوسو ننانوے دوزخی الگ کرو یہہ لوگ بحساب دوزخ مین

ڈالے جاوینگے اسواسطے کہ ان لوگون نے محاسبۂ نفسانی نہین کیا ہی اور سنت پر بدعت و گمراہی کو اختیار کیا ہی اوسی شوخی اور ہوائے نفسانی سے ان بید ولتونکو اونکا نفس خبیث ذو خیر لیجاویگا بیحساب جسوقت یہہ حکم ہوگا تو اوسکے سننے سے لڑکے بوڑہے ہوجاوینگے اور حاملہ عورتون کے حمل گرجاوینگے اور آدمی مستون کیطرح نظر آئینگے حالانکہ مست نہونگے لیکن جو عذاب خدا تعالے کا سخت ہی اس سببسے مست معلوم ہونگے احیار العلوم مین لکہا ہے کہ بدعتی کافرون سے بدتر ہین کافرون کو تو دیار اسلام مین چہوڑ دینا مضائقہ نہین کہ وہ جزیہ دیتے ہین اور اوسمین مسلمانون کا نفع ہی اور ان بدعتیون کو تو دیار اسلام مین ہرگز رہنے نہ دے کہ انکے رہنے مین خلق کے دین اور دنیا کا نقصان ہی حکام اسلام کو واجب اور لازم ہی کہ ان لوگون کو نیست و نابود کردین اگر کسی بدعتی کی بدعت کفر کو نہ پہونچی ہو تو بہی وہ کافر سے بدتر ہی اسواسطے کہ اوسکی بدی اورونکو پہونچیگی اور کافر کی بدی سے اتنا نقصان نہین ہی اسواسطے کہ کوئی مسلمان کافرون کے کفر کا معتقد نہین ہے اور نہ کافر کو دعوی قرب و منزلت کا ہی اور یہہ بدعتی تو لوگونکو بدعت کیطرف دعوت کرتا ہی اور قرب و منزلت کا دعوے کرتا ہی اور اپنے گمان مین جانتا ہی کہ یہہ میرا طریقہ حق ہی اور مین حق کیطرف خلق کو دعوت کرتا ہون پس بدعتی گمراہی خلق کا سبب ہوتا ہی مشکوۃ شریف مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ آخر زمانہ مین ایک گروہ ہوگا مکار فریبی دروغگو حدیثین جہوٹی کہ تمنے اور تمہارے باپ داذون نے کبہی نہ سنی ہونگی تمہارے پاس لائینگے جب یہہ حال ہو تو تم اپنے نفس کو اونسے اور اونکو اپنے نفس سے دور رکہو کہ وہ تمکو گمراہ نکرین اور فتنہ اور فساد مین نہ ڈالین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے

کہ قیامت کو ایک فرشتہ ندا کریگا کے بدعتیو اٹھو تو بدعتی اٹھینگے روسیاہ اور سبز آنکھیں انکی اونسے بہتا ہوا ایسے ہوتے ہونگے کہ دیکھنے والونکو کراہت آویگی پھر بدعتی کہینگے اے خدا تیرے عزت اور جلال کی قسم ہی کہ ہمنے کسی آفتاب اور ماہتاب اور پتھر کو سوا تیرے نہین پوجا تب حکم خدا ہوگا کہ تمنے رسول کی سنت کے خلاف کیا ہی اسواسطے تمکو یہہ عذاب ہی فرمایا امام قشیری رحمہ اللہ نے جو باطن کہ اوسکے مخالف ہو ظاہر شریعت تو باطل ہی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کل طریقۃ ردتھا الشریعۃ فھی زندقۃ فرمایا فقہا اور عارفین نے جو لوگ آنکھیں ناچتے اور تکلف وجد کرتے ہین دین واسلام مین ہوکر وہی ہین گمراہ جنکے حق مین اللہ تعالے نے فرمایا وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِن قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ اور فرمایا وَإِنَّ كَثِيرًا لَّيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِم بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ اور فرمایا وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ خداوند کریم ہمکو اور تمکو متابعت سنت وجماعت نصیب کرے اور دین کی راہ راست پر چلنا روزی کرے

آمین آمین یارب العالمین

تیرہوان باب راگ اور باجون اور آواز خوش کے سننے کی برائی کے بیان مین

اور وہ دو وجہ سے منع ہی ایک منع ہونا اسکا از روے ذوق اور حالت اور واقعات اور تصوف اور طریقت اور حقیقت کے ہی اور دوسری ممانعت اوسکی از روے آیات اور احادیث اور روایات کے ہی جو از روے آیات اور احادیث کے نادرست ہے وہ یہہ ہی کہ فرمایا اللہ تبارک وتعالے نے وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ اور فرمایا پیغمبر

علیہ السلام نے ما منکم من احد الا وکل اللہ بہ قرینہ من الجن وقرینہ من الملائکۃ قالوا وایاک قال نعم ولیکن شیطانی اسلم اے عزیز اللہ نے ہر شخص کے ولمین دو چیزین رکہی ہین ایک روح ایک نفس روح کا موکل ایک فرشتہ ہی جسکو لمہ ملکی کہتے ہین اور نفس کا موکل شیطان ہی جسکو لمہ شیطانی کہتے ہین اگر طاعت اور عبادت اور ریاضت اور اذکار اور افکار سے تزکیہ نفس حاصل ہوا تو اوسکا شیطان بہی جو اسپر موکل ہے تزکیہ پاتا ہی چنانچہ عالم کا شیطان بہی عالم ہوجاتا ہی واسطے فریب دینے اوس عالم کے اور جسکو علم باطن حاصل ہوتا ہی اوسکا شیطان بہی حاصل کرتا ہی ایسے ہی اگر کوئی تصفیہ دل حاصل کرے نفس اور شیطان اوسکا بہی تصفیہ پاتا ہی اسواسطے کہ موحد سے ملحد ہی پیدا کرے ایسے ہی اگر کسیکو تجلیہ روح حاصل ہوا اوسکا شیطان بہی تجلیہ روح پاتا ہی اسواسطے کہ تجلیات روحانی اور رحمانی کے ساتھہ تجلیات شیطانی ملاکر عجب اور غرور پیدا کرے اور تجلیات روحانی اور رحمانی سے عذر تقصیر اور پستی اور ندامت اور عجز و زاری پیدا ہوتی ہی فرمایا اللہ تعالے نے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء فرمایا پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے اذا تجلی اللہ لشیئ خضع لہ الغرض ابتدا سلوک سے انتہا تک نفس و شیطان ساتہہ رہتے ہین یہانتک کہ الہام اور وسوسہ مین فرق مشکل سے ہوتا ہی اسواسطے کہ الہام حق تعالے کیطرف سے ہوتا ہی اور وسوسہ شیطان کی جانب سے اگر موافق کتاب وسنت کے ہو وہ الہام ہی ورنہ وسوسہ جانو مصنف نے کتاب مفتاح القلوب مین اسکو شرح اور بسط سے لکہا ہی حضرت موسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو اللہ تعالی نے وحی کی کہ جبتک شیطان کو مردہ نہ دیکہو اوسکے مکر سے بے اندیشہ نہو جیو اور جبتک اپنے دونون پاؤن بہشت مین نہ دیکہو میرے قہر سے بیخوف نہونا حضرت ابراہیم

علیہ السلام نے بیٹے کی قربانی کیواسطے خواب مین دیکھا تو قربانی کرنے مین توقف کیا اسواسطے کہ کہین وسوسہ نہو اسواسطے اوس دن کو ترویہ کہتے ہین یعنی فکر کرنے کا روز کہ آٹھوین ذالحجہ کی ہی دوسرے روز پھر ویسے ہی دیکھا اوس دن کو عرفہ کہتے ہین یعنی اوس روز جانا کہ الہام آلہی ہی الحاصل نفسانیت اور شیطانیت تو بغیر عرفان کامل اور الہام ربانی کے معلوم نہین ہوتی اسیواسطے اللہ تعالے نے ہر کام کے شروع مین اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور اتباع ظاہری اور باطنی نبی علیہ السلام کیواسطے امر فرمایا قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ ایسے ہی ابتدا سلوک سے انتہا تک شیطانی چیزین دیکھی جاتی ہین اور انکی لذت چکھی جاتی ہی اور لذت اسکی اوسکا حجاب ہوجاتی ہی آدمی جانتا ہی کہ رحمانی ہی اسیواسطے اللہ تعالے نے جو چیز کہ نافع ظاہر و باطن ہی قرآن مجید مین فرمائی ہی وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ اور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور خلفاء راشدین نے اوسپر مواظبت فرمائی اور اہل سنت وجماعت کے امامون اور مجتہدون نے ترجیح دی ہی سالک کو چاہئے کہ ابتدا سے انتہا تک شرع کے مخالف نہ چلے اسواسطے کہ اول سلوک سے آخر تک تجلیات شیطانی اور رحمانی کا فرق اور وسوسہ اور حقیقت ذات وصفات اور عین ذات وصفات اور غیر ذات کہ شریعت اور طریقت اور حقیقت کے فروع واصول ہین خدا اور رسول نے بخوبی فرمادیا ہے اور مجتہدون نے تحقیق کیا ہی پس جو شخص خلاف شرع کو اپنے اوپر لازم پکڑے اور سمجھے کہ اس راہ سے مین خدا کو پہونچونگا وہ دوزخی ہی اور شیطانی بموجب ارشاد اللہ تبارک وتعالے کے وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ

مذہب صحیح یہہ ہی کہ آیہ شریف ایسے نافرمان کے حق مین ہی جو حرام کو حرام جانے اور حلال کو حلال پہر کیا حال ہوا اوسکا جو حرام کو حلال سمجہے اور فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے لو رایت رجلا یمشی فی البحر ویطیر فی الھواء ویترک فرضا من فرایض اللہ وسنۃ من سنن رسول اللہ وھو ملعون جب تجہکو یہہ معلوم ہوا کہ تزکیہ نفس اور تصفیہ دل اور تجلیہ روح سے شیطان آدمی کا کہ آدمی پر موکل ہی اوسکو ایک تجلیہ اور تصفیہ حاصل ہوتا ہی تو بالیقین جاننا چاہیئے کہ جو کچہہ خلاف شرع ہی خواہ باذوق ہو خواہ بے ذوق وہ سب شیطانی ہی رحمانی نہین خصوصاً راگ اور باجے کہ باجماع واتفاق امت حرام ہین فرمایا اللہ تعالے نے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ آخر زمانہ مین میری امت سے ایک قوم کو بندر اور خوک کیصورت پر کردینگے اصحابون نے عرض کیا کہ وہ خدا تعالے کی وحدانیت اور آپکی رسالت کے قائل ہونگے فرمایا ہان روزہ بہی رکہتے ہونگے اور نماز بہی پڑہتے ہونگے اور زکوٰۃ بہی دیتے ہونگے اور حج بہی کرتے ہونگے اصحابنے عرض کیا کہ پہر کس سببسے اونپر یہہ وبال ہوگا ارشاد ہوا یہہ لوگ راگ گانیوالے اور راگ سے صحبت اور الفت رکہتے ہونگے اور باجے اور دستک بجاینگے غور کرنا چاہیئے کہ یہہ حال اون لوگون کا ہی کہ حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانتے ہونگے اور جو لوگ کہ حرام کو حلال جانین اونکا کیا حال ہوگا چنانچہ ذخیرہ اور جملہ کتب فقہ مین مسطور ہی کہ جو مرد وعورت کہ راگ گاتے ہین اونکی گواہی شرع مین درست نہین اسواسطے کہ پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اونپر لعنت کی ہی لعن اللہ المغنیان

والمغنیات وسامعیا فرمایا اللہ تعالے نے واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم جسوقت کہین راگ سنتے تھے تو انگشت مبارک کانون مین کرلیتے
تھے ذخیرہ مین مذکور ہی کہ اگر کوئی کہے کاش ہمشیر کے ساتھہ نکاح یا شراب حلال ہوتی تو
کافر نہین ہوتا ہی اسواسطے کہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت مین ہمشیر
کے ساتھہ نکاح حلال تھا اور ہمارے حضرت کے ابتدائے نبوت مین شراب بھی حلال تھی اگر
کوئی کہے کاش کہ زناکاری اور راگ اور باجے حلال ہوتے تو کافر ہوجاے اسواسطے کہ
کسی پیغمبر کے وقت مین یہہ چیزین روا نہین فرمایا اللہ تعالے نے قَالَ اذْهَبْ فَمَن
تَبِعَكَ مِنْهُمْ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ تک یعنی فرمایا شیطان سے
کہ تو میرے دائرہ رحمت سے باہر نکلجا جو شخص تیری تابعداری کرگیا اوسکا پورا بدلہ
دوزخ ہی تبکا آدمیون کو تجھہ سے جہانتک ہوسکے اپنی آواز سے یعنی راگ اور باجون
اور تعینات کر اونپر اپنے سوار اور پیادے اور سا اونکے مال اور اولاد مین شریک ہوکہ
حرام مال جمع کرین اور اولاد بھی حرام ہو نقل ہی کہ ایکروز حضرت عبداللہ تستری
کی شیطان سے ملاقات ہوئی شیخ نے پوچھا کہ اے شیطان تو آدمیون کو کس چیز سے
فریب دیتا ہی کہا دنیا سے لیکن اہل تصوف نے جو دنیا کو ترک کیا اونکو ایک لطیفہ سے فریب
دیتا ہون شیخ نے کہا وہ کیا لطیفہ ہی کہا آواز خوش کہ مین آواز خوش کے ساتھہ اونکے
دلون مین دخل کرکے وہم وخیال باطل ذات باری کیطرف سے اونکے دلون مین پیدا
کرتاہون تو بدرد اون اور بام کو باعث قرب خدا تعالے کا جانتے ہین تمہید مین مذکور ہے
کہ ایک بزرگ صحابی نے خواب مین دیکھا کہ مسجد نبوی مین پیشاب کرتا ہون خوف سے جاگے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے عرض کیا حضرت نے فرمایا کہ کوئی بدعت

تمنے اختیار کی ہی او نہون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ تمنے کوئی بدعت نہین اختیار کی ہے
لیکن آجکل میرے دلکو آواز خوش سننا پسند آتا ہی ارشاد ہوا کہ دل خدا کا گھر ہے اور محل
معرفت اور مشاہدے اور تجلیات اور علم خدا کا اوسمین نجاست بدعت نامشروع لانا حرام
ہی اور اونکو آواز خوش سننے سے منع فرمایا وہ صحابی پشیمان ہوئے اور توبہ کی حدیث
مین آیا ہی کہ ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم خطبہ فرماتے
تھے ایک مرد نے آہ کھینچی حضرت نے فرمایا کہ یہہ آہ کھینچنا تیرا دو وجہ سے خالی نہین یا تو از روے
ریا کے ہی کہ لوگ جانین کہ محبت حق تعالے کی اوسکو بہت ہی یا خدا کو دور جانتا ہی کہ بے
آہ کھینچے وہ نہین سُنے گا اگر پھر کھینچے گا تو میرے دین سے باہر ہو جاویگا یہان پر انصاف کرنا
چاہیے کہ جہان سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے تو واعظ ہون
اور اصحاب رضی اللہ عنہم سے نرم دل سننے والے تو وہان چاہیے کہ واویلا بہت ہو باوجود
اسکے ممانعت فرمائی چنانچہ خاندان نقشبندیہ مین یہہ دستور ہی کہ جو کوئی حالت استغراق
مین آہ کھینچے اوسکو بموجب طریقت مارنا چاہیے حدیث مین آیا ہی کہ ایک بڑے صحابی رضی اللہ
عنہ اپنے باغ مین بیٹھے حق تعالے کی یاد کرتے تھے اوسکے ایک درخت پر ایک مرغ آبیٹھا اور
خوش آوازی سے بولنے لگا اون صحابی کا دل اوسکی آواز کیطرف مائل ہوا اور ایک مزہ
پایا یہہ حال ایک زمانہ تک رہا کہ دفعتہً وہ مرغ اوڑ گیا اور اون صحابی کا حضور جو خدا کی یاد
مین تھا باقی نرہا ہرچند سعی کی کچھہ فائدہ نہوا اونہون نے حضرت کی خدمت مین حاضر
ہو کر کیفیت عرض کی ارشاد ہوا کہ تمنے بڑا گناہ کیا اسکا کفارہ کیا دوگے عرض کیا جو حکم
ہو فرمایا وہی باغ خیرات کر دو تب کفارہ ادا ہو غور کرنا چاہیے کہ بے قصد مرغ کے آواز
سننا باعث حجاب حضور خدا کا ہوتا ہی پس جو لوگ قصداً آواز دمکار رنگ کہ خلاف شرع ہون

سنین اور اوسکو سبب قرب خدا جانین۔ اونکا کیا حال ہوگا واضح ہو کہ جب خدا تعالے
کی محبت کمال کو پہونچتی ہی تو حضور اور مشاہدۂ دائمی حاصل ہوتا ہی اور ایکدم مشاہدہ سے
فارغ نہین ہوتا ہی اور حق تعالے کی محبت حاصل ہوتی ہی اور کوئی چیز اوسکو مطلوبات
کونین سے خوش نہین آتی ہی گو وہ چیز مباح ہو اور اگر خوش آئے تو محبت مین نقصان ہی
اگرچہ وہ شخص مستجاب الدعوات ہو حدیث مین آیا ہی کہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ
والسلام نے مرغ سے مینہہ برسنے کیواسطے دعا چاہی اونکی دعا سے مینہہ برسا حق تعالے کیطرف
سے آواز آئی کہ اے موسیٰ مرغ مین ایک عیب ہے کہ نسیم صبح کو دوست رکھتا ہی اور میری محبت
مین غیر کی دوستی حرام ہی نقل ہے کہ زمانہ سابق مین ایک زاہد جنگل مین مدت سے عبادت
کرتا تھا اتفاقاً وہان کسی درخت پر ایک مرغ کا گھونسلا تھا اور وہ اوسمین آواز خوش سے
بولا کرتا تھا اور یہہ زاہد اوس درخت کے نیچے سنا کرتا تھا اوسوقت مین جو پیغمبر تھے اون کو
وحی آئی کہ فلان زاہد کو کہدو کہ تونے آواز خوش سے دوستی کی ہی ہماری درگاہ سے
دور ہوگیا پوشیدہ نرہے کہ عشق دو طرح پر ہی عشق شیطانی اور عشق رحمانی عشق رحمانی
تجلیات رحمانی سے پیدا ہوتا ہی اور موافق شرع کے عبادت اور حلال کھانے سے وہ عشق زیادہ
ہوتا ہی اور عشق شیطانی تجلیات شیطانی سے ظاہر ہوتا ہی اور خلاف شرع عبادت اور
شبہ اور حرام کھانے سے وہ عشق زیادہ ہوتا ہی نقل ہے کہ حضرت ابراہیم ادہم سے ایک شخص
نے کہا کہ ایک جوان تمام شب بیقرار و بے آرام گریہ وزاری کرتا ہی اور سوتا نہین ہی حضرت
ابراہیم نے کہا کہ مجھے وہان لیچلو لوگ لیگئے تو سننے سے زیادہ دیکھا آپ تین روز وہان ہی
اور سوا پانی کے اور کچھہ نہ کھایا اوس جوان کی خورش کی جستجو کی تو معلوم ہوا کہ شبہ کا طعام
کھاتا ہی فرمایا اللہ اکبر یہہ شیطانیت ہی اور اوس جوان کو اپنے مکان پر لیگئے اور مزدوری

کرکے آپ بھی کہاتے تھے اور اوسکو بہی کہلاتے تھے چالیس روز کے بعد اوس جوان کا
عشق جاتا رہا اور وہ بیقراری اور گریہ وزاری باقی نرہی اوس جوان نے کہا کہ تمنے
کیا کیا کہ میری وہ حالت اور عشق ومحبت نرہی حضرت ابراہیم نے کہا وہ حالت شیطانی تہی
شیطان شبہ کے لقمہ کے ساتھہ تمہارے دلمین دخل کرتا تہا اور حق تعالےٰ کی ذات عالی
کی نسبت تیرے دلمین اوہام باطل وفاسد لاتا تہا اب جو لقمہ حلال تیرے باطن مین پہونچا
شیطان کی راہ مسدود ہوگئی اور جو بات اصل تہی وہ ظاہر ہوگئی جانے انصاف ہے
کہ جسطرح شبہ اور حرام کے لقمہ سے عشق شیطانی پیدا ہوتا ہی ایسے ہی راگ اور باجے اور
آواز خوش سے بہی زیادہ ہوتا ہی تو جو شخص آواز خوش سننے کیطرف متوجہ ہو یقین جانو کہ
وہ شیطانیت ہی اور عالم روحانیت سے اوسکو کچہہ حصہ نہین ہی حدیث مین آیا ہی من ملاء
سمعہ بصوت المغنی حرم اللہ علیہ صوت الرحمٰن اور یہی حدیث مین آیا ہی من
اعطی درہما للمغنی خلق اللہ تعالےٰ امیۃ من النیران خمسون ذراعا ولہا الف
نم فی کل فم الف اسنان تاکل لحمہ وعظامہ الی یوم القیمۃ محیط مین ہے
کہ راگ اور تالیان بجانا اور اونکا سننا سب حرام ہی اور اونکا حلال جاننے والا کافر ہے
اور وہ جو چہوکریون کا گانا حضرت عایشہ کے گہرمین اور حبشیون کے کہیلنے کا قصہ مروی
ہی سو وہ چہوکریان تو شعرین پڑہتی تہین بغیر راگ کے اور حبشی ہتہیارون کے ساتہہ
کہیلتے تہے اور یہہ جایز ہی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل صحیح ہی کہ وہ دونون
چہوکریان گانیوالیان نہ تہین اسلیے کہ اون شعرون کا مضمون انصار کی مدح تہی جہانگیر
کے مقدمہ مین فتاوے جامع مین مذکور ہی کہ راگ اور سننا ملاہی کا اور باجے بجانا اور
رقص سب حرام ہی اور اوسکا حلال جاننے والا کافر ہے اللہ تعالےٰ تو یہ نصیب کرے

جو اوسمین مبتلا ہی اور سنتا ہی ہدایہ اور نہایہ مین مسطور ہی کہ جمیع ملاہی حرام ہی یہانتک کہ
قصب اور مزامیر اور تالیان بجانا اور طنبور اور رباب اور بربط اور چنگ اور دف
اور نائے اور ایسی چیزین اور سننا انکا حرام ہی بموجب قول اللہ تبارک وتعالے کے۔
وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ الخ عذاب مھین تک اور فتاوے
قاضیخان مین مرقوم ہی کہ کھیل کی آواز کا سننا جیسے ڈہول وغیرہ لکڑی بجانا حرام ہی
اور گناہ فرمایا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے استماع الملاہی معصیة والجلوس فیہا
فسق والتلذذ بہا من الکفر اور لذت کہتے ہین نعرہ زنی اور ہاتھ ٹہوکنے اور ان
اون کو کج کرنیکو تو یہ سب حرام ہی مفتاح النجات مین شیخ الاسلام قدوۃ الابدال بدۃ الرجال
قطب الاقطاب غوث الحق ابو النصر احمد بن ابو الحسن نامقی فرماتے ہین جن اشعار و ابیات مین
ذکر زلف اور خال اور بادام چشم اور لالہ رخ وغیرہ کا ہو اور اوسکو سنکے کوئی روئے اور
حلال جانے اور حال لائے کافر ہوجائے اسواسطے کہ اوسکی نسبت حق تعالے کیطرف کہ بیچون
وچگون و بے شبہ و بے مثل و مانند ہی کرتا ہی اور ذات حق تعالے کی علم و فہم سے باہر ہی قال
لا یحیطون بہ علما حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی قدس سرہ ذخیرۃ الملوک کے چوتھے باب مین
لائے ہین کہ لڑکون کو منع کرو اون غزلون اور شعرون کے پڑھنے سے جنمین ذکر عشق
اور زلف اور خال کا ہو اسواسطے کہ اسکے سبب سے اونکے دلمین فساد پڑیگا اور بلوغ کیوقت
وہ فساد زیادہ ہوجاویگا فرمایا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یاتی فی اخر الزمان قوم
یقرؤن قراءۃ الشعر ویضربون ضرب الید ویتخذون المغنیات والدفوف
اولئک علیھم لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین شیخ الاسلام حضرت ابو نصر
احمد بن ابو الحسن نامقی فرماتے ہین کہ ہر شخص کے ساتھ ایک شیطان موکل ہی مومن ہو یا

کافر زاہد ہو یا فاسق فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے ما منکم من احد
الا وکل اللہ بہ قرینہ من الجن وقرینہ من الملئکۃ قالوا و ایاک قال نعم
ولکن شیطانی اسلم آدمی جسوقت آواز خوش سنتا ہی اوسکا شیطان جو اوسپر موکل ہے
جوش مین آتا ہی اور اوسکے جوش کے یہہ آثار ہین کہ آدمی سر ہلاتا ہی ہاتہہ اوٹہاتا ہے
توڑتا ہی نعرہ کرتا ہی آہ آہ اف اف کرتا ہی اور یہہ سب حرام ہی خواہ دیکہے صفا ہو کہ اوکا
واوسکا رنا ورمجاہدہ سے حاصل ہوتا ہی خواہ دل کی کدورت سے ہو کہ غفلت اور نسیان
اور عصیان سے حاصل ہوتا ہی اسواسطے کہ یہہ بالتحقیق اوسی آواز کی تاثیر سے ہوتے
ہین نہ مضمون اشعار سے دیکہو اگر وہی اشعار خوش الحانی سے نہ پڑہی جاین تو کچہہ
اثر نکرین اور اوسکے اثر سے خیال باطلہ اور اوہام فاسدہ ذات متعالیہ حق تعالی این
پیدا ہوتے ہین اور اگر اوس آواز کا اثر نہو تو وہ آہ وفغان کسواسطے ہی اسلیے کہ اللہ تعالے
تو محیط ہی کچہہ دور نہین اگر وہ جوش وخروش وجد رحمانی سے ہی تو اوسین ضبط کرنا اور
پنہان رکہنا اولی تر ہی اسواسطے کہ نور تجلیات رحمانی سے ہی اور نار تجلیات شیطانی سے
نار سے جسم کی حرکت پیدا ہوتی ہی اور نور سے سکوت دل حاصل ہوتا ہی پوشیدہ نرہی
کہ آدمی مین ایک جوہر ہے کہ جسطرف توجہ کرتا ہی اپنی استعداد اور حال کے موافق اوسکا
مزہ چکہتا ہی تو چاہیے کہ آدمی رغبت آیات وحدیث کیطرف کرے کہ اوسکا مزہ بیشک رحمانی
ہی اشعار اور ابیات کیطرف توجہ کسواسطے کرتا ہی کہ بے شبہ ذائقہ اوسکا شیطانی ہی اور
یہہ سب صحبت کا اثر ہی دیکہو ماتم زدہ کے پاس بیٹہنے سے غم حاصل ہوتا ہی اور شادمان
کی صحبت سے خوشی ایسے ہی بدعتیون اور ملحدون کے ساتہہ بیٹہنے سے بدعت اور الحاد
اثر کرتا ہی اور اہل اللہ اور صاحب شریعت کی صحبت سے عجز اور زاری اور توحید حقیقی

اور سلوک حقانی پیدا ہوتا ہی اور رایات وحدیث اور عقائد شریعت کا مزہ ملتا ہی بزرگون
نے فرمایا ہی کہ چار آدمی کی صحبت سے دل بیمار ہوتا ہے عالم بے عمل زاہد بدعتی غنی متکبر
صوفی جاہل فرمایا جناب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے للصحبۃ تاثیر اسی وجہ پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد کیا من وقر صاحب بدعۃ فکانما
اعان علی ھدم الاسلام اور لمن تبسم فی وجہہ مبتدع فکانما اعان علی
ھدم الاسلام اور فرمایا جو شخص بدعتی کے مونہہ پر مصاحبت کی روسے ہنسا تو اوسنے
گویا اسلام کے ویران کرنے کی مدد کی اور بہی فرمایا کہ جسنے صاحب بدعت کی توہین اور
تذلیل کی تو اوسکو اللہ تعالے بچا ویگا قیامت کو بڑے غم والم سے یہہ حدیثین تمہیدین
ابوشکور سالمی نے حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہین سوال
آواز خوش سننے سے ذوق اور کیفیت حاصل ہوتی ہی پہر ناجائز کیون ہی جواب ہرچند
آواز خوش سننے سے ذوق اور کیفیت حاصل ہوتی ہی لیکن احتمال ہی کہ وہ آواز شیطانی
ہو آیات وحدیث مین عبادت کیواسطے حکم ہوا کہ وَاَنِ اعْبُدُوْنِیْ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ
اور وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ اور مانند اوسکے کہین یہہ امر نہین ہوا کہ آواز خوش سنو تو
قرب حق تعالے زیادہ ہو جواب دوسرا جو ذوق اور حال کہ نامشروع وجہ سے پیدا
ہو وہ شیطانی ہی اور جو مشروع وجہ سے حاصل ہو وہ رحمانی ہی ہم نے فرض کیا کہ اوس
قوم کے گمان کے موافق وہ حالت رحمانی ہی پہر بہی مستعار اور عارض ہی اسواسطے کہ جبتک
وہ آواز ہی یہہ ذوق وحالت بہی ہی اور جب وہ آواز بند ہوئی وہ حال بہی جاتا رہا
عارف کامل پر یہہ حال خوب منکشف ہی کچہہ کہنے کی حاجت نہین جو عاشق صادق عشق
رحمانی رکہتا ہی اوسکا یہہ مقام ہوتا ہی کہ اوسکے واسطے ذوق اور حضور اور مشاہدہ دائمی

ہر وقت موجود رہتا ہی تو سالک کو چاہیے کہ وہی طلب کرے جو دائمی ہے نہ وہ جو عارضی ہی
محققین کامل اور عارفان واصل نے فرمایا ہی کہ اگر کسیکو ذوق اور حالت اور عشق اور
معرفت حاصل ہوا اور وہ اوسکا مطلوب ہوجاوے تو وہ اوسی حالت کا عابد ہی عابد
حق نہین اسواسطے کہ وسیلہ مطلوب کا عین مطلوب جاننا کفر ہی **سوال** دل اسرار الٰہی
کا خزانہ ہی آواز خوش سننے سے وہ اسرار ظاہر ہوتے ہین جسطرح پر پتھر اور لوہے سے آگ
ظاہر ہوتی ہی **جواب** اگرچہ اوس قوم کے گمان کے موافق اسرار نہانی ظاہر تے ہین لیکن
اسرار نہانی کا ظاہر کرنا کفر ہی فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے افشاء اسرار
الربوبیۃ کفر یعنی اسرار ربوبیت کا ظاہر کرنا کفر ہی اور جسکو عشق رحمانی ہی وہ عشق خود
ظاہر کرنیوالا اسرار نہانی کا ہی اور پوشیدہ رکھنا اوسکا لازم ہی آواز خوش سننے کی کیا حاجت
فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے من عشق الخ **سوال** راگ اور باجے حقیقت
مین حرام مگر جو عشق کا بیمار ہی اوسکا علاج ہی اوسکے واسطے راگ اور آواز خوش سننا درست
ہی **جواب** یہہ بیماری کیا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور خلفاء
راشدین اور تابعین اور علماء مجتہدین کے وقت مین نہ تھے یا اونہون نے اس بیماری
کا یہہ علاج نہ جانا تھا اس عقیدہ سے انکار خدا و رسول اور خلفاء راشدین اور مجتہدین
کا لازم آتا ہی اور انکار انکا کفر ہی اللہ تعالیٰ تو دلون کی بیماری کی شفا اور رحمت
اور قرب حق کا سبب قرآن کو فرماتا ہے یَآ اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ
مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ٥ اور
فرمایا وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ٥ اور فرمایا قُلْ
هُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ٥ کسی آیت و حدیث مین یہہ نہین آیا ہے کہ

بیماری دل کی شفا آواز خوش ہی یہہ سب بہتان اور گمراہی اور بداعتقادی سبب ہے
وَجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِیْ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا انہین کے حق مین
ہی نقل ہی کہ ایک گروہ غنا دوست ایک فقیر کے پاس الزام دینے کو آیا اس بیت کے معنی
پوچھے

بشنو از نے چون حکایت میکند		وز جدائی ہا شکایت میکند	

فقیر نے کہا کہ نے کیا خوب راست گو ہی کہ شکایت اپنے مطلوب کی جدائی کی کرتی ہی کچھہ
اپنے وصل کا احوال بیان نہین کرتی ہی یعنی یہہ نہین کہتے کہ مین واصل ہون ہر شخص
ایک وجہ سے اپنے مطلوب سے جدا پڑا ہی اور وہ ہزار وجہ سے اسواسطے جدائی کی شکایت
کرتی ہی ایسے ہی ہر شخص ایکطرح پر بعید درگاہ ہی اور شیطان ہزار طرح سے دور پس نے
احوال دوری کا بیان کرتی ہی شکایۃً نہ احوال قرب وصال کا اے عزیز شیطان سبکا
راہ زن ہی لیکن دو قوم کو زیادہ تر گمراہ کرتا ہی ایک وہ گروہ جو کہتے ہین کہ ہم تو اللہ تعالے
کے عشق و محبت مین مستغرق ہین شرابین پینے سے ہماری تو کیفیت اور عشق و محبت زیادہ
ہوتی ہی اور ایک وہ گروہ جو کہتے ہین کہ ہم اللہ تعالے کے عشق و محبت مین مستغرق ہین
اور آواز خوش سننے سے ہمارا عشق و محبت زیادہ ہوتا ہی اور اپنے آپکو نیست و نابود جانتے
ہین کہ وہ آپ ہی کہنے والا اور آپ ہی سننے والا ہی آپ ہی شاہد ہی آپ ہی شہود دیہان
دونون گروہ غلطی مین پڑے ہین کہ اپنے ذوق کی حالت کو انبیا علیہم السلام اور اصحاب
اور خلفاء راشدین اور علماء مجتہدین پر غلبہ دیتے ہین مفہوم انکا یہہ ہوا کہ یہہ حضرات یہہ
حال نہین رکھتے تھے ہم رکھتے ہین جو ہم سمجھتے ہین اور کوئی نہ سمجھتا تھا اور کہتے ہین کہ جسکو
یہہ حال نصیب نہین ہی وہ حیوان مطلق ہی واضح ہو کہ ان باتون اور اعتقادون سے

یہہ دونون قوم کافر ہوجاتی ہین نعوذ باللہ پس ان دونون قومون کی راہ شیطان اسطرح پر مارتا ہی کہ جیسے شراب اور بھنگ وغیرہ کے کہانے سے خیالات اور اوہام فاسد پیدا ہوتے ہین ایسے ہی آواز خوش سننے سے اور حسن کے دیکھنے سے خیالات باطل اور اوہام فاسد پیدا ہوتے ہین کہ کسی نے نہ دیکھے اور نہ سنے آدمی جانتا ہی کہ یہی عرفان اور محبت اور عشق اور جذبہ اور حالت ہی اور اوسمین ایک بیہوشی طاری ہوتی ہی اور اوس مستی اور بیہوشی کے عالم مین شیطان طرح طرح کا رنگ اور چیزین دکہاتا ہی یہہ جانتا ہی کہ یہی مشاہدہ حق تعالے کا ہی افسوس یہہ نہین جانتے ہین کہ معرفت آلہی کا کماحقہ حاصل ہونا تو عبادتون سے بہی بہت مشکل ہی بدعت اور نامشروع سے کیسے حاصل ہوگی عشق اور محبت اور ذوق اور حالت اور یقین اور معرفت کہ یہہ حالت روحانی اور رحانی ہین ایک عنایت آلہی اور جذبہ ربانی ہی یہہ باتین کسب اور سبب سے نہین حاصل ہوتی ہین یہہ تو مولی اور بندے کے درمیان ایک سر ہے تجلیات اور انوار آلہی سے کہ سوا آدم کے مقرب فرشتے بہی اوس سر سے محروم ہین بڑے شرم کی بات ہی کہ بدعت اور گمراہی سے ان باتون کا حصول سمجہے دوسری وجہ مخالفت راگ اور باجے اور آواز خوش سننے کی از روے ذوق اور حالت اور واقعات اور تصوف اور طریقت اور حقیقت کی ہی کہ آواز خوش مین بہت لذتین ہین اونہین سے لذت نفس اور لذت روح ہی نفس کی یہہ لذت ہی کہ جس شخص کو دنیا کی محبت ہو اور اوسمین اخلاق ذمیمہ جیسے غرور اور ریا حرص و ہوا حسد و کینہ طمع و بخل وغیرہ موجود ہون اور اوسکا دل وابستہ مطلوبات کونین سے ہو اوسکو آواز خوش سننا مطلوبات کیطرف کہینچتا ہی اور لذت اوسکی نفس کو پہونچتی ہی مگر آواز خوش سننا حرام ہی اسواسطے کہ آواز سننے سے کبر اور نفاق اور

محبت اور زینت دنیا کی زیادہ ہوتی ہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقل اور جن لوگون کو لذت سماع ہی وہ دو طرح کے ہین مبتدی اور منتہی اور تیسرے اونکے مقلد ہین پس مقلدون کی کیفیت کا حال یہہ ہی کہ اونہون نے اطوار قلوب اور احوال روح کو تو ہنوز طی نہین کیا اور تزکیہ نفس اور تصفیہ دل اور تجلیہ روح بہی اونکو حاصل نہین صرف اونکو آواز خوش سے ایک رقت پیدا ہوتی ہی اور رقت سے اونکو رونا آتا ہی پس وہ جانتے ہین کہ یہہ رقت اور سرود تو قرآن مجید کی تلاوت اور نماز روزے اور تسبیح و ذکر مین بہی ہم نہین پاتے ہین تہیہ آواز خوش ہی کی تاثیر ہے تو آواز خوش کو قرآن اور نماز روزے اور تسبیح وغیرہ سے بہی بہتر جانتے ہین اور یہہ بہتر جاننا کفر ہی کیطرف کہینچتا ہی اور قریب بہ لعنت کر دیتا ہی فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے صوتان ملعونان فی الدنیا والآخرۃ وھما صوت المزمار عند نعمۃ وصوت الویل عند مصیبۃ مقلد کا تو یہہ حال سنا اب سنو کہ مبتدی تو سراپا آتش ہو رہا ہی اندر باہر سے عشق کی آگ تیزی کر رہی ہی آواز خوش سے وہ آگ زیادہ تر جوش مین آکر اوسکے وجود کے ہیزم کو جلا دیگی اور جان بحق تسلیم کریگا تو جسطرح زہر قاتل حرام ہی ایسے ہی یہہ بہی حرام ہی اکثر لوگ اسطرح بہی مر گئے اور مقصد اصلی اور مقام عشق اور قرب حق تعالے سے کہ نتیجہ عشق کا ہی دور رہے تذکرۃ الاولیا مین مسطور ہی کہ حضرت شیخ حسن بصری رحمہ اللہ کے ایک مرید تہے کہ جسوقت آیہ کلام مجید سنتے تہے زمین پر گر پڑتے تہے شیخ نے اونکو منع فرمایا کہ الصعقۃ من الشیطان حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ کے ایک مرید نے ایک بار نعرہ مارا شیخ نے منع کیا کہ نعرہ مارنا گدہون کا

کام ہی کہ سخت مکروہ ہی اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ اب جاننا چاہیے کہ منتہی تو غریق بحر رحمت ہی اور قریب بارگاہ عزت مقیم حرم قربت ہی اور برخوردار نخل وصلت اسرار الٰہی سے مالامال اور مست شراب وصل لایزال اوسکو آواز خوش کے سننے اور حسن کے دیکھنے سے کیا کام چنانچہ سلطان ابوسعید ابوالخیر فرماتے ہین رباعی

ای دل چو خدنگش رگ جان بکشود ت	منمائے بکس آن رگ خون آلود ت
حی نال چنانچہ نشنوند آواز ت	میسوز چنانچہ بر نیاید دود ت

اگر کوئی شخص عشق ومحبت کے استغراق مین بیہوش ہوجاوے تو اوسکی طریقت مین نقصان ہی اوسکو چوب طریقت مارنا چاہیے مخفی نرہی کہ اگر سیلاب شوق کے غلبہ سے کسیکے ہوش وحواس زائل ہوجاوین تو اوسکی شرع کی دیوار کی سنگ وکلوخ منہدم اور خراب ہوجاتے ہین اور اوسکا باغ روحانی کہ عرفان اور ایقان کے رنگارنگ میوون سے آباد ہی ویران ہوجاتا ہی اور حال یہہ ہی کہ اس حالت کا اعتبار نہین اور وہ استغراق اور محبت پائدار نہین ایکطرف سے آئی اور ایکطرف سے گئی لیکن سالک کے حالات مین اوسکے سبب سے ایک کمی ہوجاتی ہی اور ایذا بہی پہونچتی ہی جو حالت کہ ذکر دائمی اور حضور دائمی اور مشاہدہ دائمی سے حاصل ہوتی ہی وہ بات اصل ہی اور اس عشق ومحبت ذوق کو تو قیام ہی اور سیلاب سے سوا ویرانگی کے اور کیا حاصل ہی ایعزیز عقل وہوش اللہ تعالےٰ کے خزانہ کے دروازے ہین اس عقل وہوش کی قدر جاننا چاہیے اور بیہوش ہونا نقصان اور خامی کا نشان ہی جبتک یہہ ہوش وحواس جان مین ہین وصال جانان کی امید ہی بیہوشی سے راہ نہین چلی جاتی ہی اور انتہا تک پہونچنے کی اوسکو امید کہان اسی سبب سے جملہ نشے حرام ہوئے کہ عقل کو زائل کرتے ہین اور جو عقل کو

کہو بیٹہے وہ سب حرام ہو اسی عقل سے اللہ تعالے کو پہونچتے ہین اور قرب خدا کا میسر ہوتا
ہے تو بیعقلی سے انبیا علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ہر چند مشاہدۂ حق تعالے مین
مستغرق تہے لیکن جسقدر اونکا استغراق زیادہ ہوتا تہا اوسیقدر عقل و ہوش بہی
بہی زیادتی ہوتی جاتی تہی بیعقل و بیہوش ہونا تجلیات شیطانی اور جنون اور استدراج
کا نشان ہے گو اوس شخص سے عجائب و غرایب ظاہر ہون اسواسطے کہ شیطان کو بہت
قدرت ہے تو وہ عجائب دکہا کے اپنی طرف کہینچتا ہے مثل فرعون و دجال کے مخفی نرہے
کہ انسان کے سوا کسیکو عقل کامل عنایت نہین ہوئی جو شخص عقل سے بیبہرہ ہے انسان
نہین ہے حدیث مین آیا ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے شب
معراج مین حضور حق تعالے سے معاودت فرمائی تو اللہ تعالے نے تین جوہر آپکے سامنے
کئے جوہر ایمان جوہر حیا جوہر عقل کہ انمین سے ایک اختیار فرمائیے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سوچے کہ تینون جوہر بہتر ہین کسکو قبول کیا جائے جبریل علیہ السلام
نے تعلیم فرمائی کہ جوہر عقل کو آپ اختیار فرمائیے کہ باقی دونون جوہر عقل سے متعلق ہین
اگر عقل نہو تو ایمان اور حیا دونون فوت ہوجائین اے عزیز عقل کے جوہر کو کہ جسکے
سبب سے شریعت کے قواعد اور حیا اور جملہ عبادت کمال کو پہونچتے ہین اپنے ہاتہہ مین لا
شریعت کے چراغ کی روشنی سے طریقت کی راہ کے خار و خس کہ ضلالت اور گمراہی ہے دیکہہ
اور عقل اور ہوش کی شعاع سے حقیقت کے میدان کے نشیب و فراز کو دیکہہ سالک کو
چاہیے کہ عشق مین جلے اور جوش نکرے متحمل رہے خروش نکرے عشق و معرفت ذوق
وحالت کی شراب پئے مدہوش نہوئے جانان کی مجلس کو شوق و محبت سے آرائش دے اور
نوحۂ جان سے اوسمین نغمہ سرا ہو شرع اور سنت کی شمع سے اوسکو روشنی بخشے اور حضرت

رسالت مرتبت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کی متابعت کے عطر اور خوشبو سے معطر اور
شاہ روح کو نور ایمان سے منور کرے اور ہر چیز کا مزہ لے اور طلب زیادتی کی رکہے
نقل ہے کہ ایک مسافر شہر بشہر گاؤن گاؤن پہرتا تہا ایکروز گاؤن مین پہونچکر
ایک گہر مین گیا صاحب خانہ کی لڑکی صاحب جمال اوسکے واسطے کہانا لائی مسافر
اوسکو دیکہکر بیہوش ہوگیا اور اوسکا ہاتہ اوس گرم کہانے مین کہ آتش تہا پڑکر
جل گیا جب دیر مین اوسکو ہوش آیا تو اپنی اوسکو خبر نہی اوسکے گہر کے گرد دیوانہ وار
پہرتا تہا ہمسایون نے رحم کہا کر لڑکی کے والدین سے کہا کہ تم اوسکی شادی آخر کروگے
اس نامراد سے بہتر کوئی نہ ملیگا اونہون نے قبول کیا جب اوس لڑکی سے پوچہا اوسنے
منظور نہ کیا سبب پوچہا کہا کہ یہہ راز قابل اظہار کے نہین ہی جب بہت اصرار کیا تب لڑکی
نے کہا کہ یہہ شخص میرے طلب اور عشق مین ناقص اور خام ہی پوچہا کسطرح کہا مجہکو دیکہتے
ہی بیہوش ہوگیا اور سوچا تا ہی پہر میرے حسن کا تماشا کیسے کریگا اور میرے کلام کی قدر اور
مزہ میرے ناز و کرشمہ کا کیا جانیگا اور میرے وصل کی تاب اوسکو کیسے ہوگی ای عزیزو
بہت لوگونکا مرغ جان آواز خوش کے سننے اور حسن کے دیکہنے سے قفس تن سے پرواز
کرگیا اور آتش عشق نے اکثرون کے خاشاک وجود کو صاف جلا دیا اور مقصود وصلی
کو کہ وصال دوست ہی نہ پہونچے اسکی مثال یون سمجہنا چاہئے کہ عشق تو بجاے تخم کے
ہی اور توحید اور معرفت اوسکے شاخ و برگ اور علم الٰہی اور تجلیات اور مجاہدہ اوسکا
گل اور میوہ ہی اگر تخم زمین مین پوشیدہ نہ کیا جاویگا تو کیسے اوگیگا اور شاخ و برگ
اوسمین کیسے آویگا اور میوہ اور پہول کسطرح لگین گے اس سے ثابت ہوا کہ تخم عشق کا
پوشیدہ رکہنا اور اوسکی پرورش قواعد شریعت اور طریقت اور حقیقت سے کرنا فرض

ہی جب یہہ حال ہی تو اہل سنت وجماعت کے سب مجتہدون کے نزدیک ازروی اتفاق کے
راگ اور باجے مثل دف اور طنبورا اور بربط اور رباب وغیرہ کے حرام ہین یہان تک کہ
قرآن پڑہنا حالانکہ عبادت ہی لیکن وہ بہی راگ مین پڑہنا حرام ہی بلکہ اگر کیا خوب کرے کافر
ہوجاوے اگر کوئی آواز خوش مین قرآن پڑہے اور کچہہ کم اور زیادہ الحان مین کرے اگر
کوئی مقام اوس سے چہوٹ نجائے تو بہی مکروہ ہی فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم نے زینوا القرآن بحسن الصوت یعنی قاعدہ تجوید اور مخارج حروف کے ادا کرنے
سے نہ راگ کی آواز سے اگر ذرہ برابر آواز خوش مین نفع ہوتا تو مجتہدون کے اجتہاد
مین بلا شک اختلاف ہوتا جب اسکی حرمت باتفاق ثابت ہی تو جو شخص خدا اور رسول
اور مجتہدون کے حرام کیے ہوئے کو مکروہ جاننے سے کافر ہوجاتا ہی تو حلال جاننے والیکا
کیا حال ہوگا تمہید ابو شکور مین مسطور ہی کہ لہو ولعب ناچ اور راگ کا مکروہ جاننے والا
کافر ہوجاتا ہی اسواسطے کہ اسکی حرمت بدلائل نص وباجماع امت ثابت آور ہر پیغمبر کے
وقت مین اوسکی نہی محقق ہی ایعزیز محبت الٰہی کا مقام عالی اور حال لا یزالی جب تجہکو
حاصل ہو تو اوسکو پوشیدہ رکہنا چاہیے بموجب حدیث من عشق الخ کے آور نامحرمون
سے بہی پوشیدہ رہ حدیث قدسی مین ہی اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری اگر تو
وہ احوال پوشیدہ ظاہر کریگا تو وہ عتاب مین گرفتار ہوگا ایک یہہ کہ جو شخص بادشاہون
کے راز کو ظاہر کرتا ہی تو وہ لایق نزدیکی شاہون کے نہین رہتا ہی تو تو بہی درگاہ سے
دور پڑیگا دوسرے یہہ کہ اسرار ربانی کا اظہار کفر ہی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم نے افشاء اسرار الربوبیۃ کفر محققین کامل اور عارفان واصل نے فرمایا
ہی کہ اگر عشق ومحبت ذوق وحالت کسیکو حاصل ہوا اور وہ اوسکا مطلوب ہوجائے

تو وہ عابد اوس ذوق کا ہی نہ عابد حق کا اسواسطے کہ وسیلہ مطلوب کو عین مطلوب جاننا کفر ہی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ من احب اللہ لبرہ فھو مشرک باالباری فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ وما یومن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اکثر یہہ دعا کرتے تھے کہ اللھم انی اعوذ بک من الشرک الخفی چنانچہ اللہ تعالےٰ آپکی صفت مین فرماتا ہی کہ مازاغ البصر وما طغیٰ پس سالک کا احوال باطنی کیطرف متوجہ ہونا بغاوت اور طغیان ہی سبحان اللہ کیا خوب فرمایا ہے رباعی

آنرا کہ غنا شیوہ و فقر آئین ست	نے کشف و یقین نہ معرفت نے دین ست
رفت او ز میان ہمین خدا ماند خدا	الفقر اذا تم ھو اللہ این ست

ایضاً

دنیا جم را و قیصر و خاقان را	تسبیح فرشتہ را سفار رضوان را
دوزخ بدرا بہشت مر پاکان را	جانان ما را و جان ما جانان را

تمام ہوئی عبارت ہدیۃ الحسنی ترجمہ ہدایت الاعمی کی جو دو باب بارہ ہوین اور تیرہوین مین لکھی ہی واللہ اعلم بالصواب اور کتاب اخبار الاخیار تصنیف شیخ محدث دہلوی رحمہ اللہ مین بیان حال شیخ عبدالوہاب متقی رحمہ اللہ مین مرقوم ہی کہ طریق انکا سماع مین بھی نزدیکا اسی طریق کے تہا کہ مریدون اوسکے عمل پر راضی نہ تھے اور نہ فعل مشائخ پر انکار کرتے تہے شیخ محدث دہلوی رحمہ اللہ کہتے ہین کہ مینے عرض کی کہ ہمارے ملک مین یہہ رسم سماع کی عجائب متعارف اور مروج ہی اور اگر کوئی اوسمین بیچے اور پرہیز اور انکار کرے تو اوسکو تمام مخلوق سے مخالف ہونا چاہیئے اور سب لوگ اوسکے ساتھ اس سبب سے بد ہوتے

ہین اور اوسپر تہمت مخالفت مشایخ کی کرتے ہین آدمی کیا کام کرے فرمایا کہ اگر کوئی ساتھ
یاروں موافق اور اہل معنی اور جسکے کوئی غزل یا چکرہنا جاوے تو مضائقہ نہین ہے
جینے عرض کی کہ وہان اجتماع اور محافل کرتے ہین اور اہل اور نااہل اور فاسق اور
صالح اور ہر قسم کے لوگ جمع ہوتے ہین اور ایسا ایسا کرتے ہین جیسا کہ ملک ہندوستان
مین دیکھا ہوگا اسکا کیا حکم ہے فرمایا کہ یہہ خود اصلا اور بالکل جائز نہین ہے اور منکر جانے
اور بیچنا اور پرہیز کرنا اوس سے واجبات وقت طالب حق سے ہے اس صورت مین قطعی سہل انگاری
اور درگذر نکی فقط اور اسی کتاب مین حال شیخ نصیر الدین محمود رحمہ اللہ مین ہے منقول
ہے کہ ایک روز بعض مریدان شیخ نظام الدین اولیا رحمہ اللہ نے مجلس کی تھی اور دف
زنون سے سرود سنتے تھے شیخ نصیر الدین جو مجلس مین تھے اوٹھے کہ نکلین یارون نے تکلیف
بیٹھنے کی کی انہون نے کہا کہ یہہ خلاف سنت کے ہے یارون نے کہا کہ تم سماع سے منکر ہوگئے
اور مشرب شیخ سے پھرے جواب دیا کہ یہہ کچھ نہین ہے بلکہ دلیل کتاب اور سنت سے ہونا
چاہیئے بعض اہل غرض نے یہہ بات شیخ تک پہونچائی کہ شیخ محمود ایسا کہتے ہین شیخ کو ان کا
سچا معاملہ معلوم تھا فرمایا کہ وہ سچ کہتے ہین حق یہی ہے کہ جو انہون نے کہا اور سیر الاولیا مین
لکھا ہے کہ مجلس شیخ نظام الدین رحمہ اللہ مین مزامیر نہوتا تھا اور نہ تصفیق اور دستک
اور تالی بجاتے تھے اور اگر کوئی یہہ خبر کسی یار کی پہونچاتا تھا کہ وہ مزامیر سنتا ہے تو اوسکو
منع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ خوب اور اچھا نہین کرتا اور خیر المجالس مین کہا کہ ایک عزیز
خدمت شیخ نصیر الدین مین آئے اور یہہ بات شروع کی کب جائز ہوگا کہ مزامیر جماعت مین
ہو اور دف اور نے اور رباب بجاوین اور صوفی لوگ رقص کرین خواجہ نے فرمایا کہ
مزامیر ساتھہ اجماع کے مباح نہین ہے اگر کوئی طریقت سے گرا تو بارے شریعت مین رہا

اور اگر شریعت سے بھی گرا تو اب کہان جاویگا اول تو سماع مین اختلاف ہی نزدیک علما کے ساتھہ کتنی شرطون کے اوسکے اہل کو مباح ہی مگر مزامیر باجماع حرام ہی انتہی من اخبار الاخیار

اور کتاب مخزن الانوار ترجمہ گنج الاسرار مین جناب خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ معرفت چودہوین کے آخر مین کتاب مطبوعہ مطبع منشی نولکشور واقعہ کانپور کے صفحہ ایک سو ستائیس مین فرماتے ہین کہ بعضے نارسیدگان قرب حضرت بیچ استقامت عمارت عالم ناسوت و ثابت قدمی عبادت عقبی کی بحالت سہو گانا سنتے ہین اور واسطہ نمود اری خلائق کے رقص کرتے ہین پس سوم استقامت تربیت جذبہ عشق وحدانیت و سوم معرفت استغراق کمال سکر محبت کے عالم ناسوت بین بحالت سہو سماع سننا حرام ہی اور اگر سالک مجذوب بیچ معرفت جذبہ اصلاح باطن اور اطاعت عالم جبروت و استقامت تربیت تلاوت حفظ قلوب یا سبانی قرب حضرت کی ثابت قدم ہی اور سکر محبت حاصل ہی تو بحالت استغراق مستی سکر محبت و مقام صحو کے علی قدر مراتب مستی عشق محبت کے بعض کو سماع حلال ہے اور بعض کو مباح ہی اور معرفت اکیسوین مین جو بیان سماع مین ہی صفحہ ۱۷۰ سے صفحہ ۱۷۹ تک مین ہی کہ آگاہ ہو کہ شرط اصلی سماع کی وہ ہی کہ زمان و مکان اور اخوان کا لحاظ چاہیے رکھنا زمان اوسکو کہتے ہین کہ جسوقت دل مشغول کسی چیز کا ہو یعنی غسل واستنجا و وضو یا نماز یا خورش طعام وغیرہ کے کہ دل بمقام حالی سے پراگندہ ہو سماع کچھہ اثر نکریگا مکان وہ ہی کہ راہ گذر ہو یا جاے ناخوش و تاریک یا خانہ ظالم یا خانہ غصہ ناک یا خانہ بے نمازی ہو کہ وہ اسلام سے خبردار نہووے اگر اوسوقت طبیعت بھی گداز ہووے مگر سماع اثر نکریگا اخوان وہ ہی کہ حضار محفل اہل سماع سب امرید ایک پیر کے ہووین یا معتقد ایک خاندان کے ہون کہ اثر زیادہ ہووے و یا درویش ایک صفت

یعنی سب صوفی ہون یا سب رند یا قلندریا مرید رہی ہون کہ وہ بہر حال ایک دوسرے
کے بھائی ہین اور اگر کوئی متکبر دنیا دار یا زاہد ریاکار مجلس مین حاضر ہو کہ ساتھ تکلف
کے حالت لاوے اور رقص کرے تو بسبب ہوشیاری سماع حرام ہے و یا قوال بے غسل
و بے وضو و یا تارک الصلوۃ حاضر ہون و یا خلایق ہر جائے دیکھتی ہو و یا عورتین جمع
ہون یا جوان امرد شریک اہل مجلس ہون اہل غفلت سے کہ شہوت اونمین بھرا ہو سماع حرام ہے کہ اسلئے کہ آگ شہوت کی
مرد عورتون کی غالب آتی ہے اور فسق و فساد پیدا ہوتا ہے پس ایسا راگ سننا بالکل ضرر
پہونچاتا ہے شرط دوسری وہ ہے کہ سب مردم اہل سماع نیچی نگاہ رکھین اور ایک دوسرے
کیطرف نہ دیکھین اور باتین کرنا حرام جانین اور پانی نہ پیئین اور سر نہ ہلائین اور
بناوٹ سے کچھ حرکت نکرین بلکہ دو زانو بیٹھین اور دل ساتھ خدا کے لگائین اور
منتظر اس امر کے رہین کہ غیب سے دلمین کیا کھلتا ہے بسبب اس سماع کے اور اپنے کو سنبھالنا
چاہیے کہ تا باختیار خود کھڑے ہو کر حرکت نہووے اگر کوئی شخص بیچ غلبہ وجد کے کھڑا ہو جاوے
تو اہل سماع اوسکی موافقت کرین حتی کہ اگر پگڑی اوسکی گر جاوے تو پھر اوٹھا کر اوسکے
سر پر رکھین اور نگہبانی کرین اگرچہ یہ امر بدعت ہے مگر یہ بدعت بھی نیک ہے اور بدعت وہ
ہے کہ مخالف سنت ہو پس دل مردم کا خوش کرنا شریعت مین محمود ہے اور ایک قوم کی یہ
عادت ہے کہ انہون کے ساتھ مخالفت رکھتے ہین وہ بیچ اخلاق کے اونکی بدخوئی ہے
اور اسی معرفت مین صفحہ ۱۸۰ مین ہے کہ اور اس زمانہ مین ایک گروہ گمراہون کا ہے کہ
فاسقون کے سماع مین حاضر ہوتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم سماع حق سے سنتے ہین وہ
فاسق ہین کس واسطے کہ وہ اونکے سماع مین موافقت کرتے ہین اور فسق و فجور پر حرص
زیادہ کرتے ہین کہ تا خود اور وہ دونون ہلاک ہوئے اور معرفت چوبیسوین صفحہ ۱۸۱ مین ہے

کہ دل اوپر سماع کے نرکہے اوس حالت مین کہ رغبت ہو مگر بمقام سکر محبت و صحبت مستی
استغراق کمالیت محو مین کسواسطے کہ سماع عالم سہو مین درست نہین ہی اور معرفت شجینیہ ۲۲۵
صفحہ ۲۲۴ مین ہی کہ اور عوام لوگون کے سماع مین حاضر نہو کسواسطے کہ سماع ساتہہ اہل
سماع کے مباح ہی انتہی من گنج الاسرار واضح ہو کہ یہہ بیان اون وصایا مین ہی کہ جو
جناب علی کرم اللہ وجہہ کو کیئے ہین اور واضح ہو کہ اس کتاب مین جو چند مقام پر لفظ
سہو کا بسین اور ہاکے لکہا ہی ظاہر اسہو کاتب ہی کیونکہ مقامات سلوک مین کوئی حالت سہو
کی نہین ہی سہو غفلت ہی اور غفلت کفر طریقت ہی بلکہ یہہ لفظ صحیح صحو بصاد مہملہ اور حای
حطی کے معلوم ہوتا ہی جو مقابل سکر کا ہی اور صحو اور سکر دو حال ہین متعارف سلوک
کے صحو کے معنی ہوشیاری کے ہین اور سکر کے معنی مغلوب الحال اور بیہوش ہونا ہین

واللہ اعلم وعلمہ اتم واکمل و احکم ✽

خاتمہ بیان قول فیصل

باب سماع مین

مخفی نر ہی کہ حکم جائز ناجائز ہونے سماع کا علی الاطلاق روایات کتب مذکورہ سے بخوبی
معلوم ہو گیا خصوصاً ایسا راگنا اور سماع جو مروج اہل زمانہ ہی اور بالخصوص ایسا سماع
کہ جو بلالحاظ شرایط اور آداب کے بمنزلہ طاعت اور عبادت کے واسطے تقرب الی اللہ کے
مستعمل ہوتا ہی تو اب ہرچند حاجت اوسکے حکم کو تشریح اور تصریح کی اصلا نہین ہی لیکن
جامع اوراق حماہ اللہ تعالے عن الشقاق والنفاق خلاصہ روایات مطولہ کو مختصر
کرکے احکام کلی اور مفید تحریر کرنا چاہتا ہی اور اسمین صرف طبیعت اور ذہن پیدا

نہین رکتا بلکہ اقوال علما رحمہم اللہ پر کہ ہادیان شریعت اور محققان طریقت ہین اعتماد کرتا ہی اور جو کہ منظور فقیر تحقیق مسئلہ اور تنقیح مقام ہی لہذا رعایت طرفین منع وجواز کے مناسب سمجھے کیونکہ دلائل منع اور اباحت کے خود متعارض ہین اور اقوال سلف اور خلف کے مختلف ہین اور ہر جانب مین اباحت اور منع سے فضلاے کملا اور کملاے فضلا ہین قطع کرنا ایکطرف پر اور سختی اور درشتی کرنا کسی جانب مین بلاشک راہ تعصب اور نادانی کی چلنا ہی کہ اوسمین بیشک گستاخی اولیاء اللہ الکرام کی اور سوء ادبی علماء انام کی واقع ہی اور اس خواہش اور مدعا کے مطابق مینے وہ تحقیق پائی جو کہ مولانا عبد الحق محدث دہلوی نے کتاب مدارج النبوۃ مین لکھی ہی تو اوسیکا ترجمہ منقول کرنا مناسب اور معقول مفہوم ہوا لہذا اوسکو باتمام تحریر کرکے کتاب ہذا اتمام کو پہونچائی وارجو من اللہ الکریم القبول والاستعانة والہدایة الی الطریق القویم بفضلہ العمیم وجاہ نبیہ قسیم نسیم وسیم علیہ وآلہ واصحابہ الصلوٰۃ والتسلیم ❊

منقول کتاب مدارج النبوۃ سے ہی

وصل اور جو کہ کلام تغنی بالقرآن مین ہوا تو اگر مجمل مسئلہ سماع پر اشارہ کیا جاوے تو دور نہین جیتجان کہ اس مسئلہ مین اختلاف بہت آیا ہی قدیم وجدید قول وفعل مین بعضے مشائخ اباحت پر متوقف اور مترددر ہے ہین اور کہا ہی کہ یہہ کام ہم نہین کرتے اور انکار بہی نہین کرتے اور جان کہ وہ سماع کہ جسکی طرف اشارہ کیا گیا ہی بدلیل قول حق تعالے کے الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ تو سابقہ دلیل اس آیہ شریفکے واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینہم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق

تو کتاب عوارف المعارف مین کہا ہی کہ یہہ سماع ہی کہ اتفاق ہی اسکی حقانیت پر اور خلاف
نہین کیا اسمین کسی دو شخص نے اہل ایمان سے اور یہہ سماع کھینچتا اور جاذب کرتا ہی رحمت پروردگار
کریم کو اور وہ کہ جو مختلف فیہ ہی وہ سماع اشعار اور قصائد کا ہی کہ جو ساتھہ الحان اور نظم حقیقت
کے ہو اور اسی سماع مین ہی کثرت اقوال کی اور مغائرت احوال کی بعض اسکے بالکل منکر ہین
اور اسکو ساتھہ فسق اور فجور کے ملحق رکھتے ہین اور بعض اسکے حریص ہین اور اسکو حق روشن
شمار کرتے ہین اور یہہ دونون طائفہ طرفین افراط اور تفریط مین ہین انتہی خلاصہ کلام
اسکا اس مقام پر تین طریقے ہین ایک مذہب فقہا کا ہی اور یہہ اسکا انکار شدید کرتے
ہین اور چلتے ہین راستہ تعصب اور عناد کا اور الحاق کرتے ہین اوسکے کرنیکو ساتھہ
گناہ اور کبائر کے اور اوسکے اعتقاد کو ساتھہ کفر اور زندقہ اور الحاد کے اور یہی افراط
ہی اور خروج ہی طریقہ اعتدال اور انصاف سے کہ نچاہیے اسپر جرات کرنا خصوصاً محل
خلاف مین البتہ منقول ہی علما مذہب سے وہ جو دلالت کرتا ہی حرمت اور کراہت پر اور
دوسرا طریقہ محدثین کا ہی اور یہہ فرماتے ہین کہ ثابت نہین ہی اسکی تحریم مین کوئی حدیث
صحیح اور نص صریح بلکہ اسباب ہین جو کچھہ کہ وارد ہوا ہی احادیث سے یا موضوع ہین یا
مطعون اور اسیطرح آیات قرآنی اگرچہ تفسیر کیا ہی اوسکو بعض اہل تفسیر نے ساتھہ ایسی
چیزون کے کہ وہ دلالت کرتے ہین حرمت غنا پر لیکن اوسکی تاویلات اور محامل دوسرے
بھی ہین کہ ذکر کیا ہی اونکو غیر انکے نے علما سے اور جبکہ ثابت ہوئی حرمت تو ثابت ہی حل
اور اباحت ساتھہ دلیل اس قول الہی تعالے کے کہ وَاُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ اور
بعض نے کہا کہ ثابت نہین ہی نہ حرمت پر نہ اباحت پر کوئی دلیل قطعی شرعی لیکن مسئلہ
مبنی ہوگا اس قاعدہ پر کہ اصل اشیاء مین کیا ہی یعنی حظر ہے یا اباحت تیسرے طریقہ سادات

صوفیہ کرام کا ہی اور مذہب انکا اس بارہ مین مختلف اور افعال متنازعہ فیہ آئے ہین بعضون نے اجتناب کیا ہی اور بعض انکے مباشر ہوئے ہین اور ارباب اجتناب کا انکار جیسا کہ شدید اور اجتناب اور تشدید قوی تر ہو کیونکہ مذہب انکا تمسک ہی ساتھ عزیمت اور احتیاط کے افعال اور اقوال مین بیچ تمام اوقات اور احوال کے لیکن اوپر بعض انکے کے غالب ہی حرص اور شوق اور سکر اور محبت اور حسن جمال اور وجد اور ہیجان اور حکم ایسونکا حکم والہ و سکران کا ہی اور شک نہین ہی تاثیر کرنے نغمون مین بیچ نفوس کے اور تطریب قلوب کی اور اثارت باطن کی اور یہہ معلوم ہی ساتھ مشاہدہ اور عیان کے نیا شک کہ حیوانات اور بیوقوف اور لڑکونمین شامل ہونا ان چیزون کا اور یہہ لوگ بعض تائب ہین اوپر باطحکم اونکے بارسوخ قدم اور بعض مسلکون مین اہل شوق سے دگرگون ہولنے والے اور تھرانے والے ساتھہ غلبہ وجد کے شیفتگی کے اور بعضے عارفونے کہا ہی کہ سماع واسطے اہل تجلیات صفات کے ارباب مواجید سے ہی کہ گذرتے ہین اوپر احوال مختلفہ اور صفات متبائنہ لیکن اہل تجلیات ذاتی پس مقام انکا ورا پردہ کے ہے اور تحقیق کی ہی اسی طائفہ نے شرائط اور آداب اوسکی اور کافی ہی طالب متبع کو کہ جو جامع ہو درمیان احکام اور معارف کے نظر کرنا کتاب عوارف المعارف مین کہ ضبط کیا ہے اوسمین ایک باب کو رد اور انکار مین اور ایک باب قبول اور ایثار مین اور ایک باب ترفع اور استغفار مین سماع سے اور ایک باب دوسرا ذکر ادب اور اعتنا مین واللہ اعلم اور صاحب کتاب الامتاع باحکام السماع نے کہا ہی کہ غنا دو قسم ہی ایک قسم وہ ہی کہ جاری ہی عادتون مین کہ استعمال کیا جاتا ہی واسطے نشاط قلوب اور بہلنے اعمال اور تحمل اثقال اور قطع کرنے میدانون کے راہ حج مین اور وصف کعبہ شریفہ اور زمزم اور مقام کے اور

راہ جہاد مین بیچ وصف لڑنے اور جنگ اور مبازرت کے مانند حدی اور نصیب اور رکبانی
کے اور مانند راگ عورتون کے واسطے تسکین بچون کے اور مثل انکے کے اور یہہ تمام اقسام
راگ کے مباح ہین اگر انمین ذکر فواحش اور محرمات کا نہو بلکہ مستحب ہین کیونکہ یہہ سبب نشاط
کے ہین اعمال مرفوع پر دوسری قسم راگ کی وہ ہی کہ استعمال کرتے ہین اوسکا بعضی لوگ
کہ جو جانتے ہین اس فن کو اور اختیار کرتے ہین اشعار رقیقہ کو اور حسن کرتے ہین ساتھ
تلحینات رقیقہ کے کہ وہ ہیجان مین لاتے ہین نفس کو اور طرب اندوز کرتے ہین اوسکو
اور یہہ قسم مختلف فیہ ہی درمیان علمار رحمہم اللہ کے ایک جماعت نے مباح رکھا ہی اور ایک
قوم نے حرام کہا ہی اور ایک گروہ نے مکروہ ٹھیرایا ہی اور کہتے ہین کہ صحیح تر اور مشہور تر حضرت
امام مالک اور امام شافعی اور امام اعظم ابو حنیفہ اور امام احمد رحمہم اللہ سے قول ساتھ
کراہت کے ہی اور اطلاق حرام کا بھی آیا ہی اور نقل کیا ہی قاضی ابو الطیب رحمہ اللہ نے
حرمت کو امام ابو حنیفہ اور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہما اللہ سے اور کتاب عوارف
مین کہا ہی کہ امام ابو حنیفہ ٹھیراتے تھے غنا کو ذنوب اور معاصی سے اور اسیطرح نقل کیا
ہی قاضی ابو الطیب نے حرمت کو عامر شعبی اور سفیان ثوری اور حماد اور نخعی اور فاکہی سے
ساتھ اپنی سند کے اور روایت کیا ہی سفیان ثوری سے کہ سوال کیا گیا ان سے غنا کا
پس کہا اونہون نے کہ وہ مثل ایک ہوا کے ہی کہ اس کان سے آوے اور اس کان
دوسرے سے جاوے اور کہا ہی کہ یہہ اشارہ ہی اونسے طرف اباحت اوسکی کے اور نقل
کی گئی ہی حرمت اوسکی بھی اہل کوفہ اور اہل مدینہ اور اہل عراق سے اور ایک طائفہ طرف
اباحت کے گیا ہی اور مطلق کیا ہی قول اوسمین بغیر تفصیل کے درمیان مرد اور عورت
اور امرد کے اور مساوات اور برابری کی ہی درمیان اوسکے لیکن بشرط امن کے فتنہ سے

اندر وقوع اوسکے سے اور بعضون نے فرق کیا ہی درمیان تھوڑے اور بہت اور
مرد اور عورت کے اور کہا ہی قائلان اباحت نے کہ روایت کیا گیا راگ اور سننا اوسکا ایک
جماعت کثیر صحابہ اکابر سے کہ اونمین ہین چند عشرہ مبشرہ سے اور جم غفیر تابعین اور
تبع تابعین اور اتباع تبع اور دیگر علما محدثین اور علماء دین سے کہ جو ارباب زہد
اور تقوی اور علم اور عبادت کے ہوئے ہین اور منقول ہین اس بابمین اون سے
روایات اور حکایات کہ کفایت ہی اونمین اور بیشک معلوم ہوتا ہی کہ ائمہ دین اور
اکابر اہل یقین مختلف ہین اوسمین لیکن عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سننا راگ کا اونسے
مشہور اور مستفیض ہی اور نقل کیا ہی اوسکو جسنے کہ خوض کیا ہی اس مسئلہ مین فقہا اور
حفاظ اور ارباب تواریخ سے اور ابن عبد البر نے کتاب استیعاب مین کہا ہی کہ نہین جانتے
تھے یہہ حضرت غنا مین کچھ مضایقہ اور تھے امیر المومنین اوس زمانہ کے چچا اونکے حضرت علی
بن طالب رضی اللہ عنہ اور جایا کرتے تھے وہ طرف گھر ایک جمیلہ کے کہ وہ مغنیات سے تھی
اور اوسنے قسم کہائی تھی کہ راگ نکرے واسطے کسی کے مگر اپنے گھر مین پس راگ گایا اوسنے
واسطے اونکے اور جایا کر آدے اونکے گھر مین اور سناوے اونکو راگ اور کفارہ ادا
کرے اپنی قسم کا پس منع کیا ان رضی اللہ عنہ نے اسکو اس سے اور کہا ہی کہ تھین واسطے عبد اللہ
بن جعفر رضی اللہ عنہ کی چھوکریان کہ راگ گاتی تھین واسطے انکے اور عود بجاتی تھین واسطے
انکے اور کہا ہی کہ سعید بن المسیب کہ جو افضل تابعین سے ہین اور ضرب المثل ہین ورع
اور تقوی مین سنا کرتے تھے راگ کو اور لذت پاتے تھے اوسکے سماع سے اور اسیطرح سالم
بن عبد اللہ بن عمر اور قاضی شریح رضی اللہ عنہم سنتے تھے غنا کو چھوکریون سے باوجود جلالت
قدر اور کبر سن کے اور سعید بن جبیر نے کہ اعاظم تابعین سے ہین سنا ایک چھوکری کو کہ

وہ غنا کرتی تھی اور دف بجاتی تھی اور اسیطرح عبد الملک بن جریج کہ علما اور حفاظ او
فقہاء عباد سے ہین اور اجماع ہی انکی عدالت اور جلالت پر سنتے تھے غنا کو اور سمجھتے تھے الحان
کو اور ابراہیم بن سعد جو ایک شخص تھے پیشوا اپنے زمانہ کے فقہ مین اور روایت نہین سناتے
تھے طالبونکو حدیث کی جبتک کہ نہین سنوا لیتے تھے اونکو راگ اور فتوی دیا مجلس
ہارون الرشید مین ساتھہ حلال ہونے غنا کے اور پوچھا انسے احوال امام مالک کا پس
کہا اونہون نے کہ خبر پہونچی ہی مجھے کہ نبی یربوع مین دعوت تھی اور لوگون کے ساتھہ
دف اور عود تھے کہ راگ گاتے تھے اور لعب کرتے تھے ساتھہ اونکے اور ساتھہ مالک کے بھی
دف مربع تھا کہ بجاتے تھے اوسکو اور تغنی کرتے تھے واللہ اعلم اور حکایت کی ہی صاحب تذکرہ
نے کہ پوچھا گیا حضرت امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری رحمہم اللہ سے حال غنا کا پس کہا دونون
حضرات نے کہ نہین ہی راگ کبائر سے اور نہ اسو صغائر سے اور منقول ہی کہ امام ابو حنیفہ
کا ایک ہمسایہ تھا کہ ہر رات کو اوٹھکر راگ کیا کرتا تھا اور حضرت امام صاحب کان رکھا
کرتے تھے اوسکے راگ پر اور سنا کرتے تھے ایک رات آواز اوسکی نہ سُنی پس پوچھا اوسکے
لواحق سے کہ آجکی رات کیا سبب ہوا کہ آواز اوسکی نہ آئی جواب دیا کہ وہ باہر نکلا تھا
آجکی رات پس پکڑ لیا اوسکو اور قید کر دیا پس پہنا امام نے عمامہ اور گئے نزدیک امیر کے
اور سفارش کر کے رہا کرایا اوسکو اور پوچھا امیر نے کہ نام اوسکا کیا ہی کہا کہ نام اوسکا
عمر ہی پس چھوڑ دیا قید سے ہر عمر نام کو اور کہا امام نے اوس شخص کو کہ کیا کر جو کچھہ کہ کیا
کرتا تھا تو ہر رات اور جبکہ کان رکھا امام صاحب نے اوسکے راگ پر اور منع نہ کیا اوسکو
تو دلالت کی اسنے مباح ہونے راگ پر نزدیک اونکے اور سننا اونکا ہر رات کو باوجود
اوس ورع و تقوی کے کہ آپکا تھا حصول نہین ہوتا مگر باعث پرہیز وہ جو وارد ہوئے

نے ہمراہ لیا مجھے طرف ایک مجلس کے کہ اوسمین ایک عورت تہی کہ گاتی تہی اور جبکہ فارغ ہوئی
وہ تو کہا شافعی نے آیا خوش اور پسند کیا تونے اسکو تو مینے کہا کہ نہین پس فرمایا آپنے
کہ اگر سچ کہا ہے تونے تو نہین ہی تیری حس صحیح یعنی پسند کرنا اور خوش رکہنا غنا کا نشانی
سلامتی طبیعت اور حس کی ہی اور ناخوش آنا اوسکا نشان ہی کجی طبیعت اور نقصان حس کا
اور بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ دلیل شرعی حرمت اور کراہت اوسکی پر نہین ہی اور دلیل
ہوتی تو خوش رکہنا طبیعت کا اوسکو کیا فائدہ رکہتا تہا اور تاثیر کرنے نغمہ مین بیچ
طبایع کے کسیکو کلام نہین ہی یہانتک کہ حیوانات مین بہی موجود ہی کیا مقام آدمیونکا
اور منقول ہی حضرت شافعی رحمہ اللہ سے کہ غنا لہو مکروہ ہی مشابہ ہی ساتہہ باطل کے
اور کہا ہی کہ ہوسکتا ہی کہ مراد مکروہ سے وہ ہو کہ ترک کرنا اوسکا اولی ہی کیونکہ اطلاق اوسکا
اس معنی پر آیا ہی اور امام غزالی نے کہا ہی کہ دلالت نہین ہی اسکو حرمت اور کراہت پر
بلکہ اگر باطل کہا ہوتا تب بہی دلالت نہوتی اوپر حرمت کے کیونکہ معنی باطل کے یہہ ہین کہ
اوسمین فائدہ نہو اور وہ مباح ہو **فائدہ** اور کہا ہی کہ حمل کیا جاوے اوسکا جو وارد
ہوئے ہین ایسے الفاظ سے کہ دلالت رکہتے ہین اوپر غلظت اور شدت کے ایسے غنا پر
کہ جو مقترن ہو ساتہہ فحش کے یا منکر کے پس تحریم بجہت عارض کے ہوگی نہ بجہت اوس
معنی کے کہ ذات غنا مین ہی خلاصہ کلام آنکہ ساتہہ تحقیق کے صحیح ہوئی ہی قول اور فعل
حضرت امام شافعی رحمہ اللہ سے وہ چیز کہ صریح ہی اباحت مین اور نہین ہی نص تحریم
مین اور لیکن امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ پس صحیح ہوئی ہی روایت کہ اونہون نے
سنا ہی راگ کو نزدیک بیٹے اپنے کے کہ نام اونکا صالح ہی روایت ہی ابو العباس فرغانی
سے کہ کہتے تہے سنا مینے صالح بن احمد بن حنبل سے کہ کہتے تہے کہ مین دوست رکہتا تہا

سماع کو آتے تھے والد میرے کہ نا خوش رکھتے تھے اوسکو پس وعدہ کیا مینے ابن جنادہ سے کہ رہے ایک
رات نزدیک میرے پس رہے وہ نزدیک میرے یہانتک کہ جانا مینے کہ سو گئے والد میرے پس شروع
کیا ابن جنادہ نے غنا اور سنا مینے آواز پاؤن کا چھت پر پس تو چڑہا مین اوپر چھت کے اور دیکہا
مینے اپنے والد کو کوٹھے پر کہ سنتے تھے غنا کو اور دامن دبائے بغل اونکی کے تھے اور وہ پہرتے
تھے چھت پر گویا کہ رقص کر رہے تھے اور مثل اسی قصہ کے عبد اللہ بن احمد بن حنبل سے بہی منقول
ہی اور یہہ دلالت رکھتا ہی اباحت سماع پر نزدیک اون رحمہ اللہ کے اور وہ جو منقول ہے
اونسے برخلاف اسکے پس وہ محمول ہی اوپر غنا مذموم کے جو مقترن اور شامل ہو ساتہ
فحش اور منکر کے اور روایت کیا گیا ہی انہین رحمہ اللہ سے کہ سنا وہنون نے ایک قوال
کو نزدیک بیٹے اپنے صالح کے اور انکار نہ کیا پس کہا اونکے بیٹے نے کہ یا حضرت آیا نہتے
آپ کہ انکار کرتے تھے اسکا اور مکروہ رکھتے تھے اسکو جواب دیا کہ مجھکو پہونچا یا ہی کہ استعمال
کرتے ہین ساتہ اوسکے منکر کو اور حکایت کیا ہی داؤد طائی رحمہ اللہ سے کہ وہ حاضر
ہوتے تھے سماع مین اور سیدہی ہو جاتی تہی پیٹہ اون کی سماع مین بعد اوسکے کہ ٹیڑہی
ہو گئی تہی بوڑہاپے سے اور تھے وہ رحمہ اللہ عالم فقیہ حنفی شاگرد حضرت امام ابو حنیفہ
کوفی رحمہ اللہ کے اور کہا ہی فقیہ عالم ناصر الدین ابو الیر اسکندی رحمہ اللہ نے اپنے
فتاوی مین کہ سماع اگر ہو اپنی شرط سے اپنے محل مین اپنے اہل سے تو صحیح ہی اور اختیار
کیا ہی اس قول کو حنابلہ سے ابو بکر خلال صاحب جامع اور صاحب اونکے عبد العزیز
نے اور حکایت کیا ہی اوسکو صاحب مستوعب نے جماعت اونکی سے اور نقل کیا ہی سماع کو
صالح اور عبد اللہ دو بیٹون امام احمد سے اور اختیار کیا ہی حافظ ابو الفضل مقدسی نے غیرہ
ظاہریہ سے اور ذکر کیا ہی اوسکو ابو محمد بن حزم نے اپنے مصنفات مین اور اونکا ایک سالہ

ہی خاص اسی باب مین اور تصنیف کیا ہی ابن طاہر نے اور نقل کیا ہی اجماع صحابہ اور
تابعین کا اوسپر اور سوق کیا ساتھ اون سندون کے کہ جو اونکے نزدیک ہین اور
نقل کیا ہی شیخ تاج الرحمن فزاری شافعی شیخ دمشق اور مفتی اوسکے اور ابن قتیبہ نے اجماع
اہل حرمین کا اسپر اور نقل کیا ہی ابن قتیبہ نے اکثر اہل عراق سے اور روایت کیا ہی ابن
طاہر نے ساتھ سند اپنی کے کہ جب دیکھے تو اہل مدینہ کو کہ اجماع کیا ہی کسی چیز پر پس جانئے
کہ وہ سنت ہی اور روایت کیا ہی یونس بن عبد الاعلیٰ نے کہ پوچھا مینے امام شافعی رحمہ اللہ
سے حال اباحت اہل مدینہ کا سماع کو تو فرمایا اونہون نے کہ نہین جانتا مین کسی ایک کو
علما رحجاز سے کہ مکروہ رکھا ہو سماع کو مگر وہ جو اوصاف مین ہو اور ذکر کیا ابویعلی حنبلی نے
کہ یوسف بن یعقوب کو ماجشون اور بہائی اونکے رخصت کرتے تھے اور اجازت دیتے تھے سماع
کی اور کہا یحیی بن معین نے جو بڑے علماے حدیث سے ہین کہ آتا تہا مین یوسف بن ماجشون
کے نزدیک پس وہ حدیث سناتے تہے ہمکو اپنے گہر مین اور چہوکریان اونکی بجاتی تہین
معازف کو دوسرے گہر مین اور یہہ علما ثقات اور اہل حدیث کے ہین کہ مخرج ہین صحاح
مین اور کہا ہی عبد العزیز بن سلمہ نے کہ ماجشون جو کہ مفتی اہل مدینہ کے تہے اور روایت
کرتے ہین انسے ائمہ حدیث اور تخریج کی ہی انسے صحیحین مین اجازت دیتے تہے بجانے
عود کے اور نقل کیا ہی صاحب نہایہ نے شرح ہدایہ مین حنفیہ سے بعد نقل کرنے اونکی
تحریم کو بعض اونکی سے اباحت کو جبکہ تغنی کرے یا استفادہ کرے ساتھ اوسکے نظم
قوافی کو تاکہ ہو فصیح زبان اور کہا ہی لا باس بہ اور بعضے حنفیہ کہتے ہین کہ اگر تنہا ہو
اور تغنی کرے واسطے دفع کرنے وحشت کے اپنے نفس کی تو لا باس بہ ہی اور اسیکا اخذ
کیا ہی شمس الائمہ سرخسی نے اور استدلال کیا ہی اسکا ساتھ اسطرح کے کہ تہے انس بن مالک

رضی اللہ عنہ کہ کرتے تھے اوسکو اپنے گہر مین اور تحسین کرتے تھے اوسکو بطریق اہد کے اور
کہا ہی کہ جو کوئی کہ قائل ہی ساتھہ کراہت مطلقہ کے تو وہ حمل کرتا ہی حدیث انس کو اوپر پڑہنے
اشعار مباحہ کے اور جزم کیا ہی صاحب بدائع نے حنفیہ سے ساتھہ اوس چیز کے کہ ذکر کیا
ہی شمس الائمہ نے اور تعلیل کی اسطرح پر کہ سننا راگ کا نرم کرتا ہی دلکو اور صاحب ذخیرہ
نے حنفیہ سے نقل کیا ہی بعض سے یہہ کہ لا باس بہ ہی اعراس مین یعنی شادیون مین اور
بعض نے کہا ہی کہ لا باس بہ ہی تمام ایام عید اور سب اوقات سرور مباحہ مین اور اختیار
کیا ہی اوسکو علماء محققین سے شیخ الاسلام ابو محمد بن عبد السلام اور صاحب انکے شیخ محمد بن
دقیق العید نے اور کہا ہی صاحب امتاع نے کہ محقق تھے صوفیۂ کرام مین جماعت اہل فقہ
اور حدیث اور معرفت انواع علوم شرعیہ کے مثل اوستاد ابو القاسم قشیری اور شیخ ابو طالب
مکی کے اور شیخ شہاب الدین سہروردی نے ذکر کیا ہی انکو اپنے رسائل اور تصانیف مین
اسطرح کہ کرتا ہی دلالت اوپر اباحت سماع کے قولاً اور فعلاً اور تھے جنید رحمہ اللہ فقیہ کہ
فتویٰ دیتے تھے اوپر مذہب ابو ثور کے اور حکایت کی ہی اوسنے امام قشیری اور سہروردی
وغیرہما سے کہ کہا اونہون نے کہ نزول کرتی ہی رحمت الٰہی اس طائفہ پر تین مقام مین ایک
وقت کہانے کے کیونکہ یہہ لوگ نہین کہاتے مگر نزدیک فاقہ کے اور دوسرے وقت ہمنشینی اور
ہمکلامی کے کیونکہ کلام کرتے ہین مقامات صدیقین اور انبیاء مرسلین مین اور تیسرے وقت
سماع کے اسواسطے کہ سنتے ہین یہہ ساتہہ وجد اور شہود حق کے اور حکایت کی ہی علماء جماعت
صحابہ سے اس معاملہ مین بہت حکایات کہ اکثر وہ مذکور ہین کتب قوم مین **وصل** جان کہ
صاحب امتاع نے ذکر کیا ہی کہ سماع مین تین قول ہین حرمت اور کراہت اور اباحت
اور ذکر کیا ہی دلائل ہر مذہب کو اور ترجیح دی ہی مذہب اباحت کو جیسا کہ مدعا اوسکا ہی

اور جواب دیا ہی استدلالات اور تمسکات حرمت اور کراہت کا اور طول کیا ہی اثبات مذہب
اباحت مین اور ثابت کیا ہی اوسکو ساتھہ کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس کے اور
وجہ قیاس کی یہہ ہی کہ جب ثابت ہوگیا سنت صحیحہ مین جائز ہونا تغنی بالقرآن کا تو اشعار
مین بہی جائز ہوگا بدلیل جامع اسکے کہ تغنی قرآن مین اوبہارتی ہی حزن اور شوق کو
اور کشش کرتی ہی خشوع اور خضوع کو اور یہہ بات ایسے اشعار مین ہی کہ وہ شوق دلانیوالے
ہون طاعات اور مباحات کے اور زہد کے دنیا سے اور رغبت کیطرف آخرت کے اور مثمر
ہو زیادہ محبت الہی تعالے و تقدس کے اور متابعت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ
وسلم کے تو یہہ بہی جائز ہی اور بعض نے قیاس کیا ہی اوپر حدی اور نصیب اور نشید اعراب
اور اقسام دوسرے پر کہ جو جائز اور مباح بالاتفاق ہین اور یہہ تمام اوس تقدیر پر صورت
پذیر ہوتا ہی کہ نص قطعی حرمت اور کراہت غنا پر ثابت نہو ورنہ قیاس کرنا مقابلہ نص مین
لازم ہوگا اور یہہ باطل ہی اور قائل اباحت کے کہتے ہین کہ کوئی نص اوس جانب وارد
نہوئی ہی اور اگر ہی تو صحت کو نہ پہونچی ہی کہا حضرت شیخ محدث دہلوی مصنف کتاب مدارج النبوت
رحمہ اللہ نے کہ مقصود کاتب الحروف کا نقل کرنے اقوال اباحت سے یہہ ہی کہ تا معلوم ہو کہ
مسئلہ مختلف فیہ ہی جزم اور یقین کرنا کسی ایک جانب کا اور ترجیح دینا اوسکا اور تعصب
کرنا اوسمین مناسب طریقہ اختلاف کے نہین ہی اگر کسیکو صلاح وقت اسمین معلوم ہو کہ توقف
کرے اور لحاظ احتیاط کا کرے اور ورطہ خلاف اور نزاع مین نہ پڑے اور سلامتی حال
اپنی کے اسمین جانے اور احتیاط اور تقوی اسمین اندیشہ کرے تو یہہ اوسکو مبارک ہو مگر
چاہیے کہ زبان حال اور قال کے طعن اور تشنیع اور تضلیل اور تفضیح بزرگون سے اور انکے
پیچہے پڑنے سے باوجود متعارض ہونے دلیلون کے اور متغائر ہونے طریقون کے اور

موجود ہونے علما اور فقہا اور عرفا کے اوس جانب دوسری مین قطع نظر راج اور مرجح ہونیکے کوتاہ اور نگاہ رکہے آور رشتہ انصاف کو نہ چہوڑے ؎

صحت وعافیت گرچہ خوش افتاد اے دل		جانب عشق عزیز ست فرو مگذارش

اور قائلان اباحت کو بہی مناسب نہین ہی کہ تعصب کرین اور منکر اقوال علما کے ہون خصوصًا ایسے لوگ کہ جو سالک طریقہ دیانت اور نصیحت کے ہین وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ اور ہر دونون گروہ کو چاہیے کہ رعایت طریقہ تمیز اور تفصیل کو نہ چہوڑین کیونکہ توقف اور احتیاط کرنا سب کامون مین محمود اور بہتر ہے آور افراط اور تفریط ہر جگہہ مذموم اور بد ہے وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَمِنْهُ الْعِصْمَةُ اور اسیطرح صاحب امتاع نے آلات اور مزامیر مین بہی کلام کیا ہی اور کہا ہی کہ مشہور مذاہب ائمہ اربعہ رحمہم اللہ مین حرمت مزامیر کی ہی آور باوجود اسکے بعض علما مذہب شافعی اور اصحاب ظواہر اور امام غزالی اور امثال انکی نے خلاف بہت نقل کیے ہین آور اقسام آلات اور مزامیر کو ذکر کیا ہی لیکن دف بجانا سو یہہ مختلف فیہ ہی بعض نے مطلق مباح کہا ہی آور بعض نے مطلق حرام رکہا ہی اور بعض نے فرق کیا ہی جہانجہ دار اور غیر اوسکے مین اور جنانا مباح ہونا اوسکا ہی نکاح مین بلکہ بعض نے اعلان اوسکا ساتہہ دف کے مستحب کہا ہی آور شبابہ جو بمعنی نے کے ہوا اسمین بہی اختلاف ذکر کیا ہی دوسرے ایک قسم مزامیر سے عود ہی کہ جسکو بربط بہی کہتے ہین آور تار رکہتا ہی کہ جنکو زیر وبم کہتے ہین اور اسمین بہی اختلاف بہت ذکر کیے ہین آور کہا ہی کہ مشہور مذاہب اربعہ مین یہہ ہی کہ بجانا اور سننا اوسکا حرام ہی آور گئے ہین ایک گروہ علما کیطرف جواز اوسکے کے آور نقل کیا ہی سننا اوسکا عبداللہ بن جعفر اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے آور حکایت کیا گیا ہی کہ تشریف لائے عبداللہ

بن عمر نزدیک عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہا کے پس پائی نزدیک اونکے جو کری کہ بجاتی تھی وہ عود پس کہا عبداللہ بن جعفر نے عبداللہ بن عمر سے کہ آیا دیکھتے ہو تم اسمین مضائقہ تو کہا اونہون نے کہ نہین اسمین کچھہ مضائقہ اور نقل کیا ہی سننا اوسکا عبداللہ بن زبیر اور معاویہ بن ابوسفیان اور عمرو بن العاص اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم سے اور غیر صحابہ سے عبدالرحمن بن حسان اور خارجۃ بن زید سے کہ جو فقہاے سبعہ مدینہ منورہ سے ہین اور نقل کیا ہی استاد ابومنصور نے زہری اور سعید بن المسیب اور عطا بن ابی رباح اور شعبی اور عبداللہ بن ابی عتیق اور اکثر فقہاے مدینہ مطہرہ رضی اللہ عنہم سے اور حکایت کیا ہی خلیلی نے عبدالعزیز بن ماجشون سے کہ وہ رخصت اور اجازت دیتے تھے عود کی اور حکایت کی ہی ابن سمعانی نے طاوس سے اور حکایت کی ہی ابراہیم بن سعد سے کہ آئے یہہ نزدیک رشید کے اور کہا کہ مین چاہتا ہون عود پس کہا رشید نے کہ آیا عود انگیٹھی کا چاہتے ہو یا عود بجانے کا کہا نہین بلکہ چاہتا ہون عود بجانیکو پس طلب کیا رشید نے عود کو اور بجایا اوسکو ابراہیم بن سعد نے اور فتوی دیا اباحت غنا اور عود کا اور نقل کیا ہی فاکہی نے تاریخ مکہ معظمہ مین ساتھہ اپنی سند کے کہ جو ہے موسی بن المغیرہ جمحی سے کہ بلایا اونہون نے عطا بن ابی رباح کو پس آئے وہ اور تھے وہان ایک گروہ کہ بجاتے تھے عود کو اور غنا کرتے تھے سو جبکہ عطا کو آتے ہوئے دیکھا تو ٹھیر گئے اوس سے پس کہا اونہون نے کہ مین نہ بیٹھونگا جب تک کہ تم عود اور مراجعت نکرو طرف اوسکے کہ جو کر رہے تھے پھر بیٹھے اور کھانا کھایا اور صاحب امتاع نے اسی بحث کو اصل رکھا ہی اور دوسرے مزامیر کو اسپر قیاس کیا ہی اور خلاصہ کلام یہہ ہی کہ وہ یعنی صاحب امتاع کا اسباب مین وسعت اور فراخی سے خالی نہین ہی اور اجتماع آلات اور مزامیر کو

بھی نقل کیا ہی اور کہا ہی کہ اختلاف ہی درمیان قائلین حرمت کے کہ آیا وہ کبیرہ ہی یا
صغیرہ اور متاخرین شافعیہ اسپر ہین کہ یہہ صغیرہ ہی کہا حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ
نے کہ یہہ چند کلمہ کتاب مذکور کے نقل کئے گئے اور مذمہ اور عہدہ اسکا کتاب والے پر ہی
اور غرض اسکی نقل کرنے سے بجز اسکے نہین ہی کہ اگر ناگاہ اس گروہ سے کچھہ ادین کی
بات نقل کیجاوے تو مبالغہ تشدید اور تجہیل اور تشنیع اور تفسیق اور تضلیل مین نکرین
اور چھپانا عیوب اور لغزش قوم کا شیوہ اپنا کرین اور عوام کو نہ چھوڑین کہ پیروی
انکی کرین فالحق احق ان یتبع واللہ اعلم وعلمہ احکم کہا شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ
نے کہ اس ضعیف نے اس مسئلہ مین کلام مواضع متعددہ مین کیا ہی اور سب مین طریقہ
تفصیل اور تردید اور توسط کو نگاہ رکہا ہی ساتھہ اولی میل کے طرف حرمت یا کراہت
کے اور اس کتاب مین یعنی مدارج مین نقل کرنا اقوال جانب اباحت کا غالب ہوا ہی کیونکہ
وہ جانب دیگر یعنی حرمت یا کراہت کے مشہور اور مقرر ہی او ہان مین حاجت نقل کی
نہین رکھتا اور نیت وہی ہی کہ جو کہی گئی ہی

عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو		نفی حکمت مکن از بہر دل عامی چند

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ
آمین اور جاننا چاہیے کہ ہر زمانہ مین ابتدا رحال سے تا امروز جو کوئی کہ طرف اباحت
غنا اور سماع اوسکی کے گیا ہی قولاً یا فعلاً تو انکار اور استبعاد طرف اوسکے متوجہ ہوا
ہی جیسا کہ حکایات اور روایات سے کہ جو اس باب مین آئی ہین روشن اور ظاہر ہی
اور مشکوۃ شریف مین لائے ہین کہ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہ انکو بدری بہی
کہتے ہین یا بسبب نسبت اصحاب کے کہ یہہ غزوہ بدر مین حاضر تھے یا بسبب اسکے کہ ساکن

انکا بدرہی اور ایک صحابی دوسرے اعیان صحابہ سے رضی اللہ عنہم آپسمین بیٹھے تھے اور
سماع غنا کا کرتے تھے ایک شخص دوسرے کہ حاضر تھے سننا انکے راگ کو اونپر گران ہوا اور انکار
کیا اور کہا کہ اے دونون مصاحبو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
کے تم سرود سنتے ہو انھون نے کہا کہ اگر تم بھی سننا چاہتے ہو تو آؤ بیٹھو اور سنو نہین تو
جاؤ اور حکم دیا ہی ہمکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ سنین ہم
اسکو اور یہہ معاملہ عروسی مین تہا کہ تغنی اوسمین بالاتفاق مباح ہی بڑہکر یہہ کہ عبد اللہ
بن جعفر رضی اللہ عنہ کہ اس کام کے حریص اور مشغوف تھے اور معاویہ رضی اللہ عنہ
بہی اونکے شریک اور موافق تھے اور دوستی اور محبت رکھتے تھے تو بی بی جناب معاویہ
نے اظہار انکار کا کیا عبد اللہ پہا اور عیب پکڑا اونپر اور کہا معاویہ نے کہ حال اونکا یہہ ہے
تو انکا کیا اعتقاد کرتی ہو دوسرے روز کہ عبد اللہ بیچ گہر معاویہ کے آئے اور نماز بہت کی
اور بندگی بہت کی تو معاویہ نے اپنی بی بی سے کہا کہ انکو دیکہو کیا کرتے ہین پس وہ
بی بی انکار سے باز آئین اور حقیقت حال کی اور منشا اختلاف کا یہہ معلوم ہوتا ہے
کہ سرود سننا اور آلات اور مزامیر بجانا زمانہ قدیم مین کاروبار فاسقون اور
شرابخوارون وغیرہا کا تہا اور اسی سبب حدیث صحیح مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہی کہ بہیجا گیا ہون مین اور حکم کیا گیا ہون
کہ مٹادون اور نابود کردون آلات لہو اور مزامیر کو اور منع کردون شراب خمر اور
زنا سے اور اصل مین نام غنا لہو ہی اور ذکر اسکا باب ملاہی مین کرتے ہین اور بعد
محو ہوجانے اور مٹ جانے آثار ان امور کے اور جاتے رہنے اور رفع ہونے ان منکرات
کے جبکہ وہ رسم اور عادت نہ رہی مسلمان صالح اور پارسا بھی اوسمین پڑگئے اور اس سبب سے

محفوظ ہوئے بغیر ملائکے ساتھ فسق اور منکرات کے اور بغیر اختلاط کے ساتھ اہل فسق وفجور
کے اور ایک جماعت نے جب دیکھا کہ یہہ عادت فاسقون کی اور نشانی بیقیدی کی ہے
اور مشابہت ایسون کے حال سے رکھتی ہی تو بخوف اسکے کہ مبادا کہین سر نکالے اس سے
بچنا اور اجتناب کیا اور دوسرونکو بہی تخویف تحذیر فرمائی اور شارع سے بہی اگر
باین لحاظ منع اور تحذیر اور وعید صادر ہوئی ہو تو دور نہین اور رہ وہ جو محدثین
رحمہم اللہ نے کہا ہی کہ منع اور نہی شارع سے ثبوت کو نہ پہونچی اور کوئی حدیث اس باب
مین صحت کو نہ پہونچی تو بعد تقریر اسکے کہ دائرہ صحت کا بیچ اصطلاح اس طائفہ کے تنگ ہے
مراد یہہ ہوگی کہ نہی راگ کی مطلقا اور حرمت اوسکی لذاتہ ثابت نہین ہوئی ہی جیسے کہ خمر
اور زنا اور مثل اسکی کے اور رہ وہ جو بعض اہل ظواہر نے کہا ہی کہ جو کوئی حدیث ہی نہین
وارد ہوئی تو یہہ بات خالی مکابرہ سے نہین ہی اور مثال اس حال کی قضیہ ظروف اور
اوانی اور برتنون کا ہی کہ جسکو حنتم اور مزفت اور نقیر اور دبا نام رکہا ہی کہ وقت
مباح ہونے خمر کے اونکو مستعمل کرتے تہے اور شراب اوسمین پیتے تہے اور جبکہ شراب حرام
ہوئی تو استعمال اس قسم کے برتنون کا اور کہانا پینا دوسری مشروبات مباحہ کا اومین
چند ایام حرام کیا بوجہ محو کرنے اور مٹانے آثار شراب کے اور جو کہ حرمت شراب کی ثابت
اور مقرر ہوگئی اور حاجت قلع اور قمع آثار اور علامات اوسکی کے نرہی تو منع کرنا اور نہی
کرنا اون ظروف اور برتنون کا بہی نرہا اور بارجود اسکے علماء اور ائمہ دین رحمہم اللہ
دو فرقہ ہوگئے ایک فرقہ طرف منع کے گیا استعمال کرنے اوس آوانی سے اور دوسرا فرقہ
طرف جواز کے جیسے کہ یہہ مذکور ہے اپنے مقام مین اور ما نحن فیہ یعنی معاملہ راگ مین بہی
مانند اسکے دو فرقہ ہوئے ایک بنظر عادت شریف قدیم کے کہ یہہ صورت نشانی اہل فسق کا

ہی تو یہہ لوگ منع اور رسم احتیاط کے گرفتار ہوئے اور دوسرے فرقہ نے نظر اوپر معنی اور
حقیقت حال کے رکہی کہ اگر وہ راگ ساتھہ ملابست اور مخالطت فسق اور منکرات کے ہی
تو حرام ہی ورنہ مباح ہی واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم اور پہر بعد اسکے تعصب اور تشدد
درمیان مین آیا کہ ادہر تو منع کرنیوالونے افراط اور زیادتی کی کہ راگ کے کرنیوالون
کو مطلقاً منسوب طرف فسق کے اور کفر اور زندقہ کے رکہا اور ادہر بہی مباح کہنے والون
نے بموجب اپنے گمان کے اوسکو طاعت صرف اور عبادت محض ٹہیرایا اور بالکلیہ اوقات
کو مشغول اوسکا کیا اور مجمع اور معرکہ ٹہیرائے اور دونون فریق نے فرق درمیان
اہل اور نااہل کے نہ کیا اور رشتۂ انصاف کا کہ معنی اوسکے نصف لی ونصف لک ہی
ہاتہہ سے چہوڑا اور طریقۂ ادب کو کہ حقیقت اوسکی نگاہ رکہنا حد ہر چیز کا ہی نگاہ نہ رکہا
اور ایک منشا اختلاف کا یہہ ہی کہ ایک جماعت کی نظر اوپر تاثیر اور تصرف نغمہ کے بواطن
مین پڑی اور اپنے مقام سے گیرے اور ایک جماعت کو جواز اور عدم جواز فقہی نظر مین
آیا اور یہہ اپنی جگہہ پر رہگئے اور شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ تاثیر نغمہ
کی بالذات اوپر روح حیوانی کے ہی کہ حرکت اور اضطراب کرنا کام اوسی کا ہی اور روح
انسانی منزہ ہی کیونکہ وہ مقام وارد ہونے معانی کا ہی اور سکون اور منفعل ہونا اوسکی
ذاتی صفت اوسکی ہے لیکن اس مقام مین کسیکو پہونچتا ہی کہ کہے ہان البتہ
تاثیر نغمہ کی بالذات اوپر روح حیوانی کے ہی مگر بسبب ہمسائگی اور اتصال کے کہ جو درمیان
روح حیوانی اور روح انسانی کے ہی حال اس ایک کا اوس دوسرے مین سرایت کرے
تو کیا اور کون مانع ہی اور یہی شیخ کہتے ہین کہ نشان تاثیر کرنے قرآن مجید کا باطن
مین یہہ ہی کہ ساتھہ غنا اور بغیر غنا یکسان اور برابر ہو اور اگر نغمہ سے تاثیر کرے تو

وہ تاثیر قرآن کی نہین ہی بلکہ یہہ تاثیر نغمہ کی ہی نہ قرآن کی تو یہہ بات بہی خالی ازحکمت
سے نہین ہی اسواسطے کہ نغمہ حلیہ اور زیور ہی قرآن مجید کا جیسا کہ حدیث شریف مین
آیا ہی کہ زینت دو تم قرآن مجید کو اپنی آوازون سے اور یکسان ہونا دونون حال کا
یعنی نغمہ اور بلانغمہ کا خارج دائرہ امکان سے ہی مگر وہ شخص کہ جسکا شہود اور کشف مجرد
ذات اور صفت الٰہی تعالے کا ہو **فائدہ** صاحب امتاع نے کہا ہی کہ اختلاف کیا ہی
اسمین کہ اول کس شخص نے تغنی کی ہی غناے عربی مین پس کہا ہی ابو بلال عسکری نے
کہ اکثر اہل علم کے اسپر ہین کہ نام اوسکا طویس تہا اور یہہ معاملہ اسطرح پر ہوا کہ جب ابن
زبیر رضی اللہ عنہ نے بنا کی کعبہ شریف کی تو بناتے تہے اوسکو اہل فارس اور اہل روم
کے اور تغنی کرتے تہے ساتہ الحان اپنی کے اور سنا اوسکو مغنیان عرب نے اور نقل کیا اوسکو
عربی مین اور پہلا وہ شخص کہ شروع کیا اوسنے طویس تہا اور طویس کو مشوم کہتے ہین جو
بمعنی نامبارک اور منحوس کے ہی بسبب اسکے کہ پیدایش اوسکی روز وفات آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہوئی اور فطام یعنی دودہ چہوڑانا اوسکا روز
وفات ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تہا اور بالغ ہونا اوسکا روز موت عمر رضی اللہ
عنہ کے تہا اور نکاح کیا اوسنے روز قتل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے اور پیدا
ہوا اوسکے بیٹا روز موت علی رضی اللہ عنہ کے اور کہتے ہین کہ پہلے نقل ہونے اس غناے
موسیقی کے عرب مین اقسام غنا اور خوش آوازی تہی مثل نصیب اور نشید اعراب
اور حدی اور رکبانی کے اور یہہ اقسام تمام مباح ہین کسیکو اسمین خلاف نہین ہی اور
انہین اقسام پر حمل کرتے ہین ہر غناے موسیقی کو وہ لوگ کہ قائل ہین ساتہ حرمت اوسکے
جو منقول ہی صحابہ اور تابعین وغیرہم اسلاف رضی اللہ عنہم سے جیسا کہ اخبار اور آثار

گذشتہ سے ظاہر ہوتا ہی البتہ بعض صحابہ مثل عبد اللہ بن جعفر وغیرہ سے سننا غنا کے موسیقی کا بھی جو کہ رویون سے مروی ہی اور کہتے ہین کہ وہ رضی اللہ عنہ مغنیات سے بھی سنتے تھے اور معنی اور حقیقت مین اقسام غنا کے سب ایک ہین اور راجع ہین طرف حسن صوت اور خوش آوازی کے اور اسمین کچھ تفاوت نہین ہی ہان قرأت قرآن مجید مین تفاوت ہوتا ہی اسواسطے کہ غناے موسیقی مین تمطیط اور تغیر بہت ہی یہ تمام کہا گیا لیکن تغنی اور اوسکے سننے مین بحیثیت اتباع جناب سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور اقتضاے اصحاب اور اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بطریق تقرب اور تعبد کے کہ اسپر اجتماع کیا ہو خلجان باقی ہے جواب وہی ہی کہ حل اور مقام جناب انور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا بلند اور عالی ہی دوسرونکی وضع اور مشرب مختلف ہی بعض پر طرف ورع اور تقوی کے غالب ہے اور احتیاط دامن گیر وقت کے ہی اور ذوق اور جمعیت عبادات اور طاعات کے حاصل ہی اور بعض پر سکر اور مستی نے غلبہ کیا ہی اور ذوق انکا سماع مین پڑا ہی مدعا یہ ہی کہ راگ ایک امر ہے مختلف فیہ اور امر مختلف فیہ مین عیب ایک دوسرے کا نہ چاہیے کرنا اور ہر ایک کو بحال خود چھوڑنا چاہیے فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ۝ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ۝ وَاِلَيْهِ الْمَرْجِعُ وَالْمَاٰبُ ۝ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ هُدَاةِ طَرِيْقِ الْحَقِّ وَمُحْيِيْ عُلُوْمِ الدِّيْنِ ۝ اٰمِيْن اٰمِيْن ثم اٰمِيْن

حضرت شیخ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالے نے غزوہ خیبر مین بیان حدی اور غنا کا مختصر لکھا ہی فقیر اوسکو بھی نقل کرتا ہی وہو ہذا تنبیہ جان کہ ایک اقسام غنا سے

حدی ہی کہ مباح ہی سننا اوسکا بالاتفاق اور سنا ہی اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ واصحابہ وسلم نے اور پسند رکہا ہی اوسکو چنانچہ جابجا معلوم ہوچکا ہی اور آپکے ایک
حدی خوان تہے کہ نام اونکا انجشہ تہا اور نہایت خوش آواز اور حسن صورت رکہتے
تہے اور معنی حدی کے تحسین رجز مباح بہ آواز نرم اور شیرین ہین واسطے تخفیف محنت سفر
اور کشش نشاط نفس کے ہی اور قطع کرتا ہی اونٹ ساتہہ اوسکے بیابانون کو اور اوٹہاتا
ہی بارہا گران کو اور ایکقسم دوسری ہی کہ اوسکو رکبانی کہتے ہین اور اسکو سوارین
مین واسطے تخفیف تکلیف سفر کے پڑہتے ہین اور یہہ بہی مباح ہی اور امیر المومنین عمر
رضی اللہ عنہ سفر مین اوسکو بہت سنتے تہے اور ایکقسم دوسری اور ہی کہ اوسکو نشید
کہتے ہین اور یہہ پڑہنا اشعار اور قصائد کا ہی ساتہہ آواز خوش کے اور محل خلاف
کا بلند کرنا آواز پے درپے کا ہی ساتہہ ترتیب خاص کے بہ رعایت قواعد موسیقی اور تکلف
کے اوسمین اور کلام اسمین بہت دراز ہی آخر باب عبادت مین کچہہ اسمین کا گذر چکا ہے
تمام ہوا ترجمہ کتاب مدارج النبوت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کا واللہ اعلم
بالصواب اور بہی مولانا محدث دہلوی نے اپنی کتاب مکتوبات کے مکتوب چہٹے مین جسکا
نام ترع الاسماع باختلاف اقوال المشایخ واحوالہم فی السماع ہی تحقیق اس مسئلہ کی فرمائی ہی
اور اوسکا خلاصہ اس تنبیہ مین جو درج کتاب ہذا ہی تحریر کیا ہی ہمنے فقط اوسی تنبیہ کا ترجمہ
کرکے تتمہ اور تکملہ خاتمہ قول فیصل باب سماع کا کرکے کتاب کو اوسپر تمام کیا ومن اللہ التوفیق
علی الخاتمۃ بالحسنی والایمان وھو ھذا **تنبیہ** واضح ہو کہ افعال اور اقوال مشایخ
طریقت رحمہ اللہ کے معاملہ سماع مین مختلف اور متعارض ہین اور شک نہین اسمین کہ مقتضا
اختلاف اور تعارض کا بالطبع توقف اور تردد کرنا ہی اور غالب کرنا اور راجح کرنا ایکجانب

اور کسی طرف کا ساتھ کسی باعث اور کسی سبب کے ہوتا ہی اور اس معاملہ مین باعث اور
سبب چند چیز ہین ایک ساتھ بطالت وقت اور غلبہ احکام طبیعت اور شہوت کے اور
بے پروا ہی کے ساتھ احکام شرع اطہر کے اور نبودنیت کے بیچ عزیمت اور اتباع
احسن اور عمل بالا دلے اور ایسے کہتا ہی تو یہہ خارج بحث سے ہی اسواسطے کہ جنکا
یہہ حال ہی وہ بیچ حکم چارپایون اور انعام کے ہین کہ انکے افعال کو ضبط نہین ہے
بل ہم اضل بلکہ ایسے لوگ بہائم سے بہی بدتر اور گمراہ تر ہین اور دوسرا ایک گروہ
ہین ارباب نفس سے کہ جو ذوق طاعت اور عبادت سے اور لذت ذکر اور تلاوت
سے اور خلوات اور مناجات سے محروم ہین انمین سے بعض تو بسبب اصل پیدایش
کے اور بعض بسبب عادت اور صحبت ارباب سستی و راحت کے ایسے ہین کہ جب انکو
سننا نغمہ سے کہ بالطبع حرکت دینے والا باطن کا اور جمع کرنیوالا پریشانی خواطر کا ہی
لذت اور سرور اور شعور اپنے مطلوب پر حاصل وقت انکے کا ہوتا ہی تو بسبب بادستگی
مرلوط ہو جاتے ہین اور فریب کہاتے ہین اور صرف اسی حالت کو غنیمت شمار کرکے ساتھ
زینت دینے اور فریب نفس و شیطان کے اسکو عبادت اور ریاضت پر بہی ترجیح
اور فضیلت دیتے ہین اور اہل ریاضت کا انکار کرتے ہین اور ذوق اور لذت
عشق سے محروم جانتے ہین تو ایسے لوگون کی سزا یہہ ہی کہ روز بروز راہ دین اور دیانت
سے بیگانہ تر اور دور تر ہوتے ہین اور جس حال مین کہ ہین منہمک اور غالب تر ہوتے ہین اور
نماز سے بجز اوٹھنے بیٹھنے کے انکو نصیب نہین ہی اور پہر وہ بہی ساتھ ریا اور تکلف کے
اور خوف زجر اور بدگوئی خلایق کی کرتے ہین یہانتک کہ رفتہ رفتہ نوبت اسپر پہونچتی
ہی کہ وہ بہی ترک ہوتی ہی اگر ایسے لوگون کے نزدیک خوش آوازی ساتھ خوبصورتی کے

جمع ہونیسے مناکحہ عورات بنفنیات ہو ماہیت ذوق اور شوق اُنکے کی سبب موجود ہونیکے حالت صوری اور مادی کے کامل تر ہوتی ہی اور بہشت کہ اُس میں کوئی ذوق نہیں ہوتا اگر کوئی چیز کہ باعث اعتدال مزاج طبعی کے اور یہان قوای حیوانی کے بعمل مین لاوین تو خود ایک دوسری قیامت کا قائم ہونا ہی اور پیر اُنمین سے ایک وہ گروہ ہی کہ ساتھہ خوش طبعی اور سخن رسی اور ذوق حکایات اور اشعار اور رموز اور اشارات اور اسرار کہ جو طائفہ وجودیہ اور باطنیہ کے رکہتے ہین موصوف ہین تو یہہ گروہ خود عارف زمانہ کے اور کامل روزگار کے اور پیشوا طریقہ ان شریروں کے ہین مرتبہ حال اُنکے کا موافق گمان اور پندار اُنکی کے برتر اور بالا ہی اوس سے کہ فہم علما اور زہاد اور عباد کی اوسکو پہونچی معاذ اللہ عن المکر و الاستدراج کاشکے یہہ ذوق اور حال اور معرفت خود ہرگز نہوتا اور فقط ساتھہ نماز اور روزہ خشک کے کہ جو دین عجائز کا ہی موافقت کر کر ایک صورت ایمان کی اس عالم فانی سے ہمراہ اپنے لیجاتے تو حقیقت مین یہہ گروہ بھی خارج بحث سے اور باہر دائرہ اعتبار سے ہین اور بڑی بکر شبہہ اور خفی تر اشتباہ اُنکا اس مقام مین پیروی پیرون کی ہی یعنی کہتے ہین کہ جو کچھہ ہمارے بزرگون اور پیرون نے کیا ہی اور کرتے آئے ہین وہ ہم بھی اُنکے اتباع مین کرتے ہین اور یہان ایک جماعت ہی کہ احکام شریعت کو نہین جانتی اور اقوال احادیث اور اقوال علما کے کبھی نہین سنے ہین تو یہہ لوگ نادان اور جاہل ہین اُنکا تعلیم کرنا اور حقیقت حال کو اُنپر ظاہر کرنا چاہیے اور ایک گروہ دوسرا ہی کہ وہ کہتے ہین کہ ہمکو شریعت سے کیا کام ہی بلکہ ہم مملوک پیرون کے ہین اور ہاتھہ تمسک کا اُنکے دامن عزت پر مارا ہی وہ جسطرح چاہین سو کچھہ ہو تو یہہ کہنے والے لوگ کافر ہین اُنکو تعذیر کرنا چاہیے اور حد ارتداد کی قائم کرنا چاہیے اور ایک جماعت

ایسی ہی کہ کہتے ہین اگرچہ ظاہر سنت کا تو جو دایسا ہی معلوم ہوتا ہی لیکن جو کہ یہہ کام
بزرگون نے کیا ہی تو بے سند اور بغیر دلیل کے نہوگا اگرچہ وہ سند ہمکو معلوم نہین ہے
تو یہہ بات گو کہ تقلید کی ہی مگر عالم اعتقاد پیری اور مریدی مین وجہ رکھتی ہی اور عذر
کے لایق ہی لیکن ان لوگون سے یہہ کہنا چاہیے کہ بزرگون نے جو کچھہ کہ کیا ہی ساتھہ غلبہ
حال اور مستی اور بیخودی کے کیا ہی اور وہ بھی کبھی کبھی کیا ہی اور بسبب مصلحت وقت
اور مقتضاے حال اور ایسے ہی ساتھہ نیت اور شرائط اور آداب کہ کہ جو رکھتے تھے
اوسکو کیا ہی اور اسکو طریقہ اپنا نہین ٹھیرایا اور دوسرونکو بھی اسکا حکم نہین کیا اور
تعصب تمہارا تو انکا سا ذوق اور حال کہان ہی اور ایسی صلاح اور نیت کسکی ہی البتہ
یہہ بات ہی کہ اگر اونکی سی صفات اور احوال اور آداب تمہارے بھی ہین اور تم خود
مع دوسرون کے کہ جو ایسی مجالس اور مجامع مین حاضر ہون اگر اپنے آپ مین یہہ معنی
خواہ یقین یا بگمان دیکھتے ہو تو خدا مبارک کرے تم بیشک تابع بزرگون اور پیرون کے
ہو واللہ خبیر بما تعملون اور ایک جماعت دوسری ہی کہ جو درپے ثابت کرنے اس
عمل سماع کے ساتھہ احادیث اور اخبار اور آثار کے ہین تو یہہ طریقہ بھی خالی تکلف سے
نہین ہی اور حدیث قصہ لقد لسعت حیة الہوی کبدی الخ خود نزدیک محدثین
اور محققین مشائخ کے موضوع اور بے اعتبار ہی اور حدیث اون دو جاریہ کی کہ جو
روز عید کے تغنی کرتی تہین اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بسبب علم سابق
کے کہ جو اسکی کراہت اور حرمت کا دین مین رکھتے تھے یا بسبب قیاس اور اجتہاد اپنے
کے کہ ساتھہ دیکھنے صورت لہو اور لعب کے اوسکا اعتقاد کیا تھا اونکو منع کیا جناب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سر مبارک خواب سے اوٹھایا اور فرمایا کہ آجکا روز

عید کا ہو اُنکو منع مت کرو یعنی اسقدر عیش اور سرور دن عید کے مجوز اور مباح ہو تم
بھی آئین سے دلت کرو اور غنا کرنا اور دف بجانا اعراس اور اعیاد اور ولایم مین نکاح
ہی اور تجویز ہو مگر شہوات میں اشرال زمانہ اس سے کچھہ فائدہ نہین پاتے وہ عورتین کون
تہین اور کیا پڑہتی اور کیا سرود کرتی تہین وہ دو لڑکیان تہین کمسن کہ بعض وقائع
جو درمیان قوم اوس اور خزرج کے گذرے تہے ساتہ آواز بلند کے پڑہتی تہین اور
وہ کچھہ گانے والیان نہ تہین صحیح بخاری شریف مین آیا ہی کہ کانتا تغنیان لیستا
بمغنیتین یعنی وہ جو گا رہی تہین کچھہ گانیوالیان اور پیشہ کرنیوالیان نہین تہین
اس سے بنہایت کار جو ثابت ہوتا ہی وہ یہہ ہی کہ تغنی مطلق حرام نہو تو اسقدر مسلم ہی مگر یہہ
اجتماع خاص ساتہ ایک کیفیت مخصوص کے کیا ہی بیان ایک فرقہ ہی کہ اگر خوب انمین غور
کرین تو پیرون کا نام لینا انکا محض بہانہ اور مجرد ایک حیلہ ہی کیونکہ اگر یہہ واقع مین
معتقد پیرون کے ہین تو کیا باعث ہی کہ تمام طریقہاے پیرونمین سے صرف یہی سماع اور
حضور اسکی مجالس کا پکڑ لیا ہی اور باقی سبکو فنا اور برباد کیا ہی ع بدنام کنندۂ نکو
نامے چند باوجودیکہ کہتے ہین وہ یہی ہین حاش للہ ایسے لوگونکو ساتہ پیرون کے کچھہ نسبت اور
پیرونکو ایسو پر ذرہ عنایت ہو بلکہ پیر لوگ اہل حق ہین اور ارباب صدق کے ہین تو ایسے
نفیس لوگ اہل باطل اور کذب کب راضی ہوتے ہین انکے فعل کی بنیاد نفسانیت اور تعصب
پر ہی یہانتک کہ اگر کسی فقیہ اور متشرع کو دیکہتے ہین تو برعکس اوسکے اور زیادہ کرتے ہین اور
تیز اور تند ہوتے ہین گویا کہ اس جماعت سے دشمنی رکہتے ہین اور اپنا دین غیر رکہتے ہین
تا آنکہ ایک جماعت ہین مریدون سے کہ اونہون نے قدم راہ سلوک مین رکہا ہی جہالت
عمل اور تشبہ کے اعمال صوفیہ مین مداخلت کی ہی آمد لباس ریشمی اور اہلبیت کا تماشا

پیل نیتی کے پہنا ہی اور ورد وِرد کی چکی ہی اور معتقد مشائخ کے ہوئے ہین اور امید وار
انکے حالات کے ہوکر اگر مطلق انکار کرتے ہین تو خوفناک ہین کہ مبادا اسمین انکار اور منقصت
ان بزرگون کی لازم ہو اور اگر انکار نہین کرتے لیکن اجتناب اور احتراز کلی کرتے ہین
تو ڈرتے ہین کہ ایسا نہو کہ جو اونھون نے پایا ہی کہین ہم اوس سے محروم رہین اور جیسے کہ اس
معاملہ مین پیروی پیرون کی کرتے ہین ویسے دوسرے کامون مین بھی موافقت رکھتے ہین اور
ریاضت کھینچتے ہین اور جان کنی کرتے ہین تو اگر وجد نہین تو بارے تواجد ہے اور اگر تحقیق نہو
تو مگر تشبیہ باقی ہی یہہ اگر تعصب نکرین اور عادت نہ پکڑین اور غلو نکرین اور ورع اور تقوی سے
ہاتھہ نہ دیوین اور احتیاط کو کام مین رکھین تو بیشک درویش ہین اور بے نشان اہلیت سے
نہین ہین ہرچند کہ بے لگاؤ نفسانیت کے نہون مگر ارباب احوال اور اذواق اور اصحاب
معارف اور مواجید کے ارباب قلوب اور اہل دل سے کہ جو شائبہ بناوٹ اور تصنع اور نفسانیت
سے بالکلیہ عاری اور دریا وجد و شرب اور سکر مین مستغرق اور متوارے ہین یہہ لوگ اور
ہی ہین پھر ایک گروہ دوسرا ہی کہ جو شائبہ نفس بلکہ تقلب قلب سے بھی باہر ہین اور صرف مقام صحو
اور تمکین اور تحقیق مین مقیم اور مستقیم ہین اور سب سے بالاتر ہین اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یعنی یہی لوگ ہین راہ راست پر اپنے پروردگار کے اور یہی لوگ ہین
فلاح پانے والے ورضی اللہ عن جمیع عبادہ الصادقین ورزقنا اتباعهم وسقانا
من مشاربهم الماء المعین وصلی اللہ تعالے علی خیر خلقه استاد الکل امام
الهدی سیدنا محمد واله واصحابه اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین امین ثم امین

تمام شد

صحت نامہ کتاب تحفۃ الامیر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۵	حبوب	ھبوب	۴۹	۵	سب دونمین	سب دیتون مین
۲۱	؍؍	سَیّدِنا	سَیِّدِنا	۵۰	۱۰	درمختار کا	درمختار
۳	۱۰	حار القائل	در القائل	۵۳	۱۱	تغنی کے	تغنی
۶	۱۸	من یتغن	من لم یتغن	؍؍	۱۲	الھو ہو	لھو ہو
۷	۶	زینوا القرآن	زینوا القرآن	۵۴	۱۰	بانت سعاد	بانت سعاد کے
۱۰	۴	کہا گیا	کہا گیا ہی	۵۵	۱۲	فعللہ	فعلہ
۱۲	۱۹	خوشی ہوے	خوش ہوے	۵۶	۶	اوس لفظ	اوس لفظ کی
۲۴	۱۲	دلیل ہی	یہ اسپر دلیل ہی	۵۹	۴	جنگ مین ابغیر	جنگ مین بغیر
۲۷	۱۵	خرّابہ	ضغثا بہ	۶۴	۱۸	القرآن الخز ہے	القرآن الخز کی
۱۵	۱۱	مجاہد مراللہ سکر رہ	مگر غلط ہی	۶۸	۱۲	لعلوہم	بعلوہم
۳۲	۱	شعب لا ایمان ہی	شعب الایمان	۷۰	؍؍	اقنی	اقتنی
؍؍	۹	ابوحفص موسی نے	ابوحفص موسی سے	۷۲	۳	توم طریق کے	القوم طریق کے
۳۷	۱۵	خاص ہے وہ	خاص ہے کہ وہ	۷۷	۶	ابن خیازہ	ابن جنازہ
۴۰	۲	بندر کے	بدر کے	۸۱	۴	راگ کو	راگ کو سنتا ہی
۴۸	۱۸	انتہی باقی	انتہی باقی	۸۸	۱۳	میری بڑی	مری بڑی
؍؍	۱۹	معدو کی ہین	معدودکی مین	۸۹	۱۲	کا لگانا	کا گانا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۲	۴	اور نغمات مین	نغمات مین	۱۷۵	۱۲	دو آواز	دو آوازہ کا
۹۳	۵	موقعون سرور	موقعون مین سرور	۱۸۱	۵	تمسخر	تسخّر
۱۰۱	۲	بات کہ	بات ہے کہ	〃	۷	اسے نہین سنا	انہین سے سنا
۱۰۲	فائدہ مین	شرک قبول	شرکت قبول	۱۸۲	۱	ابوسعید خراز	ابوسعید خراز
۱۱۵	۱۸	مُسلّم الآبا جدی	مُسلّم الآبا جدی	۱۹۴	۱۴	اور رود	اور ڈُوڑُو
۱۱۶	۱	اور روسرے	اور دوسرے	۲۰۱	۱۶	تجھسے	مجھسے
۱۱۷	۸	سوار ہونا	سوار ہونے	〃	۱۷	اذانیتؒ	اذانیت
〃	۱۰	گناہ ہی نہین	گناہ بھی نہین	۲۰۲	۷	درو میرا	ورد میرا
۱۲۱	۱	اوسکا شریک	اوسکے شریک	۲۰۳	۱ اور ۲	لتطمئنّ	نطمئنّ
۱۴۰	۱۸	نظیرین	نظیرین	۲۰۴	۱۱	ہین اور فرمایا	ہین فرمایا
۱۴۵	۷	یہانتک کہ	یہانتک کے	۲۰۵	۱۶	آواز اور	آواز کی اور
۱۵۵	۵	عیسی قرائن	جیسے قرائن	۲۰۹	۶	چھچار ہی	چھچہار ہی
〃	۶	اور قران	اور قرآن	۲۱۷	۷	اسواسطے	اسواسطے کہ
۱۶۰	۱۷	منکسر ہو	منکسر ہوا	۲۱۸	۱	اوسکی مددگاہ	اوسکا مددگار
۱۶۶	۱۹	جعفر پاس	جعفر کے پاس	۲۲۲	۱۸	مین جوکراہت	مین کراہت
۱۶۸	۷	اوسکو نام	اوسکا نام	۲۲۳	۵	اوایک	اور ایک
۱۷۳	۷	کرم	اکرم	۲۲۸	۱۰	رسوم	رسوم کا
۱۷۴	۱۲	بناث	بعاث	۲۳۱	۱۴	جامع	جامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳۳	۱۹	ہدیۃ السنی	ہدیۃ السّنی	۲۹۶	۱۸	علماکیطرف	علماکی طرف
۲۷۶	۱۴	روشنی سے	روشنی سے	۳۰۰	۱۹	نشانی	نشان
۲۷۹	۱۳	ہدیۃ السنی	ہدیۃ السّنی	۳۰۳	۱۶	ستدونا	سیدنا
۲۸۲	۵	شہوت کیطرف	شہوت کی طرف	〃	۱۷	ھدیۃ	ھُدٰاۃُ
۲۸۵	۱۵	محائل	محامل	〃	〃	طریق الحق محی	طریق الحق وحی
۲۸۶	۸	چیزونکا	چیزونکا ہے	۳۰۸	۳	اعباد	آعیاد
۲۹۵	۱	استدلات	استدلالات	〃	۱۵	اہل باطن	اہل باطل
〃	۶	رغبت کیطرف آخرکی	رغبت کے طرف آخرکی			تمت	

اشتہار